# اہلسنت کی آواز

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کا ترجمان

خانقاہ برکاتیہ بڑی سرکار مارہرہ شریف
ضلع ایٹہ اتر پردیش

سالانہ مجلہ

# اہلسنّت کی آواز

جلد ۳، جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ اکتوبر ۱۹۹۶ء

## خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کا ترجمان

شاہ برکات و برکاتِ پیشینیاں
نوبہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام

خانقاہ برکاتیہ بڑی سرکار، مارہرہ شریف
ضلع ایٹہ، اترپردیش

بیاد گار

حضرت تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ
حضرت سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں قدس سرہ
حضرت احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قدس سرہ




طابع وناشر: پروفیسر سید جمال الدین اسلم
مطبوعہ: فاروقی پرنٹنگ ایجنسی، ۲۰۹۰ رودگران لال کنواں، دہلی ۱۱۰۰۰۶

بہ اہتمام: فائن کمپوزنگ سنٹر، غفار منزل، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
سرورق: عبد الغفار


# مشتملات

## حصہ دوم



مکتوبات حضور پر نور بقیۃ السلف حضرت مولانا حاجی حافظ قاری سید شاہ ابو القاسم محمد اسمٰعیل حسن قادری برکاتی آل احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہ جمع و تصحیح و ترتیب و تشریح

تاج العلماء سراج العرفاء مولانا مولوی مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

# اداریہ

پروفیسر سید جمال الدین اسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خانقاہ برکاتیہ' مارہرہ مطہرہ کا ترجمان رسالہ 'اہلسنّت کی آواز' پیش خدمت ہے۔ اس رسالہ کی بہت تاریخی اہمیت ہے۔ یہ رسالہ میرے پیرومرشد تاج العلماء سراج العرفاء حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ والرضوان کے زیر سرپرستی قائم 'جماعت اہلسنّت' کا ترجمان تھا۔ تقسیم ہند کے مطالبے اور پھر تقسیم اور تقسیم کے فوراً بعد جو حالات ملک میں پیش آئے ان کے سیاق میں غور کریں تو اس رسالے نے غربائے اہلسنّت کی مشکل موقع پر دستگیری کی۔ رسالہ کا نام آقائے نعمت سید العلماء والمشائخ حضرت سید شاہ آل مصطفےٰ قادری برکاتی علیہ الرحمہ (میرے مشفق ماموں صاحب) نے خانقاہ برکاتیہ میں حویلی سجادگی میں علماء کی مجلس میں تجویز کیا تھا۔ اس رسالہ کا احیا چار سال قبل مرشد اعظم ہند احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ والرضوان (میرے مشفق ماموں جان) کے زیر سرپرستی عمل میں آیا۔ 'اہلسنّت کی آواز' کا تیسرا شمارہ پیش کرتے ہوئے از حد مسرت ہورہی ہے۔ رسالہ کی ترتیب واشاعت میں امین ملت سید شاہ (ڈاکٹر) محمد امین میاں قادری برکاتی زیب سجادہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اور شرف ملت سید شاہ محمد اشرف قادری



برکاتی بالخصوص دلچسپیاں لیتے ہیں۔ ایک طرح سے یہ رسالہ ہم تینوں بھائیوں کے ذہنی تعاون واشتراک سے زیور طبع سے آراستہ ہوتا ہے۔

پیش نظر شمارہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول میں حضور مرشد اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کی شان اقدس میں پیش کردہ منقبتیں شامل ہیں۔ دوسرا حصہ حضور مرشد اعظم ہند کے نانا حضرت اور مرشد برحق حضور پرنور بقیۃ السلف حجۃ الخلف حضرت سید شاہ ابوالقاسم محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی آل احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات مسمی بنام تاریخی 'مفاوضات طیبہ' پر مشتمل ہے۔ اس طرح یہ شمارہ مجمع البحرین ہے۔ منقبتوں پر غور کریں گے اور انہیں ذہن وقلب کی گہرائیوں میں اتاریں گے تو حضور مرشد اعظم ہند کی شبیہ پاک اپنے تمام تر نور کے ساتھ روشن ومنور نظر آئے گی اور جسم وجان میں روحانی حرارت پیدا ہوگی۔ دوسری طرف 'مفاوضات طیبہ' کا مطالعہ کریں گے تو قادری برکاتی مشائخ کے عقائد کا سراغ ملے گا' ان کا تصلب فی الدین اور دنیا اور دنیاداروں سے ان کی علیحدگی' بددینوں اور ان سے رغبت رکھنے والوں سے ان کی دوری کے واضح اشارے ملیں گے۔ اس کے علاوہ تاریخ کے طالب کے علم کی حیثیت سے میں 'مفاوضات طیبہ' کو ایک اہم تاریخی دستاویز کی حیثیت سے بھی دیکھتا ہوں۔ اس کے مطالعہ سے ایک شیخ طریقت عالی مرتبت کے اپنے مریدین ومتوسلین کے ساتھ دیرینہ تعلقات کی داستان نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔ پیری مریدی کیا ہے 'مفاوضات طیبہ' اس موضوع پر ایک نادر علمی تحفہ ہے۔

'مفاوضات طیبہ' سے اس بات کی بھی صریح وضاحت ہوجاتی ہے کہ امام اہلسنّت مجدد دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی قادری

برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان ابتدا ہی سے خانقاہ برکاتیہ کے روحانی فرزند اور خانوادۂ برکاتیہ کے رکن رکین تسلیم کئے گئے ہیں۔ خانقاہ برکاتیہ سے مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کا جو سلسلہ جاری ہے وہ ایک موروثی فریضہ ہے۔ دراصل مسلک اعلیٰ حضرت' خانقاہ برکاتیہ کا عظیم ترین علمی ودینی تحفہ وورثہ ہے جو ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں منتقل ہوتا رہتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ منتقل ہوتا رہے گا۔ محترم المقام سید ملت علامہ سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی قادری برکاتی اور شہزادہ مرشد اعظم ہند امین ملت سید شاہ (ڈاکٹر) محمد امین قادری برکاتی آج اس ورثہ کے امین ہیں' اس کی حفاظت اور ترویج واشاعت میں بھرپور حصہ لے رہے ہیں۔ رب کریم ان کی اس خدمت دینی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

رب تبارک وتعالیٰ کے حضور میں دعا ہے کہ روز محشر تمام اہلسنّت اور بالخصوص متوسلین سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے لئے فرداً فرداً ایسی ہی ندا آئے جس کی امید ان کے 'امام' نے کی ہے:

مراز نسبت ملک است امید آنکہ بہ حشر
ندا کنند بیا اے رضائے آل رسول

حضرت امام اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ امید ہم سب کی دعا ہے۔
وما علینا الا البلاغ



حصہ اول

# منظوم خراج عقیدت

بحضور

مرشد اعظم ہند

احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان

یا الٰہی بحر حضرت مصطفیٰ حیدر حسن
حسن وصفوت کر عطا ان کے گدا کے واسطے

سید ملت
سید شاہ آل رسول حسنین نظمی مارہروی
سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف

# ان کی صورت نور کی تفسیر تھی

ان کی صورت نور کی تفسیر تھی
خلق ان کا خلق میں مشہور تھا
نام سید مصطفیٰ حیدر حسن
مصطفیٰ کا صبر اور ایثار تھا
انکساری تھی حسن کی بے گماں
چہرہ تھا عکس رخ غوث الوری
میزبانی کا وہ عالم سال بھر
آسمان علم کے شہباز تھے
آپ کی تحریر تھی جادو رقم
قول و فعل وحال میں سچے تھے وہ
اچھے ستھرے دونوں جس کا عکس ہوں
احتشام ارض مارہرہ تھے وہ
مومنوں پر ذات والا مہرباں
تھیں مریدوں پر ہمیشہ شفقتیں
ختم تھی ان پر قرابت داریاں
نظمی عاصی نے لکھی منقبت

ان کی سیرت آیہ تطہیر تھی
خلق ان کی باعث توقیر تھی
شخصیت میں نام کی تاثیر تھی
اور علی کی خوبی تقریر تھی
اور تواضع پرتو شبیر تھی
اک جھلک بیمار کو اکسیر تھی
گویا یہ بھی ان کی ہی جاگیر تھی
ان کی ہر اک بات باتدبیر تھی
معنویت میں کلام میر تھی
ان کے ماتھے صدق کی تحریر تھی
آپ کی ہستی وہی تصویر تھی
ذات ان کی منبع تنویر تھی
بد عقیدوں کے لئے شمشیر تھی
ایک اک کی فکر دامن گیر تھی
میزبانی ان کی عالم گیر تھی
اس کی ہی قسمت میں یہ تحریر تھی



سید ملت
سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی
سجادہ نشین، خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ شریف

# ذات مقدس والا برکت حسن میاں کی بات کرو

چھوڑو اس دنیا کی سیاست حسن میاں کی بات کرو
روح میں آجائے گی بشاشت حسن میاں کی بات کرو
جب بھی کبھی تم سچے دل سے ان کا تصور باندھوگے
خواب میں ہوجائے گی زیارت حسن میاں کی بات کرو
شیطاں جب بھی دل کے قلعہ پر قبضہ کرنے آئے گا
پیر کی پڑجائے گی ضرورت حسن میاں کی بات کرو
حافظ قاری، مفتی، عالم اپنی ذات میں سب کچھ تھے
ذات مقدس والا برکت حسن میاں کی بات کرو
چوّن سال اسی منبر سے درس دیا دین حق کا
ان کی فصاحت ان کی بلاغت حسن میاں کی بات کرو
جن کے وجود نے دشمن کو بھی دی ہے تحفظ کی چادر
صبراور ضبط میں ایسا حسن خلقت حسن میاں کی بات کرو

کیسے نانا کے ہیں نواسے کیسے باپ کے بیٹے ہیں
ہاں ہاں کروائیں گے شفاعت حسن میاں کی بات کرو
نیت باندھی سیدھے لیٹے اپنے رب کا نام لیا
بالکل ولیوں کی سی رحلت حسن میاں کی بات کرو
شاہ حمزہ کے شیدائی اچھے ستھرے کے عاشق
ہاں ہاں نائب شاہ برکت حسن میاں کی بات کرو
ہر ایک آج یہی کہتا ہے میری چاہت زیادہ تھی
اپنوں غیروں میں یہ شہرت حسن میاں کی بات کرو
نظمی پر ایک خاص عنایت خاص ہی شفقت رکھتے تھے
والد کی چاہت کی روایت حسن میاں کی بات کرو



شرفِ ملّت
سید محمد اشرف قادری برکاتی
بڑی سرکار مارہرہ شریف

## سوئے جنت جاچکے ہیں سیدی مغفور آہ

اے کہ تیری فکر سے پرنور ہیں سب کے دماغ
اے کہ تیری یاد سے روشن ہیں سینوں کے چراغ
حافظ و قاری و عالم، صوفی و واعظ امام
کیا مہکتے پھول رکھتا تھا تری ہستی کا باغ
تو تھا شانِ قادریت، امتیازِ سنیت
ساقیِ برکات تونے بھر کے بانٹے تھے ایاغ
ہند و پاک و یورپ و افریقہ سے نیپال تک
سلسلے نے تیرے دم سے کس قدر پایا فراغ
لوگ تو باتوں سے دیتے ہیں بزرگوں کی خبر
تیری نظروں سے ملا کرتا تھا اگلوں کا سراغ
آبروئے خاندان موتمِ اشبال تھا
تیری صورت دیکھ کر کافور تھے زاغ و کلاغ
تیری فیاضی کا شہر قریہ قریہ کو بہ کو
دینے والے نے ترے ہاتھوں کو بخشا تھا فراغ
مصطفیٰ حیدر حسن جنت میں ہیں، ایمان ہے
نام کے اجزائے پاکی سے یہی پایا سراغ
ماہ غوث پاک کی سب سے منور رات تھی
جب جہاں خاک کی بندش سے پایا تھا سراغ
سوئے جنت جاچکے ہیں سیدی مغفور آہ
اشرفِ مغموم نے قرآں سے پایا ہے سراغ

شرف ملت
سید محمد اشرف قادری برکاتی
خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ شریف

## وہ مہرباں نگاہیں ابھی بھی نگراں ہیں

### منقبت
(حضور والد ماجد علیہ رحمۃ کی یاد میں)

وہ آسماں صفت استعارۂ وسعت
وہ گلستاں صفت استعارۂ فرحت
وہ خاندان صفت استعارۂ الفت
وہ سائبان صفت استعارۂ شفقت
یہ سارے لفظ حقیقت ہیں شاعری نہ کہو
یہ میرے دل کی صدائیں ہیں ساحری نہ کہو
سفید ریش، سیہ چشم، صندلی رنگت
گلابی ہونٹ، کھڑی ناک، سروی قامت
نشان سجدہ تھا ماتھے پہ چاند کی صورت
فراخ سینہ الم نشرح کی کھلی قدرت
وہ زرد رنگ کا صافہ سفید چہرے پر
کہ جیسے مہر نے اوڑھی ہو ماہ کی چادر



اکیلے میں میرے رہتا ہے جیسے ساتھ کوئی
میں سونے لیٹوں تو رکھتا ہے سر پہ ہاتھ کوئی
ذرا سا ان کے تصور کو دوں ثبات کوئی
معاً یہ لگتا ہے کرتا ہے جیسے بات کوئی
تصورات کے سائے بہت گھنیرے ہیں
تمہاری یاد کے سارے خزانے میرے ہیں
قرآن پاک وحدیث وفقہ کے تھے غماز
سلیس وسادہ زبان، نرم نرم سا انداز
نپے تلے ہوئے جملے تھے اور بلند آواز
بغیر باجوں کے بجتا تھا جیسے کوئی ساز
بیان کرتے تھے جس دم نبی کے منبر پر
پرندے بیٹھے ہوں جیسے سبھی کے شانوں پر
عزیز اور مریدوں کا دھیان رکھتے تھے
سبھی کا پاس بصد عز وشان رکھتے تھے
کچھ اس قدر وہ سبھی کا دھیان رکھتے تھے
ہمیں چہیتے ہیں سب یہ گمان رکھتے تھے
شفیق ہاتھوں کے سر پر ابھی بھی احساں ہیں
وہ مہرباں نگاہیں ابھی بھی نگراں ہیں

مفتی محمد اختر رضا قادری برکاتی ازہری
جانشین مفتی اعظم خانقاہ رضویہ' بریلی شریف

# استقامت کا وہ کوہ محکم وبالا حسن

اے نقیب اعلیٰ حضرت مظہر حیدر حسن
اے بہار باغ زہرا میرے برکاتی چمن
اے تماشا گاہ عالم چہرہ تابان تو
تو کجا بہر تماشا می روی قربان تو
استقامت کا وہ کوہ محکم و بالا حسن
اشرف و افضل نجیب عترت زہرا حسن
طور عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا
زندہ باد اے پرتو موسیٰ و عکس مصطفیٰ
عالم سوز دروں کس سے کہوں کس سے کہوں
دل شدہ زار چناں و جاں شدہ زیر چنوں
تھا جو اپنے درد کی حکمی دوا ملتا نہیں
چارہ ساز درد دل دید آشنا ملتا نہیں

غبت فی مارهره مصباح الدنیٰ شمس الانام
یانکانا مصطفلنا بعدک الدنیا ظلام
یا سماء المجد دمتم مایدانیکم سما
نل من عز علیکم من لکم ذل السما
جودکم فاق الجوادی وبکم جادت سما
خیرکم ملاء البوادی میتکم عم الوریٰ



انما المیت جهول ذو هوی لا انتم
قد فینتم عن هواکم للخلود نلتم
قبل موت متم و بعد موت دمتم
جسر موت جزتم و بالوصال فزتم
عون د ین المصطفیٰ یا محض یا جون الرضا
جد علینا یا سماء الجود یا جود الند یٰ

ایک شمع انجمن تھی جو بالآخر بجھ گئی
اب اجالے کو ترستی ہے یہ بزم آگہی
سوگواروں کو شکیبائی کا ساماں کم نہیں
اب امین قادریت بن گیا تیرا امین
علم و اہل علم کی توقیر تھا شیوہ ترا
جانشیں میں ہو نمایاں جلوہ' زیبا ترا
علم کا اس آستانے پر سدا پہرہ رہے
صورت خورشید تاباں میرا مارہرہ رہے
اختؔر خستہ ہے بلبل گلشن برکات کا
دیر تک مہکے ہر اک گل گلشن برکات کا

بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب قبلہ مصباحی

## عروج علم و عمل امتزاج فقر و شہی

ضیائے ملت بیضاء فروغ دین نبی     عروج علم و عمل امتزاج فقر و شہی
نشان منزل حق ماہر خفی وجلی     شناور یم وحدت نگار مطلبی
حضور احسن واعلم کی ذات پاک ہوئی

ادائے فقر پہ شاہوں کا بانکپن قرباں     ادائے لطف و مروت کہ رحمت یزداں
نہال گلشن زہرا کا اک گل خنداں     ہے جس کی بو سے معطر مشام دیدہ وراں
وہ مصطفیٰ وعلی وحسن وہ ابن علی

جناب سید عالی نشاں کا ماتم ہے     امیر قافلۂ سنیاں کا ماتم ہے
سر مشائخ ہندوستان کا ماتم ہے     نہ صرف ہند کہ سارے جہاں کا ماتم ہے
کہ مرگ عالمیاں ان کی مرگ پاک بنی

حضور بہر ملاقات لوگ آئے ہیں     دو رویہ سامنے گھر کے پرا جمائے ہیں
ادب سے سر ہیں خمیدہ نظر جھکائے ہیں     برائے نذر گہہائے اشک لائے ہیں
ہے انتظار میں کب سے یہ در یہ گھر یہ گلی

جبیں سے پردہ کفن کا اٹھایئے تو حضور     تجلی رخ زیبا دکھایئے تو حضور
عمامہ سے سراقدس سجایئے تو حضور     عصا لئے ہوئے محفل میں آیئے تو حضور
کہ اب تو حد سے زیادہ ہے اضطراب دلی

میرے خیال کہاں ڈھونڈنے گیا تھا تو     حضور لیٹے ہیں محفل میں کب سے قبلہ رو
شریک بزم مقدس ہوکر کے تو بھی وضو     ہے دلفروز غلاف مزار کی خوشبو
اک اور سید جیلاں کی بارگاہ بجی

جوار صاحب برکات در جوار تو باد     غبار کوئے مدینہ پہ مرغزار تو باد
ہزار رحمت حق برسر مزار تو باد     نزول رحمت ہزار درکنار تو باد
بفرق پاک تو زیب ہزار تاج شہی



مفتی مظفر احمد قادری برکاتی داتا گنجوی
خلیفہ حضور احسن العلماء رحمۃ اللہ تعالی علیہ

## تاریخ وصال حضرت احسن العلماء مرشد اعظم سید شاہ حسن میاں صاحب سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ (علیہ الرحمۃ)

قال باری ولی عندربھم جنت النعیم
۱۴۱۶ھ

مضی من کان مشتاق الصوف
مضی من کان مرغوب الورود
لم لاتبکی عین کل یوم
الا تدری مضی نور الوجود
فصبرا یا مظفر ثم صبرا
فنحن ناھبون الی العھود
ونورا کنت فینا قد بخلت
صدیق حقی جنت خلود
۳،     ۱۴۱۶ھ

و نورا کنت فینا قد بخلت
بلطف السمیع جنت خلود
۱۴۱۶ھ

قال الرحمٰن سید ادخلوھا بسلام آمنین
یحی ان المتقین فی جنت وعیون

### ایضاً

ناگہاں ہوگئے جدا ہم سے
حق تعالٰی کو تھا یہی منظور
میرے سید حسن میاں بے شک
ہیں ریاض جناں میں اب مسرور
کہہ مظفؔر سن وصال کو تو
چل بسے ! آہ سیدی مغفور
۱۴۱۶ھ



ڈاکٹر فضل الرحمٰن شررؔ مصباحی
لکچرر ملیہ کالج، دہلی یونیورسٹی

## وہ فخر دیں وہ فخر خانداں کہاں چلا گیا

فادخل فی عبدی وادخل جنتی — ۱۹۹۵ء
یا واہبی غفر اللہ لہ — ۱۴۱۶ھ

وہ گیتی شرف کا حکمراں کہاں چلا گیا
ابھی تو تھا ہمارے درمیاں کہاں چلا گیا
وہ جس کے ساتھ چل رہے تھے قافلے کے قافلے
وہ راہبر وہ میر کارواں کہاں چلا گیا
وہ بزم حال و قال میں جو زندگی کی روح تھا
وہ کرکے، ہر نفس کو نیم جاں کہاں چلا گیا
وہ جس کے مغز سر میں علم و آگہی کا حسن تھا
وہ فکر وفن کا گنج شایگاں کہاں چلا گیا
وہ جس کے دل میں درد، لب پر نعرہ سرور تھا
وہ سر ھاوھو کا راز داں کہاں چلا گیا
وہ جس کا ہر بیان بے نیاز قیل وقال تھا
وہ احسن وحسن کا ہمزباں کہاں چلا گیا
وہ جس کا ناخن ہنر گرہ کشائے بخت تھا
وہ پیر عہد و محسن زمانہ کہاں چلا گیا

وہ جس کے انکسار میں عبودیت کی شان تھی
وہ بندہ خدائے عزوشاں کہاں چلا گیا
وہ جس کا خوان جود سب کے واسطے دراز تھا
وہ نادرالوجود میزبان کہاں چلا گیا
وہ جس کی بات بات میں نبات کی مٹھاس تھی
وہ لے کے اپنی شہد کی زباں کہاں چلا گیا
وہ جس کی نرم گفتگو حلاوتوں کی جان تھی
وہ لے کے اپنی پیار کی دکاں کہاں چلا گیا
وہ جس کا نام مصطفیٰ بھی حیدر و حسن بھی تھا
وہ فخر دیں وہ فخر خانداں کہاں چلا گیا
جو بیکسوں کے واسطے ہمیشہ فکر مند تھا
جو بے بسوں کا تھا مزاج داں کہاں چلا گیا
جو دوستوں کے واسطے ہمیشہ سربکف رہا
جو دشمنوں پہ بھی تھا مہرباں۔ کہاں چلا گیا



سید محمد اکمل اجملی
نائب سجادہ نشین
دائرہ شاہ اجمل، الہ آباد

## کیا خبر تھی آسماں زیر زمیں سو جائے گا

کیا پتہ تھا گردش دوراں دکھائے گی یہ دن
کیا خبر تھی سر سے اٹھ جائے گا اپنے سائباں
کیا خبر تھی اک قیامت ہے ہماری منتظر
جس کی باعث ٹوٹ جائے گی ہماری ہر امید
جس کی باعث
ہر سو چھا جائے گا اک رنج والم
رہنما
وہ ذات جس پر فخر کرتا ہے جہاں
ہم سے رخصت ہو کے
ہم کو دے گا وہ رنج وملال
کارگاہ زیست میں جس کی نہیں کوئی مثال
کیا خبر تھی
کس کو یہ معلوم تھا۔ تم نے سوچا تھا کبھی
کون ہاں یہ جانتا تھا کچھ بتاؤ اجملی
"دیکھتے ہی دیکھتے یہ حادثہ ہو جائے گا
کیا خبر تھی آسماں زیر زمیں سو جائے گا

مولانا قاری محمد قاسم حبیبی برکاتی
کانپور

# عارف کامل رب کا پیارا میرا حسن

عارف کامل رب کا پیارا میرا حسن ہے میرا حسن
اتنا ستھرا اتنا اچھا میرا حسن ہے میرا حسن
اچھے میاں کی آنکھ کا تارا میرا حسن ہے میرا حسن
ستھرے میاں کے گھر کا اجالا میرا حسن ہے میرا حسن
میں ہوں غلام مرشد اعظم مجھ کو کسی کی حاجت کیا
میرے ہر اک غم کا مداوا میرا حسن ہے میرا حسن
میرے سر پر مہکی مہکی چادر یوں تن جاتی ہے
گلشن گلشن صحرا صحرا میرا حسن ہے میرا حسن
دست طلب کی جھلمل جھلمل نور فضائی کہتی ہے
کوئے کرم میں رحمت والا میرا حسن ہے میرا حسن
روشن روشن جگمگ جگمگ چہروں کی ارزانی میں
مہر مبیں ہے جس کا چہرا میرا حسن ہے میرا حسن
ہر اک مٹھی بند ہوئی جب مجھ پر صحن سخاوت میں
اپنی مٹھی کھولنے والا میرا حسن ہے میرا حسن
وادی جاں میں لہراتے ہیں نور کے چشمے یوں قاسم
میری جبین دل پہ ہے لکھا میرا حسن ہے میرا حسن



مولانا قاری محمد قاسم حبیبی برکاتی
کانپو.

# یہ لطف غائبانہ تو حیدر حسن کا ہے

جیسا بھی ہے ٹھکانا تو حیدر حسن کا ہے
یہ سینہ آشیانہ تو حیدر حسن کا ہے
روشن ہے آفتاب غم زندگی مگر
صحرا میں شامیانہ تو حیدر حسن کا ہے
اس گھر میں جل نہ پائیں گے بربادیوں کے دیپ
اس گھر میں آنا جانا تو حیدر حسن کا ہے
فرحت بدوش دیکھ کے کہتے ہیں مجھ کو لوگ
یہ لطف غائبانہ تو حیدر حسن کا ہے
مجھ میں نہیں سکت تو مجھے غم نہ جان تو
ہاتھوں میں تازیانہ تو حیدر حسن کا ہے
شاخ نہر پہ غنچہ نورس نہیں تو کیا
برگ مدبرانہ تو حیدر حسن کا ہے
نغمہ یہ گونجتا ہے فضاؤں میں ہر طرف
جاں بخش آستانہ تو حیدر حسن کا ہے
جس میں امین واشرف وافضل نجیب ہیں
بھارت میں وہ گھرانا تو حیدر حسن کا ہے
الجھا نہ پائے گی اب انہیں تندخو ہوا
ان گیسوؤں میں شانہ تو حیدر حسن کا ہے
پیہم نگار خانوں میں گونجے ہے یہ صدا
ہر آئنہ یگانہ تو حیدر حسن کا ہے
کشکول آرزو میں نہ کیوں ہو گل مراد
الطاف کا خزانہ تو حیدر حسن کا ہے
قاسم ہمارے لفظ وبیاں کچھ نہیں مگر
آہنگ شاعرانہ تو حیدر حسن کا ہے

مولانا قاری محمد قاسم حبیبی برکاتی
کانپور

## مری زندگی حسن ہے مرا مدعا حسن ہے

نہ فقط مرا حسن ہے نہ فقط ترا حسن ہے
دل ہرگدا میں روشن رخ مصطفیٰ حسن ہے

صف اصفیا کا سرور شہ اولیاء حسن ہے
ہے زبان زد دو عالم گل اتقا حسن ہے

وہ علی کا ہے دلارا وہ ہے فاطمہ کا پیارا
وہ حسن حسین کا ہے وہ حسین کا حسن ہے

ہمہ دم میں اس کو دیکھوں ہمہ دم وہ مجھ کو دیکھے
مرا آئنہ حسن ہے مرا آئنہ حسن ہے

مرے مصطفیٰ حسن سے یہ نسیم صبح کہنا
مری ہر طلب حسن ہے مری ہر دعا حسن ہے

کف برگ دل پہ کس نے بخط جلی ہے لکھا
جو ہے حاصل بہاراں وہ گل وفا حسن ہے

خم وپیچ راستوں کے مجھے گم نہ کر سکیں گے
مری رہبری کو روشن ترا نقش پا حسن ہے

سر جادۂ عنایت سرجادۂ محبت
سبھی قافلوں سے آگے ترا قافلہ حسن ہے

مرے دل سے آرہی ہے یہی اک صدا مسلسل
مری زندگی حسن ہے مرا مدعا حسن ہے



مجھے کیا ستا سکے گا غم زندگی کا سورج
ترا سائبان رحمت مرے سر پہ یا حسن ہے

نہ مجھے ہے خوف رہزن نہ مجھے غم حوادث
مرا راہبر حسن ہے مرا رہنما حسن ہے

لب برگ گل سے پھوٹا یہ کلام نرم ونازک
ترے لمس پا کے صدقے ترا ہرگدا حسن ہے

یہیں جینا مجھ کو قاسم یہیں مرنا مجھ کو قاسم
مری ابتدا حسن ہے مری انتہا حسن ہے

مولانا قاری محمد قاسم حبیبی برکاتی
کانپور

# بحر عرفاں کے شناور مصطفیٰ حیدر حسن

ضوفشاں منظر بہ منظر مصطفیٰ حیدر حسن
سربسر ہیں نور پیکر مصطفیٰ حیدر حسن

دوستوں میں ہیں گل تر مصطفیٰ حیدر حسن
دشمنوں کے حق میں خنجر مصطفیٰ حیدر حسن

دشت آلام ومصائب کے کف جاں سوز میں
میرے مونس میرے یاور مصطفیٰ حیدر حسن

بیکراں چرخ عقیدت پر ہمارے واسطے
قوت بازو وشہپر مصطفیٰ حیدر حسن

میں ہوں عاصی میں ہوں خاطی مجرم وناکارہ میں
اے انیس روز محشر مصطفیٰ حیدر حسن

معرفت کا بخش دو گوہر مرے کشکول کو
بحر عرفاں کے شناور مصطفیٰ حیدر حسن

آپ ہیں آسودہ دامان لطف مصطفیٰ
اے شہید عشق سرور مصطفیٰ حیدر حسن

جادہ مدحت میں ہر لمحہ ہیں میرے ساتھ ساتھ
میرے آقا میرے رہبر مصطفیٰ حیدر حسن

حضرت قاسم کا صدقہ۔ صدقہ آل عبا
ڈال دو رحمت کی چادر مصطفیٰ حیدر حسن



مسلک احمد رضا خاں زندہ وپائندہ باد
تیرے مظہر تیرے مظہر مصطفیٰ حیدر حسن

مصطفیٰ حیدر حسن ہیں نور چشم فاطمہ
اور سکون قلب حیدر مصطفیٰ حیدر حسن

رہبر راہ شریعت مخزن جود وکرم
معرفت کا ہیں سمندر مصطفیٰ حیدر حسن

عارف کامل ولی باصفا تقویٰ شعار
جیسے باہر ویسے اندر مصطفیٰ حیدر حسن

کس سے حال دل کہے کس کو بتائے اپنی بات
تیرا قاسم تیرا نوکر مصطفیٰ حیدر حسن ۔

مولانا قاری محمد قاسم حبیبی برکاتی
کانپور

## عالم دین و رئیس العرفاء شاہ حسن

اے مہ چرخ عنایات وعطا شاہ حسن
اے چراغ رہ تسلیم ورضا شاہ حسن

آپ سے روشن وتاباں ہے کتاب الفت
اے حروف کف اوراق وفا شاہ حسن

ایک اک ذرہ ترے کوچۂ توصیف کا ہے
رونق شاخ گل حرف ونوا شاہ حسن

آگہی تیرے در جود کی ادنیٰ سی کنیز
ملک ادراک کا تو حکم روا شاہ حسن

آپ کے در پہ ہے کشکول بکف ہر لمحہ
ارض افکار کا ہر شاہ وگدا شاہ حسن

جسکے سائے میں غلاموں کو اماں ملتی تھی
کیجئے سایہ فگن پھر وہ ردا شاہ حسن

ماہ وخورشید ستارے فلک رفعت کے
چومتے ہیں ترا نقش کف پاشاہ حسن

میری ہر صبح کا نور اور سکوں راتوں کا
تیرا رخ اور تری زلف دوتا شاہ حسن

بالیقیں کشف وکرامات کا مینارہ نور
ایک اک لمحہ دلکش تھا ترا شاہ حسن

فہم وادراک سے بالا تری شان رفیع
عالم دین ورئیس العرفاء شاہ حسن

تجھ پہ بجتا تھا بہت خلق کریمانہ ترا
میرے سرکار انیس الغرباء شاہ حسن

اس لئے باد بہاری ہے تعاقب میں مرے
صفحہ قلب پہ قاسم ہے لکھا شاہ حسن



یاور وارثی
کانپور

## بہار مملکت دل کے تاجدار حسن

بہار مملکت دل کے تاجدار حسن
مری طرف بھی کوئی موجۂ بہار حسن

پناہ مل گئی مجھ کو بھی ریگ صحرا میں
ہوائیں لکھتی رہیں آکے بار بار حسن

طواف کرتی ہے آرائش حدیقۂ گل
ہے نور فصل بہاراں ترا مزار حسن

سواد شب میں سماں کیوں نہ ہو سحر جیسا
مری جبیں پہ ہے روشن ترا غبار حسن

جو ٹھوکروں پہ پڑا رہتا تھا زمانے کی
بنا دیا ہے اسے تم نے شاہکار حسن

تمام رات رہے ضوفشاں غموں کے چراغ
تمام رات رہا جشن انتظار حسن

تصورات میں آکر بکھیر دیتے ہیں
سیاہیٔ شب ہجراں کا تار تار حسن

نگاہ ودل میں تڑپتی ہے دید کی خواہش
دکھا دو چہرۂ نوری پھر ایک بار حسن

حریم ناز بتول و علی کے چشم وچراغ
نشان کوچۂ محبوب کر دگار حسن

وقار دید بھی ششدر ہے دیکھ کر یاؔور
ہیں رہ گزار ولایت کے شہسوار حسن

یاور وارثی
کانپور

# اہل مارہرہ کا پیارا مصطفیٰ حیدر حسین

رحمتوں کا استعارہ مصطفیٰ حیدر حسن
جوئے عصیاں کا کنارا مصطفیٰ حیدر حسن

گوہر تاج ولایت ، دُرِّ تسبیح حیات
آسمان دل کا تارا مصطفیٰ حیدر حسن

روشنی محفل برکات شمع بزم دل
اہل مارہرہ کا پیارا مصطفیٰ حیدر حسن

حق پرستی کا شریعت کا حریم خلق کا
ذات اقدس تھی شمارہ مصطفیٰ حیدر حسن

رہ گزار اتقا کے جس قدر تھے پیچ وخم
کردے سب آشکارا مصطفیٰ حیدر حسن

آگئے امداد کو دامان مقصد بھردیا
جب گداگر نے پکارا مصطفیٰ حیدر حسن

بیٹھ جاتے تھے تمہاری ٹھنڈی چھاؤں میں
حدت غم نے جو مارا مصطفیٰ حیدر حسن

کیا خطا ہم سے ہوئی کیوں ہوگئے روپوش آپ
ساتھ چھوڑا کیوں ہمارا مصطفیٰ حیدر حسن

یاد آتا ہے تو بھر آتے ہیں آنسو آنکھ میں
روئے زیبا پیارا پیارا مصطفیٰ حیدر حسن

دست بوسی کا شرف کار عجب یہ کر گیا
ہوگیا یاورؔ تمہارا مصطفیٰ حیدر حسن



مولانا قاری محمد میکائیل ضیائی م
کانپور

# فخر اہل جہاں حسن

یہ یقیں ہے اہل شعور کا، نہ ہے صرف میرا گماں حسن
بھلا ایسا شخص حسن نہ ہو، جسے کہہ دے سارا جہاں حسن

تری ذات تیری صفات کا کوئی آئینہ ترے دور میں
کہیں دیکھنے کو نہیں ملا۔ کہ تو ہی ہے فرد زماں حسن

وہ تمہاری علم بیانیاں شجر ادب کی اساس ہیں
جو حجر کو موم صفت کرے، ہے تمہارا حسن بیاں حسن

تری زندگی کا نفس نفس رہا غرق عشق رسول میں
تجھے جسم وجاں سے عزیز تھا، غم شاہ کون ومکاں حسن

تو عظیم ہے تو کریم ہے تری نسل، نسل رسول ہے!
کہ حسن حسین کاپاک خوں تھا تری رگوں میں رواں حسن

مرا قلب آئینہ ہوگیا مری روح کو بھی جلا ملی
کیا جب سے تیرے غلام نے ترا نام ورد زباں حسن

جسے دامن آپ کا مل گیا اسے ماسوا سے غرض نہیں
جو حصار فیض میں ہے اسے نہیں فکر سود وزیاں حسن

بلا واسطہ نہ سہی مگر ترے در کا میں بھی غلام ہوں
مجھے فخر ہے، مجھے ناز ہے، ہے غرور سجدہ کناں حسن

ہوں امین واشرف محترم کہ نجیب وافضل محتشم
ترا رنگ، تیری خصوصیت تری لو ہے ان میں عیاں حسن

ترا سلسلہ ہے وہ سلسلہ کہ امام اہل سنن رضا
بنے جس کے فیض سے مقتدا، ہوئے فخر اہل جہاں حسن

کسی اور در پہ نہ ڈالئے کوئی راستہ نہ دکھائیے
ہے عطائے مرشد مہرباں کہ میں آگیا ہوں یہاں حسن

ترے فیض ولطف سے بہرہ ور ہے ضیائی اپنے نصیب سے
ترے در کی بات میں کیا کروں، ترا گھر ہے فیض رساں حسن



مولانا قاری محمد میکائیل ضیائی،
کانپور

## نقیب اہل سنت مصطفیٰ حیدر حسین

نام پیارا آپ کا اور ذات پیاری آپ کی
یاد آئے گی ہمیشہ غم گساری آپ کی

اے نقیب اہل سنت مصطفیٰ حیدر حسن
سینوں پر ہے مسلم تاجداری آپ کی

عشق وایماں کی فضاؤں کو معطر کر گئی
باغ ملت کی مسلسل تازہ کاری آپ کی

آپ کی راہ عمل ہے شاہ راہ مستقیم
رہبری کے واسطے ہے راہداری آپ کی

زندگی بھر وہ حسیں منظر نہ بھولا جائے گا
جس گھڑی گذری جنازے کی سواری آپ کی

آپ کا جود وسخا فضل وعطا ہے بے مثال
جس طرح ضرب المثل ہے دینداری آپ کی

راہ مولا کے مسافر پہ ہم سبھوں کو ہے یقیں
نازبرداری کرے گا فضل باری آپ کی

مرشد اعظم وقار سنیت عالی نسب
سب پہ بھاری ہے ادائے انکساری آپ کی

اپنے اسلاف مکرم کے اصولوں کے امیں
قابل تقلید ہے یہ پاسداری آپ کی

حشر تک ہوتے رہیں گے اہل سنت فیضیاب
ہر طرف فیضان کی نہریں ہیں جاری آپ کی

آپ کی ہر گفتگو تھی راہ حق کا سنگ میل
اہل باطل کے لئے تھی ضرب کاری آپ کی

حضرت سید امین و اشرف و افضل نجیب
دیکھتے ہیں ان میں صورت پیاری پیاری آپ کی

کیجئے روشن سیہ خانہ دل پژمردہ کا
ہے ضیائی پر عیاں تطہیر کاری آپ کی



سید احترام الحسن ساغر رضوی برکاتی
شیخ سرائے سیتاپور

## تھے سنیت کے تاجور مصطفیٰ حیدر حسن

یہ واقعہ ہے مختصر مصطفیٰ حیدر حسن
تھے سنیت کے تاجور مصطفیٰ حیدر حسن

مرتبہ میں آسماں اور خاکساری میں زمیں
ایک شجر تھے بارور مصطفیٰ حیدر حسن

ہر کوئی سمجھے یہی مجھ سے ربط خاص ہے
یوں کیا ہر دل میں گھر مصطفیٰ حیدر حسن

مصطفیٰ، حیدر، حسن سب کے ہی اوصاف سے
تھے معطر خوب تر مصطفیٰ حیدر حسن

دور یا نزدیک ہوں اپنے غلاموں کے تئیں
ہر گھڑی تھے باخبر مصطفیٰ حیدر حسن

سلسلے جتنے بھی ہیں اور سنیت کے واسطے
تھے سبھی کے مستقر مصطفیٰ حیدر حسن

غیر کے حق میں سخی تھے اپنے حق میں تھے غنی
بے نیاز سیم و زر مصطفیٰ حیدر حسن

ہر گھڑی دل مطمئن ہے آپ کے فیضان سے
وہ سفر ہویا حضر مصطفیٰ حیدر حسن

بات کیا انسان کی ہیں آپ کے غم میں حضور
مضمحل دیوار و در مصطفےٰ حیدر حسن

آپ سا مرشد ہو جس کا اس کو ڈر کس بات کا۔
کیا اسے بخشش کا ڈر مصطفےٰ حیدر حسن

روئے تاباں دیکھ کر رکتی نہ تھی جن پر نظر
لحد میں بھی ہیں منور مصطفےٰ حیدر حسن

ہے در برکات کا اک دبدبہ دل پر یونہی
جھک رہا ہے اپنا سر مصطفےٰ حیدر حسن

آپ کے دیدار کا مرکز حسین محترم
ایک شیخ معتبر مصطفےٰ حیدر حسن

باصفا حسین کا سایہ ہمارے سر رہے
جو کہ ہیں مثل پسر مصطفےٰ حیدر حسن

آپ کے ذوق ادب کا عکس ہیں سید جمال
جانشین خامہ ہنر مصطفےٰ حیدر حسن

ہم غلاموں کی تسلی اور تشفی کے لئے
ہیں گہہائے پسر مصطفےٰ حیدر حسن

دے گئے ہم کو در نایاب اپنا جانشیں
شاہ امین خوش نظر مصطفےٰ حیدر حسن

اشرف و افضل نجیب باصفا و باوفا
دے گئے لخت جگر مصطفےٰ حیدر حسن

اک ذرا رکھیں نظر ساغر عاصی پہ بھی
اے فقیہ معتبر مصطفےٰ حیدر حسن



ماسٹر غلام احمد برکاتی
بسّی، ضلع چتوڑ گڈھ

## فخر ملت نازش ہندوستاں جاتا رہا

فخر ملت نازش ہندوستان جاتا رہا
ہم غلاموں کا جہاں سے پاسباں جاتا رہا

ہم کو روتا اور بلکتا ہی یہاں پر چھوڑ کر
احسن العلماء یہاں سے رب کے واں جاتا رہا

سارے برکاتی جہاں میں ہوگئے ہیں اب یتیم
جو ہمارا تھا شفیق و مہرباں جاتا رہا

عالم اسلام میں جس نے سنا رو کر کہا
ناز بردار و نگہباں وہ میاں جاتا رہا

گلشن برکاتیت میں اے خزاں تو آئی کیوں
تیرے آنے سے ہمارا آشیاں جاتا رہا

جن کی صورت دیکھنا ہی تھا عبادت میں شمار
کہہ اٹھے سب حق سے ملنے کا نشاں جاتا رہا

جن کے گھر سے بے پناہوں کو اماں ملتی رہی
بے پناہوں کا جو تھا دار الاماں جاتا رہا

ارض مارہرہ ہوئی برکاتیت کا پائے تخت
راجدھانی کرکے سونی حکمراں جاتا رہا

کاروان علم کا بے مثل اک سالار تھا
رہ دکھائے کون میرکارواں جاتا رہا

جس نے علم دین سے ہم سب کو بہرہ ور کیا
وہ نقیب سنیاں اور مفتیاں جاتا رہا

آبروئے سنیت ایک آپ ہی کی ذات تھی
گلستان سنیت کا باغباں جاتا رہا

جن کے دسترخوان سے کھا کر زمانہ پل رہا
ایسا پیارے فیض والا میزباں جاتا رہا

آپ کی ہر ایک ادا میں تھی ادائے مصطفےٰ
تھا جو خود قرآں کی تفسیر وہ بیاں جاتا رہا

تیری قبر پاک پر ہو رحمت پرور دگار
جس میں تھا محفوظ قرآں وہ مکاں جاتا رہا

جن کے پیچھے پیچھے ہم بھی جانب منزل چلے
ہم کو تنہا چھوڑ کر وہ جان جاں جاتا رہا

عالم ارواح میں برکاتیوں کا انتظام
کرنے کو شاہ حسن کوئے جناں جاتا رہا

جو تھا ملجا جو تھا ماویٰ جو تھا ہادی پیشوا
آہ اے محمد وہی پیر مغاں جاتا رہا





حصہ دوم

# مفاوضات طیبہ

۱۳۵۴ھ

یعنی مکتوبات

حضور پرنور بقیۃ السلف حجۃ الخلف واقف اسرار شریعت و طریقت عارف رموز معرفت و حقیقت زینت آرائے مسند برکاتیہ غوثیہ مطہرہ حضرت مولانا حاجی حافظ قاری سیّد شاہ ابوالقاسم محمد اسمٰعیل حسن صاحب قادری برکاتی آل احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالرضی السرمدی

بہ جمع و تصحیح و ترتیب و تشریح

تاج العلماء مولانا مولوی مفتی سیّد شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی محمدی احمدی قاسمی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ **فقیر اولاد رسول محمد میاں** قادری برکاتی قاسمی غفر اللہ تعالیٰ لہ ان اوراق میں حضرت قدوۃ الواصلین زبدۃ الکاملین سید العارفین سند المتصلبین فی السنۃ والدین حجۃ الخلف بقیۃ السلف تاجدار مسند برکاتیہ مطہرہ زینت سجادہ غوثیہ قادریہ مقدسہ سیدی وسندی مرشدی ومولائی مولانا الحاج حافظ قاری سید شاہ **ابوالقاسم محمد اسمٰعیل حسن** ملقب بہ شاہ جی قادری برکاتی آل احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالرضی السرمدی کے بعض مکاتیب شریفہ جو اگرچہ خاص اشخاص کے نام امضا فرمائے گئے۔ مگر اپنے مقاصد کے لحاظ سے عام اہل سنت برادران اسلام کے لئے انشاء اللہ الکریم جل مجدہ دارین میں مفید فوائد صوری ومعنوی ہیں اور حضرت مرشدی کے بعض فضائل صوری ومعنوی کے مشعر جمع کرتا ہے۔ اور تاریخی نام **مفاوضات طیبہ** (۱۳۵۴ھ) سے موسوم کرتا ہے۔

ہر مکتوب کے اوپر عنوان جو اس کے نمبر شمار پر نیز نام ومقام مکتوب الیہ اور تحریر یا روانگی کی تاریخ پر جو خود حضرت کے روزنامچہ وغیرہ سے معلوم ہوئے۔



مشتمل ہے۔ فقیر نے قائم کیا۔ اور بعد کو خود اصل مکتوب تمام وکمال۔ یا اس کا ملخص ومحصل خود حضرت ہی کی اصل عبارت والفاظ میں درج کیا ہے۔ اور بعض مکاتیب کے ختم پر اور بعض کے اندر بین القوسین ان سے متعلق بعض فوائد اور ضروری تشریحات کا بھی جو اکثر خود حضرت قدس سرہ کے روزنامچہ سے ماخوذ ہیں اضافہ کردیا ہے۔ اس سلسلہ میں جابجا مکتوب الیہم کی بعض تحریرات کے مضامین کے خلاصے بھی حضرت کے مفاوضات عالیہ کی وضاحت کے لئے دیئے ہیں۔ نیز جن صاحبوں کو حضرت نے کوئی نصیحت دینی فرمائی۔ اس کی تعمیل اور قبول پر مشتمل اگر ان کی تحریر یا اس کا خلاصہ مل گیا ہے تو اس کا حوالہ بھی اس لئے دے دیا ہے کہ دیندار مسلمان ان کے اس اخلاص اور حق پسندی پر تحسین وآفرین کہیں اور خود بھی اس طریقۂ مرضیہ پر چلیں۔ وھا انا اشرع فی المقصود بالعون الملک المعبود۔

محمد میاں قادری عفی عنہ

مبسملًا وحامدًا ومصلیًا ومسلمًا

**مکتوب ا**۔ حضرت نانا صاحب قبلہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ کے نام ۱۶؍ جمادی الآخر ۱۳۲۱ھ کو بمبئی ارسال فرمایا۔

برادر صاحب معظم مکرم مدظلہم۔ آداب وتسلیمات کے بعد عرض یہ ہے۔ میں مستدعی صحاح مزاج عالی بخیر ہوں۔ نوازش نامہ صادر ہوا۔

ہست درویشے چوخاک بیختہ
قطرہائے آب بروے ریختہ
نے بہ پشت پاازو گردے رسد
نے کف پارا ازو دردے رسد
آتش مزاج بودن زیباست بولہب را
تومرد بوترابی باید کہ خاک باشی

فقیر عرض کرتا ہے یہ ایک طویل مکتوب کا مفید عام خلاصہ ہے۔ جس سے فقر ودرویشی کی حقیقت واضح ہوتی اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ سچے فقراء اور باخدا درویش وہ ہوتے ہیں جو اپنی تواضع اور کسر نفس اور اپنے ولی نعمت سیدنا ابوتراب مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ سے انتساب کی برکت سے ایسے ہوتے ہیں جیسے چھنی ہوئی خاک کہ جس کے اوپر سے اور پانی چھڑک دیا گیا ہو جس پر چلنے پھرنے سے نہ تو گرد اڑکر پاؤں کی پیٹھ پر لگتی ہے نہ تلوارں کو اسے روندنے سے کچھ تکلیف پہونچتی ہے۔ اس زمانہ کے مدعیان فقر ودرویشی اپنے فقر کو اس سچی کسوٹی پر کسیں۔ اور باخدا درویش بنیں۔

**مکتوب ۲**۔ برادر صاحب مکرم سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم مرحوم کے نام سیتاپور ۷؍رجب ۱۳۲۳ھ کو ارسال فرمایا:

"تحریر کیا کہ کسی کی شکایت اس امر کی کہ ہماری تکلیف کا ساتھی نہیں ہے نہیں کرنا چاہئے ہم کس کے ساتھی ہوئے ہیں اور اپنا آل طہ کی علالت میں پٹنہ جانا اور اس کے دفن میں شریک نہ ہونا تحریر کیا ہے۔" فقیر عرض کرتا ہے یہ مکتوب صبر وضبط اور اغماض عین کی تعلیم دیتا۔ نیز حضرت قدس سرہ کی



تواضع وانکسار پر بھی مشعر ہے۔ برادر صاحب مرحوم کے جس عریضہ کے جواب میں یہ ارسال ہوا اس میں انہوں نے بعض اعزہ کے اس برتاؤ کی شکایت کی تھی کہ وہ ہمشیرہ صاحبہ محترمہ والدہ سید اولاد حسین مرحوم کی علالت مرض الموت کے زمانہ میں ہماری تکلیف میں ہمارا ساتھ دینا تو دور رہا مریضہ کے سر پر اپنی بے معنی نزاعوں اور چیخ وپکار سے مریضہ کی شدید اذیت کا باعث ہوتے تھے اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت اول تو ان اعزہ کے دکھ درد میں برابر ان کے ساتھ رہے۔ اور کبھی ان کو.... خصوصاً ایسے وقت میں کوئی تکلیف نہ پہونچائی۔ مگر یہاں باوجود اس کے تواضعاً وانکساراً اپنے آپ کو اور انہیں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دینے میں یکساں قرار دیا اور اس سلسلہ میں جس واقعہ یعنی آل طہ مرحوم طفل خورد سال عموی سید حسین حیدر صاحب مرحوم کے دفن وغیرہ میں اپنے شریک ہونے کا حوالہ دیا اس کی سچی حقیقت یہ ہے کہ روندوہ کے لئے پٹنہ کا جلسہ اہل سنت جس کے لئے حضرت نے سفر پٹنہ اختیار فرمایا۔ ایک اہم دینی کام تھا۔ اور وقت میں اس قدر گنجائش نہ تھی کہ آل طہ کے دفن میں شرکت کے بعد پھر اس میں بھی شرکت ہوسکتی۔ نہ وہ آگے بڑھ سکتا تھا۔ نہ یہاں آل طہ کے دفن وغیرہ کے لئے حضرت کی کوئی ضرورت تھی۔ اس کے والدین اور دیگر بہت سے اعزہ موجود تھے۔ جو سب کام کرسکتے تھے اور بآسانی ہوگئے۔ نہ حضرت کی عدم شرکت دفن وغیرہ سے سوائے اس کے کہ شرکت نہ ہوئی اور کوئی تکلیف کسی کو پہونچی تھی۔ پھر بھی حضرت نے ایک ضروری دینی خدمت کی شرکت کے خاطر مجبوراً یہاں اپنی عدم شرکت کو صرف تواضعاً وانکساراً ان کی اس ایذاء دہی کا سا ٹھہرایا۔

**مکتوب ۳۔** برادر صاحب مکرم سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم مرحوم کے نام سیتاپور ۱۰ر ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ کو ارسال فرمایا

"والدین ماجدین کے اتباع و تابعداری و خدمت گذاری کی فہمائش کی۔"

**مکتوب ۴۔** نواب سید محبوب علی خان عرف شہنشاہ پاشا کے نام ۱۹ر ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ کو بمبئی ارسال فرمایا:

"میں تمہارے واسطے یہاں بھی دعا کرتا ہوں۔ خطٔ کے عدم ترسیل (نہ بھیجنے) کی شکایت جو لکھی میرا قاعدہ ہے کہ جب کوئی یاد کرتا ہے جواب دیتا ہوں ورنہ دعا دیتا رہتا ہوں۔" فقیر عرض کرتا ہے کہ اس زمانہ میں امراء واہل دولت سے خط وکتابت میں حضرات علما ومشائخ کو اس قاعدہ پر عمل درآمد کرنا بہت سی ذلتوں اور خفتوں سے بچاتا ہے ورنہ زمانہ ایسا آلگا ہے کہ خواہ یہ محترم طبقہ کیسے ہی مخلصانہ بے غرض دنیا خط وکتابت کرے مگر اہل دولت میں، سلام روستائی بے غرض نیست سمجھا جاتا اور اسی کے مطابق برتاؤ ہوتا ہے۔

**مکتوب ۵۔** انہیں کے نام ۵ر محرم ۱۳۳۰ھ کو بمبئی ارسال فرمایا۔

"میرا کام دعا کرنا ہے سو کروں گا۔ قبولیت اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ میں کسی امر کا مدعی نہیں ہوں۔ تمہارے بڑے بھائی (نواب سردار نواز جنگ بہادر) سے بھی ایسا ہی کہہ دیا تھا گو اللہ تعالیٰ سے جو خواہشیں انہوں نے کیں تھیں پوری کردیں۔ آخری امر کہ نظام سے انہیں فائدہ ہوگا وہ بھی ہوگیا (ریاست دکن میں ایک اعلیٰ عہدہ پر مقرر ہوگئے) گو انہوں نے مجھے مطلع



نہیں کیا۔"

**مکتوب ۶۔** نواب سید سردار علی خان صاحب سردار نواز جنگ بہادر کے نام دوم ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ کو رائچور ارسال فرمایا:

"ان کے خط کا جواب اور اس امر کا دفع دخل کیا ہے کہ میں آؤں گا مگر میں مدعی نہیں ہوں کہ آپ کے کام ہو ہی جائیں گے اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے جو وہ چاہے گا ہوگا۔"

**مکتوب ۷۔** ہاشمی بیگم صاحب کے نام ۲۷ر ربیع الآخر شریف ۱۳۳۱ھ کو حیدرآباد ارسال فرمایا "لکھ دیا کہ میں مدعی اس امر کا نہیں ہوں کہ حکمی کوئی کام کراسکوں صرف دعا مانگنا جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ قبول کرے یا نہ کرے۔" فقیر عرض کرتا ہے ان تینوں مفاوضات طیبہ (۵ تا ۷) میں حضرت کی اس عادت کریمہ کا بیان اور حضرات صوفیہ کرام محبوبان خدا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اس اصل مستقیم کی تعلیم ہے کہ قادر مختار حقیقی جل مجدہ کی عطا سے بہت کچھ قدرت واختیار رکھنے کے باوجود بھی آجکل کے ناکارہ محض مدعیان خامکار کی طرح اپنے قدرت واختیار کی ڈینگیں نہ مارے۔ اور دائرہ عجز ونیاز سے قدم باہر نہ نکالے۔ اور اس قادر مختار کے حقیقی اصل قدرت واختیار میں اپنے عارضی عطائی اختیار کو گم ہو جانے دے۔ ان مفاوضات سے ہمارے حضرت کی بے طمعی اور صاف گوئی بھی روشن ہوتی ہے۔ مدعیان خامکار عوام اور خصوصاً امیروں سے اپنا مطلب سیدھا کرنے کے لئے اپنی فرضی حکومت واختیار کی کیسی کیسی ڈینگیں مارتے ہیں۔ مگر حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میں کسی امر کا مدعی نہیں۔ میرا کام صرف

دعا کرنا ہے۔ اور اس کا قبول کرنا نہ کرنا خدا کے اختیار میں ہے اور اس کی کوئی پرواہ نہیں فرماتے کہ اس اظہار حق سے اہل دنیا کی عقیدت میری طرف سے سست پڑجائے گی۔

**مکتوب ۸**۔ استاد جان محمد کلکتہ والے کے نام ۲۹ر ماہ صیام ۱۳۳۲ھ کو دیوبند ارسال فرمایا:

"جب کی تدبیر بہت اچھی یہ ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کا اتباع کرو اور خلوص پیدا کرو۔" فقیر عرض کرتا ہے۔ یہ صاحب محبت کے تعویذ کے طالب تھے۔ لہٰذا مناسب مقام یعنی دیوبند کا لحاظ رکھتے ہوئے (جہاں اس وقت اللہ ورسول جل وعلا و ﷺ کے سچے حقیقی اتباع اور محبت کے دور کردینے کا مرکز قائم ہے) حب کا اصل الاصول تعویذ تحریر فرمایا جس کا استعمال نہ صرف خلائق میں محبوب۔ بلکہ حقیقی جل مجدہ کا محبوب ومطلوب بنا دیتا ہے۔

**مکتوب ۹**۔ انہیں کے نام ۱۱ر شوال ۱۳۳۲ھ کو دیوبند ارسال فرمایا۔

"اگر آپ اعمال خوانی کا شوق رکھتے ہیں تو بلا ترک جلالی وجمالی کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اور پورے شرائط سے پڑھنے کے بعد بھی اللہ تعالی کو اگر منظور ہوگا تو اثر دے گا ورنہ نہیں"

**مکتوب ۱۰**۔ غلام حیدر صاحب کے نام ۱۲ر ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ کو ریاست رادہن پور علاقہ گجرات ارسال فرمایا:

"ہمزاد کا عمل نہ میرے تجربے میں ہے نہ میں نے کرایا۔ میں نہیں کہہ سکتا



کہ آپ کو ہوجائے گا۔ کتابوں میں البتہ لکھا ہے میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں آپ بھی اس سے باز رہیئے۔

**مکتوب ۱۱**۔ پھوپھا صاحب سید حسین حیدر صاحب مرحوم کے نام ۲ر جمادی الاخر ۱۳۳۳ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا:

برادر صاحب معظم ومکرم مدظلہم تسلیم عرض ہے۔ نوازش نامہ پہونچا۔ مندرجہ پر مطلع ہوا۔ چہل اسماء شریفہ کی زکات کی ترکیب یہ ہے جو معمولۂ خاندان ہے کہ اول واسطے ترک جلالی وجمالی کے چہار شنبہ سے جمعہ تک روزہ رکھے۔ شنبہ کے روز سے بقید صوم خمسہ اول یعنی چہل اسماء کے اول پانچ اسماء کو پانچ سو بار پڑھے۔ ایک ایک اسم کو علیحدہ علیحدہ پانچ پانچ سو بار اور اعتصام واختتام صرف ایک بار پڑھے۔ اسی طرح سے دوسرے روز دوسرا خمسہ پڑھے اور تیسرے روز تیسرا اور چوتھے روز چوتھا اور پانچویں روز پانچواں اور چھٹے روز چھٹا ساتویں روز جمعہ ہوگا اس روز بعد نماز صبح ساتواں خمسہ پڑھے۔ اور بعد نماز جمعہ جو چالیس اسم میں سے پانچ رہ جائیں گے اور چھٹا جو ملحق کردیا گیا یہ چھئوں پڑھے۔ اس حساب سے پورے سات روز میں اکتالیس ہوجائیں گے خمسہ پانچ اسم کے جمع کرنے کو کہتے ہیں (یعاذہ) اور اس کے معنی ہیں کوئی غلبہ نہیں کرسکتا ہے اس پر۔ پورے اسم کے معنی ہیں اے پاک شدہ از اوصاف ناسزاکہ پاک شوند است ازہر بدی پس نیست ہیچ چیزے غالب شوندہ برو از خلق او۔ السن کے معنی دونوں جگہ زبان کے ہیں۔" فقیر عرض کرتا ہے پھوپھا صاحب سید حسین حیدر صاحب نے چہل اسماء مبارکہ کی ترکیب زکات دریافت کی اور اس کے بعض الفاظ کے معانی

دریافت کئے اور ان کی تصحیح چاہی تھی جو اس مکتوب میں فرمائی گئی۔

**مکتوب ۱۲**۔ مولوی عبدالقدیر صاحب کے نام بدایوں ۱۳؍ صفر ۱۳۴۴ھ کو ارسال فرمایا۔

"پس از سلام مسنون. بفضلہ تعالیٰ فقیر بخیر ہے اور آپ کی خیر وعافیت کا طالب آپ کے کارڈ وزبانی برادر مہدی حسن سے مولانا صاحب مغفور ومرحوم کے وصال فرمانے کا حال دریافت کرکے جو صدمہ ورنج ہوا ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے مولانا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مجھ کو حقیقی بھائی کی طرح سے محبت تھی۔ ہم لوگوں کے فخر تھے ہمارے خاندان کے رکن رکین تھے جس قدر ان کی مفارقت ظاہری کا رنج کریں وہ تھوڑا ہے مگر بجز صبر کے اللہ تعالیٰ کے احکام پر کچھ چارہ نہیں ہے لہٰذا صبر کریں اور مولانا صاحب کے واسطے دعائے حصول درجات قربت الٰہی اور نعیم اخروی کریں اللہ تعالیٰ مولانا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے جوار رحمت میں مقام دے اور اپنی قربت خاص سے مخصوص فرمائے اور آپ کو ان کے کمالات ظاہری وباطنی کا مظہر بنائے اور ان کے علم وعمل کا آپ کو اصلی وارث وقائم مقائم کرے آمین ثم آمین۔ فقیر نے بمجرد استماع اس وحشت اثر خبر کے چاہا کہ حاضر ہوکر فاتحہ خوانی میں شرکت کروں اور برکت کا حصہ لوں مگر چونکہ دو روز قبل سے میری کمر میں درد تھا جس سے چلنے پھرنے میں تکلیف تھی۔ اس سبب سے اس شب میں چلنے سے معذور رہا۔ دوسرے روز مہدی حسن واپس آئے میرا ارادہ اس روز حاضری کا ہورہا تھا کہ مہدی حسن کا بیان سنا گیا کہ مولانا صاحب نے دو وصیتیں مولوی عبدالماجد صاحب اور مولوی محب احمد صاحب کو فرمائی ہیں۔



اول تو اپنے اہل خانہ صاحبہ کے اتباع کی اور دوسرے یہ کہ وہ رسالہ جو بجواب رسالہ **مبحث الاذان** مصنفہ محمد میاں سلمہ ربہ مولانا صاحب نے تصنیف فرمایا ہے اس کے شائع کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور محمد میاں سلمہ ربہ کے رسالہ پر مولانا صاحب کی نارضامندی اور اہل مدرسہ کی برافروختگی کی بھی روایت بیان ہوئی مجھے مولانا صاحب کے طرز مزاج اور حلم واستقلال اور راوی روایت کے برتاؤ سے جو میرے ساتھ ہے۔ وثوق پورے طور سے نہ ہوا اور نیز یہ بھی خیال میں آیا کہ کوئی امر ایسا نہیں ہوا ہے کہ جو مولانا صاحب کو اس درجہ تک ناراض کرے کہ اس کے جواب کے شائع کرنے کی وصیت فرمائیں۔ اور برافروختگی صاحبان مدرسہ کی حد تک پہونچے غایت الامر اس قدر ہے کہ ایک فرعی مسئلہ میں استاد وشاگرد کی رائے میں اختلاف ہے یا صاحبان مدرسہ کی رائے سے خلاف ہے تو یہ امر برافروختگی کا نہیں ہوسکتا ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور ہوتا ہی رہے گا مگر اس خیال سے کہ شاید یہ روایت کچھ درست ہو میں نے اپنا ارادہ حاضری بدایوں اس روز ملتوی کیا اس قصد سے کہ برخوردار محمد میاں سلمہ جو قریب ایک ماہ سے سیتاپور لکھنؤ میں ہیں۔ اور آنے والے جلد ہیں ان کو ہمراہ لے کر چلوں گا کہ وہاں چل کر وہ دیکھیں کہ مولانا صاحب نے ان کی کس کس غلطی سے ان کو متنبہ کیا ہے اگر فی الواقع غلطی یا سہو واقع ہوا ہے تو اعتراف کریں اور اگر فی الواقع نہیں ہے صرف محمد میاں سلمہ کے طرز تحریر یا بیان سے اس کے غلط ہونے کا گمان ہوا ہے تو اس کو مکرر بیان کرکے اپنے مکنون کا اظہار کردیں ہنوز میں محمد میاں سلمہ کی واپسی لکھنؤ کے انتظار میں تھا کہ پرسوں حضرت ابوالمنظور مولانا

محمد عبدالماجد صاحب مدظلہ' کا بھیجا ہوا ایک لفافہ گوشہ کشادہ اس فقیر حقیر کے نام آیا اس کو کھولا تو معلوم ہوا کہ رسالہ **مبحث الاذان** ہے اور ایک فرمان بھی جناب ممدوح کا اس فقیر کے نام ہے۔مھدی حسن کی روایت کا کچھ یقین ہوا مگر جب صفحہ سر عنوان پر نظر پڑی تو مصنف دوسرے صاحب علاوہ حضرت مولانا صاحب مرحوم معلوم ہوئے جس نے مھدی حسن کی روایت کو اشتباہ میں ڈالا کہ ان کی روایت تو مولانا صاحب کے مصنفہ ہونے کی سنی گئی تھی مگر خیال آیا کہ مدرسہ قادریہ کا قاعدہ اکثر یہ ہے کہ تصنیف دوسرے کی ہوتی ہے اور نام دوسرے کا لکھا جاتا ہے اس خیال پر سمجھا گیا کہ مولانا صاحب مرحوم نے اپنے مدرسہ کے طریقہ پر دوسرے کے نام سے شایع ہونے کا حکم دیا ہوگا بہر حال کوئی مصنف ہو دیکھنا چاہئے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ برافروختگی کی روایت بھی صحیح ہے اس رسالہ میں بجز اس کے کہ برافروختہ ہوکر محمد میاں سلمہ کو الفاظ سخت اور موہنہ سے یاد کیا ہے اور پردہ بہت خوب رکھا ہے کہ رسالہ (مبحث الاذان جو واقع میں) تو مصنفہ محمد میاں سلمہ ہے اور (اس مباحث میں سخت کلامی کرنے کے لئے) بتایا مولوی احمد رضا خاں صاحب کا جاتا ہے اور قیاسات کی بنائیں لکھی ہیں وہ اکثر غلط اور بعض غیر مطابق ہیں۔ مولانا صاحب اور اہل مدرسہ خوب جانتے ہیں کہ محمد میاں سلمہ نے اگرچہ کچھ دنوں مدرسہ قادریہ میں پڑھا ہے مگر اس ننگ کو کہ دوسرے سے تصنیف کراکر اپنا نام ظاہر کرے کبھی گوارا نہیں کیا۔ وہ تو وہ فقیر نے بھی مدرسہ قادریہ میں بہت حاضری دی ہے اور اس وقت حاضری دی ہے کہ جب تصنیف اور تالیف کا بازار خوب گرم تھا اور تمام تر حضرت استاذی کے



مصنفات طلباء اور احباب کے نام سے شائع ہوتے تھے مگر فقیر نے اس ننگ کو کبھی گوارا نہ کیا تو محمد میاں سلمہ جب ایسے خون سے ہے اور ایسے کی تربیت میں رہا ہے وہ کسی وقت میں اور کسی طرح کسی دوسرے کی تصنیف اپنے نام سے شائع کرنا کب گوارا کرسکتا۔ محمد میاں سلمہ کی غرض اس رسالہ کی تالیف سے محض رفع اتہام ہے جو اس پر اور اس کے بزرگوں پر (بدایونی تحریر آئینھائے خواب وخیال سے) صاف مترشح تھا اور ہماری شرح مطہر نے حکم دیا ہے کہ مسلمان کو اپنے آپ کو اتہام سے بچانا چاہیئے دوسرے ایک سنت کے احیا میں شریک ہونا تھا۔ نہ مولوی رضا احمد خاں صاحب کی طرفداری نہ مدرسہ کی مخالفت یہ دونوں باتیں نہ تھیں مگر صرف اس قدر ہی کہ جو اس سنت (اذان خطبہ جمعہ محاذی منبر بیرون مسجد) کو مانتا ہے اس سے موافق میں کیونکہ جہاں تک اپنے علم وعقل وفہم کے موافق اقوال محدثین عظام وفقہائے کرام ملتے ہیں اور ملے ہیں وہ مطابق موافقین ہیں اور مخالفین نے جو ان کے رد میں استدلال پیش کئے ہیں وہ ان اقوال سے مطابقت نہیں رکھتے لہٰذا موافقین کا قول ابھی تک ہمیں لایق عمل معلوم ہوتا ہے اور یہ موافقت اور مخالفت محض دینی ہے اگر مخالفین میں سے کوئی صاحب اپنے استدلال مخالفت کو فقہا اور محدثین کے اقوال مستندہ سے مطابقت دکھا دیں گے ہم فوراً وہی مان لیں گے۔ امور دینی میں ضد اور ہٹ اور نفسانیت کا ہرگز دخل نہ ہوگا مگر ایسے استدلال جیسے اس رسالہ **مباحث الاذان** میں ہیں وہ تو ذرا بھی ہماری افہام ناقصہ میں نہیں آتے کہ مخالفین مسئلہ کے موید ہوں چونکہ یہ رسالہ مجھے اور میرے نام بھیجا گیا اور خط بھی میرے نام تھا لہٰذا

مجھ کو یہ گذارش کرنا ضروری ہے کہ میں نے اس رسالہ کو دیکھا تین باتیں میرے ذہن میں آئیں اول محمد میاں سلمہ کو سخت زبانی سے یاد کرنا دوسرے مولوی احمد رضا خاں صاحب پر غصہ تیسرے وہی چند دلائل جو بکرات ومرات موافقین مسئلہ نے رد کردیے ہیں۔ ذرا انصاف کیجئے جن الفاظ کے معنی ومفہوم سے آپ داخل مسجد ہونا ثابت کرتے ہیں وہ انہیں الفاظ کے معنی ومفہوم سے خارج مسجد ہونا ثابت کرتے ہیں۔ بلکہ خارج مسجد کے واسطے اور زیادہ دلائل پیش کرتے ہیں ان کے خارج مسجد کے معنی اختیار کرنے کے واسطے موید ایک حدیث شریف بھی ہے جو صحاح میں موجود ہے آپ کے پاس کوئی نہیں۔ رہا مولوی احمد رضا خاں صاحب پر غصہ وہ جانیں اور آپ صاحب جانیں۔ رہا محمد میاں سلمہ کو برا بھلا لکھنا وہ اگر فی الواقع یہ رسالہ مصنفہ مولانا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہے تو استاد کو شاگرد کو جا وبیجا کہنے کا اختیار ہے اس کا کچھ جواب کوئی نہیں دے سکتا اور اگر مصنفہ کسی دوسرے صاحب کا ہے تو ہمارے اکابر سلف نے تبلیغ دین متین میں منبروں پر صدہا سال بالمواجہ سب وشتم سنا ہے اور چونکہ دین حق کی تائید میں تھا لہٰذا بہت خوش ہوکر صبر کیا ہے ہمارا یہی انشاء اللہ تعالیٰ اپنے بزرگان سلف کی طرح عمل رہے گا۔ نفس مسئلہ کا جواب اس رسالہ کا اور وہ وجوہ جن سے اس رسالہ کے استدلال ہمیں نامضبوط معلوم ہوتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ محمد میاں سلمہ لکھنؤ سے آکر لکھ کر چھپوا کر پیش کرے گا۔ یہ خلاف اپنی اپنی سمجھ کے موافق ایک دینی فرعی مسئلہ میں ہے خدا نخواستہ کسی طرح سے رشتہ محبت اور مراسم میں اپنی جانب سے کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ نہ



ہوگی۔ آپ صاحبان کو اختیار ہے مسائل فرعیہ میں میرے اکابر سے اور آپ کے بزرگوں سے بھی بعض بعض میں اختلاف رہا ہے مثلاً لعن یزید میرے بزرگ مجوز تھے اور حضرت استادی قدس سرہ منع فرماتے تھے کفر ابو طالب میں میرے بزرگ ساکت مثل شیخ محدث دہلوی تھے اور حضرت استاذی قدس سرہ کافر جانتے تھے عینیت ذات وصفات باری تعالیٰ وتقدس میں بھی کچھ لفظی اختلاف تھا اور بعض مسائل فرعیہ اور بھی ہیں جن کی تفصیل تطویل ہے فقیر بعد آجانے محمد میاں سلمہ کے انشاء اللہ تعالیٰ واسطے فاتحہ خوانی کے حاضر ہوگا۔ جیسا سنا ہے اس وقت تک صاحبان مدرسہ کے غصہ میں بھی کچھ کمی ہوجائے گی فقط۔

۱۲ صفر ۱۳۳۴ھ دو شنبہ

از خانقاہ برکاتیہ مارہرہ فقیر اسماعیل حسن قادری آل احمدی قادری برکاتی

**مکتوب ۱۳۔** بلونت راؤ کے نام غرہ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ کو لنگسگور (ریاست حیدر آباد دکن) ارسال فرمایا۔

"سردار صاحب (نواب سردار نواز جنگ) تمہارے مربی ہیں ناراض ہوئے پھر راضی ہوجائیں گے اپنا قاعدہ یہ ہے کہ امیروں میں جب کوئی یاد کرتا ہے جواب دیا جاتا ہے ورنہ اپنی طرف سے پہل نہیں کی جاتی ہے۔ لہٰذا میں (سردار صاحب سے) تمہاری سفارش (میں پہل) نہیں کرسکتا۔ فقیر عرض کرتا ہے کہ اس مفاوضہ عالیہ میں امراء کے ساتھ خط وکتابت میں اپنے معمول مقبول کے حوالہ کے علاوہ جس کے فوائد کی تشریح اوپر گذری۔ اس کی بھی تعلیم ہے کہ جب ایک نوکر اپنے آقا کے کسی برتاؤ سے اپنی کچھ

شکایت کا اظہار کرے تو بھی اسے ایسا جواب دیا جائے جس سے اسے آقا کی طرف سے شکایت بڑھنے میں نہیں بلکہ دور ہونے میں مدد ملے۔

**مکتوب ۱۴**۔ والدہ آل مصطفیٰ سلمہما کے نام دوم جمادی الآخر ۱۳۳۴ھ کو مارہرہ ارسال فرمایا:

"حسین حیدر بھائی کے اپنے (حضرت کے) مرشد (حضرت سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم) قدس سرہ کے نام کو پتہ میں بہ ترک الفاظ تعظیمی لکھنے پر اپنی ناراضی ظاہر کی۔" فقیر عرض کرتا ہے۔ اس مفاوضہ عالیہ میں ادب مرشد ہر حال میں ملحوظ رکھنے کی تعلیم اور حضرت قدس سرہ کے دل میں اپنے حضرت پیر و مرشد قدس سرہ کا جو ادب و احترام تھا اس کا بھی اظہار ہے۔

**مکتوب ۱۵**۔ عمہ صاحبہ مرحومہ والدہ پیر میاں صاحب کے نام غرہ شعبان ۱۳۳۴ھ کو لکھنؤ ارسال فرمایا:

"لکھا کہ وہ پیر میاں کو فہمائش کریں کہ ننھے خاں (مرحوم مؤذن مسجد حضرت جدی قدس سرہٗ) پر ناراض نہ ہوں ان کے حال پر چھوڑ دیں اگر وہ چلے گئے تو مجھے روحی صدمہ بسبب (بے انتظامی) مسجد ہوگا۔

**مکتوب ۱۶**۔ انہیں عمہ صاحبہ مرحومہ کے لئے دوم شعبان ۱۳۳۴ھ کو لکھنؤ بھیجا۔

"پیر میاں ننھے خاں کو کچھ نہ کہیں ان کے حال پر رہنے دیں اگر وہ چلے گئے تو مسجد بلا نگراں رہ جائیگی جو مجھے صدمہ روحی پہونچائے گی۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے ان دونوں مکتوبوں سے حضرت کی مسجد سے گرویدگی معلوم ہوتی ہے۔



نیز خدمت مساجد کی تعلیم ملتی ہے۔ وقال عزوجل انما یعمر مسجد اللہ من امن باللہ الایہ۔

**مکتوب ۱۷**۔ محمد میاں کے نام دوم شعبان ۱۳۳۴ھ کو لکھنؤ ارسال فرمایا:

اب تم آجاؤ۔ بریلی میں اترلو وہاں میں (حضرت مولانا) مولوی احمد رضا خاں صاحب سے بھی مل لوگے وہ آج کل مخمصہ میں ہیں ان پر کیا حملہ ہے دین پر حملہ ہے

**مکتوب ۱۸**۔ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کے نام ایام مقدمہ بدایوں متعلقہ مسئلہ اذان خطبہ جمعہ میں بریلی تحریر فرمایا۔

فخر الافاضل صدر الاماثل افضل العلما اجل الفضلا دامت برکات افاداتہم علینا۔ پس از تسلیم مالوف بالوف تعظیم ملتمس ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ فقیر بخیر ہے اور خیر و عافیت مزاج مبارک کا مستدعی۔ فقیر کو اس حملہ نامرضیہ کا جو بظاہر آپ پر اور اصل میں دین اسلام پر ہے نہایت رنج ہے۔ افسوس صد افسوس کہ ابھی کچھ عرصہ نہیں گذرا ہے اور تقریباً ہزاروں آدمی اس وقت موجود ہیں جنہوں نے حضرت استاذی مولانا مولوی عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ اور آپ کے مراسم اور محبت کے برتاوے دیکھے ہیں۔ یا اب یہ حال ہوا ہے کہ جس سے مسلمان دین داروں کو روحی صدمہ اور بدمذہبوں کو موقع شماتت اور خوشی کا موقع مل گیا ہے اگرچہ انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا کچھ نہیں۔ مگر معاندین اور مخالفین مذہب حق کو چند دنوں یہ خوشی کا موقع مل گیا۔ فقیر اگرچہ آپ کی کسی ظاہری اعانت کے لائق نہیں مگر ہر وقت دل سے دعا کر رہا ہے کہ اس

مخمصہ سے باحسن وجوہ آپ کو طمانیت حاصل ہو- اور آپ کے دست وقلم سے دین حق کی ہر طرح سے اعانت ہوتی رہے- اور مخالفین دین کو ذلت پہونچتی رہے-

**مکتوب ۱۹**– نواب سید سردار علی خاں صاحب سردار نواز جنگ بہادر کے نام ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ کو لنگکور ریاست حیدر آباد ارسال فرمایا-

سید صاحب جمیل المناقب رفیع المناصب اوصلہ اللہ تعالی الی مایتمناہ- پس از سلام مسنون ودعاہائے ترقیات اقبال وعمر ودولت مشحون واضح رائے گرامی ہو .بفضلہ تعالی فقیر بخیر ہے اور خیر وعافیت آپ کی مع متعلقین مطلوب- آپ کا عنایت نامہ پہونچا مندرجہ سے مطلع ہوا جس مشرب کے ہم نقال ہیں اس میں کسی سے رنج رکھنا کب جائز ہے اگر کسی نے کچھ خلاف بھی کیا تو اگر ہم اس کے مستحق تھے تو اس کی کیا بے جائیت ہے اور اگر ہم مستحق نہ تھے تو اللہ تعالی جو چاہے گا اس کا بدلہ کرے گا بہر حال میں ناخوش نہ تھا امیروں کا قاعدہ ہے کہ کبھی خوش کبھی ناخوش یہ معمولی بات ہے مگر اس وقت آپ کی اس تحریر سے البتہ رنج ہوا کہ آپ نے بلا سمجھے اور بلا عمیق نظر ڈالے ایک رائے خلاف قائم کرلی- یہ تو آپ خوب جانتے ہیں- کہ جو نسبت آپ کو مولانا شاہ عبدالمقتدر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دو پشت سے ہے وہی نسبت جناب مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو محمد میاں سلمہ سے پانچ پشت سے ہے اور انشاء اللہ تعالی رہے گی آپ نے مسائل فقہیہ فرعیہ میں جو اختلاف ہوتا ہے اس سے کوئی ذاتی مخالفت اور پرانے تعلقات کو سوہان روح ہونا کیسے مان لیا اگر آپ کا یہ مستخرجہ مان لیا جائے تو صحابہ



سے لے کر آج تک کوئی آپ میں ایک دوسرے کو سوہان روح پہونچانے اور ذاتی مخالف ہونے سے نہیں بچتا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے تلامذہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے سیکڑوں مسائل فرعیہ میں اختلاف رائے ہے کیا وہ حضرات آپس میں خدا نخواستہ ایک دوسرے کے ذاتی مخالف اور عدو تھے سب سے بڑھ کر یہ دیکھئے کہ میرے اور آپ کے اور جناب مولانا صاحب کے آقائے معظم دستگیر اعظم حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہزاروں حضور کے غلام جان نثار اور میں اور مولانا صاحب اور ہمارے اجداد قدست اسرارہم مسائل فقہیہ میں دوسرے مذہب کے پابند اور مقلدین ہیں ہمارے حضور (غوث پاک) رضی اللہ تعالیٰ عنہ حنبلی تھے اور ہم سب حضور (غوث الوریٰ) کے جان نثار خدام حنفی ہیں یہاں تک کہ آپ تو خود حضور (غوث پاک) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہیں اور حنفی ہیں- تو کیا آپ کو ذاتی مخالفت ہے اور حضرت کو سوہان روح پہونچاتے ہیں- ہرگز نہیں محمد میاں سلمہ کا رسالہ (مبحث الاذان) صرف ایک مسئلہ فرعیہ کے انکشاف میں ہے جو ان کے تتبع کتب احادیث شریفہ وفقہ منیفہ اور اقوال محدثین وفقہائے کرام سے منکشف ہوا وہ انہوں نے قلم بند کرکے طبع کراکر سب سے اول مولانا صاحب کی خدمت میں بھیجا یہ معلوم نہ تھا کہ صاحبان مدرسہ اب مسائل فقہیہ فرعیہ میں بھی اپنی خلاف رائے والے کو (ذاتی) مخالف اور عدو سمجھیں گے مولانا صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ تو بفضلہ تعالی عالم وکامل تھے انہوں نے تو زیادہ سے زیادہ یہ سمجھا ہوگا کہ اس مسئلہ میں آپس میں رائے کا خلاف ہے مگر مولوی محب احمد اور ان کے صاحبزادے وغیرہم نے اس کو مخالفت ذاتی پر مبنی

کیا اگر یہ ہی مخالفت ذاتی مخالفت ہے تو اول حضرت سیف المسلول مولانا فضل رسول صاحب قدس سرہٗ اور تاج الفحول مولوی مولانا عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ میں باپ بیٹوں استاد شاگرد پیر و مرید میں بدرجہ اولیٰ ہے مولوی حضرت فضل رسول صاحب قدس سرہ یزید پلید پر لعنت کرتے تھے اور مجوزین لعن میں تھے اور ہمارے حضرت استاد ساکتین میں تھے لعن نہیں کرتے تھے حالانکہ حضرت استاذی قدس سرہٗ نے بارہا مجھ سے ارشاد فرمایا کہ حضرت والد ماجد مجھ کو اس مسئلہ کے بارے میں اکثر ارشاد فرماتے تھے مگر میرے ذہن میں نہیں آتا تھا- یہاں تک کہ حضرت کو تیزی آجاتی تھی اس سے بڑھ کر اور یہ ہے کہ میرے حضرات قدست اسرارہم بھی مجوزین لعن تھے تو اگر یہ ذاتی مخالفت تھی تو حضرت استاذی قدس سرہٗ ہرگز گوارا نہ فرماتے کفر ابوطالب میں مولوی احمد رضا خاں صاحب کا ایک رسالہ ہے- اور اس میں کفر ثابت کیا ہے- حضرت استاذی قدس سرہ نے اس کی تصدیق فرمائی ہے- میرے بزرگ اسرارہم اس مسئلہ میں ساکت تھے- جیسے شیخ محدث دہلوی ساکت ہیں اگر یہ ذاتی مخالفت ہے تو میرے سب بزرگوں سے ذاتی مخالفت قائم ہوتی ہے جو کسی طرح سے قابل قبول نہیں ہے اس مسئلہ کفر ابوطالب کا جب میں نے اول اول رسالہ دیکھا میں اتفاق سے اس وقت بدایوں تھا- میں وہ رسالہ لئے ہوئے حضرت استاذی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے بھی اس کی تصدیق فرمائی ہے- فرمایا کہ میری رائے میں راجح قول یہ ہے کہ اگرچہ اہل بیت ایمان کی طرف گئے ہیں میں نے عرض کیا کہ جب اہل بیت ایسا فرماتے ہیں- تو پھر یہ راجح کیوں ہے فرمایا کہ اہل بیت سے مراد



سادات زیدیہ(۱) ہیں- مگر حضرت استاذی قدس سرہٗ نے کوئی رنج اس اپنے اور میرے خلاف پر ظاہر نہ فرمایا اگر مسائل اختلافیہ دیکھے جائیں تو قریب قریب دو ثلث ہوں گے مگر خدا نخواستہ وہ اختلاف ایک دوسرے کے عناد پر مبنی نہیں ہے خود ایک اہم رکن اسلام نماز ہے دیکھئے کہ اس کے متعلقات میں کس قدر اختلاف ہیں- کوئی رفع یدین کرتا ہے کوئی نہیں کرتا کوئی فاتحہ خلف الامام پڑھتا ہے کوئی منع کرتا ہے قس علی ہذا مگر ایک دوسرے سے عداوت یا ذاتی مخالفت نہیں ہے- یہ مشتے نمونہ از خروار ہے کہاں تک شمار کراؤں اب تھوڑا سا حال محمد میاں سلمہ کے رسالہ شایع کرنے کی ضرورت کا تحریر کرتا ہوں دبدبہ سکندری رامپور میں یہ مسئلہ طبع ہو کر مارہرہ پہونچا مہدی حسن نے اول دیکھا مجھے نماز جمعہ کے وقت دکھا کر کہا گیا کہ مسئلہ بہت مدلل معلوم ہوتا ہے ہم اپنی مسجد میں اس پر عمل کرانا چاہتے ہیں- میں نے بھی دیکھا واقعی استناد کے ساتھ تھا میں نے اسے دیکھ کر کہا کہ میں اس کے بارے میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا جب کتابیں دیکھ لوں گا کہوں گا مگر میں بادی اسوقت نہیں ہوسکتا اگر آپ لوگ شروع کراتے ہیں تو میں مانع بھی نہیں ہوں بہر حال اس جمعہ کو اذان فصیل مسجد پر ہوئی- اس کے بعد میں نے اور محمد میاں سلمہٗ نے گھر پر آکر جہاں تک اپنا علم اور فہم تھا- اس حد تک اس مسئلہ کی تنقید کی بالکل صحیح معلوم ہوا اس کے بعد سے برابر مسجد خانقاہ برکاتیہ میں سرکار کلاں وخورد مین اذان جمعہ بیرون مسجد ہونے لگی- اس کے بعد

---

۱- جو ایک فرقہ روافض ہے-

وہابیان بریلی اور کانپور وغیرہ کے اور بعض رامپوریوں کے رسائل وغیرہ اس فتوے کے خلاف میں آئے مگر بالکل نامضبوط باتوں سے بھرے ہوئے اصلاً کوئی مضبوط استناد ان میں نہ تھا ان کے دیکھنے سے زیادہ تر وثوق فتوائے اذان بیرون مسجد پر ہوا بہر حال ہماری مسجد میں اذان باہر ہی ہوتی رہی یہاں تک کہ عرس شریف اخی الاعظم حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ کا وقت آیا اور اس میں بغرض شرکت مولانا عبدالمقتدر صاحب معہ اپنے اعزہ مولوی عبدالقدیر صاحب ومولوی عبدالماجد اور محب احمد صاحب اور ان کے صاحبزادے وغیرہ صاحبان متوسلان مدرسہ عالیہ قادریہ آئے اور مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی آئے۔ مولانا عبدالمقتدر صاحب معہ اپنے بعض ہمراہیوں کے فقیر کے تکیہ پر مقیم ہوئے اور مولانا احمد رضا خاں صاحب مہدی حسن کے مکان پر مقیم ہوئے ایام قیام میں ایک روز مولوی محب احمد نے تذکرہ اس مسئلہ کا چھیڑا جناب مولانا صاحب بھی تشریف فرما ہیں میں نے فہم ناقص کے موافق جواب دئے برخوردار محمد میاں سلمہ بھی آگیا اس نے بھی جواب دئے۔ ہمارے جواب لاجواب دیکھ کر مولوی محب احمد نے اپنی تقریر کا رخ بدل کر ایسے کلام کئے جس سے معلوم ہوا کہ وہ ہمیں کچھ بیجا ذاتی طرفدار مولوی احمد رضا خاں صاحب کا جانتے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ خوب سمجھ لیں کہ مراسم محبت ومروت اور تعلیم اور تعلم وقدامت رشتہ توسل جو فقیر کو حضرات اکابر مدرسہ قادریہ کے ساتھ ہے اس کا عشر عشیر مولوی احمد رضا خاں صاحب سے نہیں اور نہ ہوسکتا ہے بلکہ معاملات دنیاوی میں تو مولوی احمد رضا خاں صاحب ہمارے اعزہ مخالفین کے ساتھ ہیں۔ مگر یہ معاملہ



دینی ہے اگر ہمارا جانی دشمن بھی دین کے امر میں حق پر ہوگا تو ہم کیا بلکہ سب سچے مسلمان اس کے ساتھ ہوں گے۔ بفضلہ تعالیٰ یہاں اس وقت سب پڑھے لکھے ہوئے صاحبوں کا مجمع ہے۔ ہمیں اقوال مفسرین ومحدثین وفقہا سے اس مسئلہ کو اپنا سا سمجھا دیجئے۔ ہم پھر مسجد کے اندر اذان دلوانے لگیں گے اور بہتر تو یہ ہے کہ اس وقت آپ دونوں طرف کے صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ اور اپنے آپ کو اس آستانہ کا خادم ومتوسل سمجھتے ہیں اور ہم سب آپ دونوں کو اپنے خاندان کا رکن رکین سمجھتے ہیں دونوں طرف والے بالمواجہہ بیٹھ کر اس مسئلہ کو صاف کرلیں مگر محب احمد صاحب اور ان کے صاحبزادہ وغیرہم نے اس میں طرح طرح کی گریزانہ گفتگو کرکے مولانا صاحب کو اس پر نہ آنے دیا میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ ان سے اگر بالمواجہہ کلام فرمانا نہیں چاہتے تو اپنا مسئلہ آپ ہم ہی کو سمجھا دیں اس کے مستند دلائل بتادیں تو ہم جاکر مولانا احمد رضا خاں صاحب سے کہیں کہ اس کا کیا جواب ہے اگر وہ جواب نہ دے سکیں تو ان سے کہیں کہ آپ اپنی رائے کو واپس لینے کا اظہار کیجئے۔ اور اگر وہ جواب مدلل دیں تو آپ سے عرض کریں آپ مان لیں اس پر بھی لوگوں نے مولانا صاحب کو نہ آنے دیا مولانا صاحب نے فرمایا کہ اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا تکدر بڑھے گا میں نے کہا کہ اس سے ضرور اس قدر فائدہ ہوگا کہ اگر وہ خواہ مخواہ آپ کے دلائل نہ مانیں گے۔ تو لوگوں پر ظاہر ہوجائے گا کہ وہ برخلاف انصاف ہیں۔ اور کم از کم فائدہ یہ ہوگا کہ ہم لوگ تو مسئلہ کی حقانیت سمجھ جائیں گے مگر مولانا صاحب نے کچھ توجہ نہ کی اس مسئلہ کا ذکر ہی چھوڑ کر اور باتیں ہونے لگیں

اس کے بعد مولانا صاحب کئی روز یہاں تشریف رکھتے رہے مگر تصفیہ پر آمادہ نہ ہوئے یہاں سے تشریف لے جانے پر چند روز کے بعد ایک فتویٰ مولوی ابراہیم کی جانب سے شائع ہوا جس کے مصدقین میں مولانا صاحب بھی تھے اس میں یہ لکھا تھا کہ صاحبزادگان مارہرہ کے کہنے کے بموجب تحریر ہوا اس فتوے میں بھی بالکل دلائل مضبوط نہ تھے وہی تھے جو وہابیان بریلی وغیرہ یا مخالفان رامپور وغیرہ نے لکھے تھے اور جن کا رد اہل تحقیق نے بہت واضح اور لائح کردیا تھا مگر اس فتویٰ کا جواب نہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے لکھا اور نہ ہم لوگوں نے کچھ عرض کیا[1]۔ کہ ہم نے جو عرض کیا تھا وہ کب مانا گیا ہم نے فتوی تحریر کرنے کو کب کہا تھا اور فتویٰ بھی ایسا کہ جو ہمارے مدرسہ عالیہ کی شان علمی کی بالکل لایق نہیں ہے۔ اس خاموشی پر لحاظ نہ کرکے پھر دوسرا اشتہار صاحبان مدرسہ نے لکھا تیسرا رد لکھوایا مگر ہم لوگوں کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوئی مولوی احمد رضا خاں صاحب کی طرف سے تیسرے رد کے بعد رد وجواب ہوا جو مارہرہ میں حضرت بھائی صاحب قدس سرہٗ کے عرس ۱۳۳۳ھ میں شائع ہوا مولانا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس عرس میں نہ تھے ہم لوگوں نے اس سے کوئی حصہ نہیں لیا کہ دونوں صاحب جانیں اور

---

۱۔ صرف فقیر راقم نے ایک خط اس فتوی کے لکھنے والے مفتی صاحب کو لکھا تھا جس میں یہ امران کو دکھایا گیا تھا کہ ہم نے کس چیز کا اصرار کیا تھا اور اس کو آپ نے کس حد تک مانا پھر خواہ مخواہ اس کی تحریر و اشاعت کا باعث ہمیں کیوں بتایا جاتا ہے۔ اس سے زائد اسی فتوی کا رد و جواب کچھ نہیں لکھا تھا۔ محمد میاں



سمجھیں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب والے اس اشتہار کا جواب مولوی عبدالماجد صاحب نے عرس ہی میں قلمی عبدالواحد کے نام سے لکھا جس کو غلام شبر صاحب فقیر کے پاس لائے میں نے اسے دیکھا اور غلام شبر صاحب سے کہا کہ اس میں جواب تو کسی مسئلہ کا ہے نہیں صرف مولوی احمد رضا خاں صاحب کو سب و شتم ہے میری رائے میں تو اس کا اس قدر جلد اور بے سوچے شائع کرنا نہیں چاہئے بلکہ بجائے اس کے یہ ہونا چاہئے کہ آپس میں جو ذاتی کوئی رنج ہو وہ صاف کرلیا جائے اور مسئلہ کو بھی بلا نفسانیت یکے بعد دیگرے صاف کرلیں تو بہت اچھا ہے۔ غلام شبر صاحب نے بھی میری اس رائے کی پسندیدگی ظاہر کی اور کہا کہ اچھا ابھی شائع نہ ہوگا میں نے یہ بھی کہا کہ اگر شائع بھی ہو تو اس میں یہ فقرہ نہ ہو کہ جس کا مفہوم اور محصل یہ ہے کہ صاحبزادوں میں سے جو اس مسئلہ میں اس پر ہیں۔ کہ اذان مسجد سے باہر ہو وہ فریب اور چکر میں ہیں کیونکہ جب یہ ہوگا تو ہمیں بھی ضرور لکھنا ہوگا۔ کہ ہم فریب اور چکر میں نہیں بلکہ ہمیں تحقیقات علمائے سلف اور محققین مذہب کے اتباع سے یہ مسئلہ اسی طرح سے حق معلوم ہوتا ہے۔ غلام شبر صاحب وعدہ عدم اشاعت کرکے چلے گئے مگر بعد کو معلوم ہوا کہ وہ اشتہار قلمی لکھوا کر شائع کردیا گیا اور ایک درگاہ معلیٰ کے بڑے دروازہ خانقاہ پر لگوا دیا گیا۔ اس اشتہار کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ جو چوٹ اپنے مخدوم زادوں پر کی گئی تھی۔ وہ بدستور ہے عبدالماجد صاحب تو ملے نہیں۔ کیونکہ وہ بخلاف اپنے بزرگوں کے طریقہ کے صاحبان سرکار خورد سے مراسم بہت زیادہ رکھتے ہیں اور انہیں سے ان کو دلچسپی ہے مگر جو صاحب ملے ان سے کہا گیا

کہ عبدالماجد صاحب نے بیکار ہم فقیروں کو بھی اپنے خلاف کچھ لکھنے پر مجبور کیا اور باوجود منع کرنے کے ہم پر چوٹ کی کہ جس سے عوام کی نظر میں ہمارا فریب اور چکر میں پھنسا ہونا ظاہر ہوتا ہے لہٰذا وہ دلائل کہ جن سے ہم اس مسئلہ کو حق جانتے ہیں۔ لکھ کر پیش کرنا پڑیں گے۔ یہ سبب محمد میاں کے رسالہ لکھنے کا ہوا اور ہنوز محمد میاں سلمہ اللہ تعالیٰ نے رسالہ مکمل نہیں لکھ لیا تھا کہ بدایوں اپنے خسر کے طلبیدہ گئے مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں بھی اس کا ذکر آیا محمد میاں سلمہ نے بمواجہہ مولانا صاحب و مولوی عبدالقدیر صاحب ودیگر صاحبان مدرسہ کہا کہ آپ سب صاحب اس مسئلہ کو مجھے سمجھا دیں جو حق ہوگا وہ بلانفسانیت مان لوں گا مگر کسی صاحب نے کچھ مسکن جواب نہ دیا اور واقعی یہ ہے کہ یہ مسئلہ ازروئے تحقیق بھی یہی ہے کہ اذان خارج مسجد ہو اگر اس وقت حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ اس وقت پردہ فرمائے ہوئے ہماری ظاہری نظروں سے نہ ہوتے تو اس مسئلہ کو اور زیادہ قوی دلیلوں سے ثابت فرمادیتے کہ اذان مسجد کے باہر ہی چاہیئے محمد میاں سلمہ نے بعد واپسی بدایوں رسالہ کی تکمیل کی اور طبع کراکر مولانا صاحب کی خدمت میں جو اپنی تحقیقات تھی بھیج دی اس رسالہ کا نام مبحث الاذان ہے اگر آپ کے پاس ہو تو اس کو دیکھئے کہ اول سے آخر تک جناب مولانا صاحب کی کہیں خدا نخواستہ توہین یا اہانت ہے بلکہ مولانا صاحب سے تو رد میں خطاب بھی نہیں۔ عبدالواحد وغیرہ سے بکمال تہذیب ان کے استدلالات کے ضعف اور اپنے دلائل کی قوت بیان کی ہے یہ رسالہ مولانا صاحب کی خدمت میں تین چار ماہ قبل از وصال پہونچایا گیا تھا مولانا صاحب نے اس کو



دیکھا مگر کسی طرح کا اپنا تکدر وملال ہم پر ظاہر نہیں کیا یہاں تک کہ مولانا صاحب کا انتقال ہوا جس کے بعد مولوی عبدالماجد صاحب نے چند اور صاحبوں کی کوشش مجموعی کے ساتھ اس کا جواب تصنیف فرمایا جو ایک ابھی کے طالب علم عبدالواحد کے نام سے چھپا اور اس میں کلمات خلاف تہذیب اور شان اپنے پیر زادوں کے تحریر فرمائے ہمیں اس کا گلہ نہیں۔ ہاں ان کا یہ رسالہ اگر ان کے والد ماجد شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لے کر ان کے جدالاجداد حضرت مولانا مولوی عبدالحمید صاحب قدست اسرارہم دیکھتے اور حیات ظاہری میں دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو عبدالماجد صاحب کو معلوم ہوتا کہ وہ حضرات مدرسہ کے لڑکوں کے نام سے اپنے پیرزادوں کو ایسا سب و شتم کرنے سے راضی ہیں یا ناراض اور اب بھی جس کی چشم بینا ہے وہ رضامندی اور ناراضی ان حضرات کی معلوم کرسکتا ہے۔ آپ مبحث الاذان اور اس کا یہ جواب مباحث الاذان دونوں دیکھئے اور اگر پاس نہ ہوں تو مجھ سے منگواکر دیکھئے تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ محمد میاں سلمہ نے صرف ایک فرعی مسئلہ میں دلائل اپنے مضبوط پاکر اس مسئلہ کو غیر مضبوط سمجھنے والوں اور اسے فریب وچکر میں پھنسا ہوا بتانے والوں کو نہایت تہذیب سے سمجھایا ہے اب رہا مولانا صاحب کے پرے میں نہ جانا۔ حال اس کا یہ ہے کہ بعد وصال حضرت استاذی مولانا صاحب کا یہ برتاؤ رہا کہ جب کبھی ادھر ہی سے کوئی دعا نامہ بھیجا گیا تو اس کا جواب کبھی دیا اور بارہا ندارد۔ مولانا صاحب کی علالت بذریعہ اخبار معلوم ہوئی عیادت کی گئی دوسرے ہفتہ میں اخبار میں مولانا صاحب کی صحت کے مولود شریف ہونے کے اور سب شکایت دفع ہوجانے کی

اطلاع ہوئی جس سے بہت خوشی ہوئی اور ارادہ ہوا کہ بدایوں جاکر دیکھ آؤں مگر میری کمر میں ایسا درد شروع ہوگیا تھا کہ اٹھنا بیٹھنا بہت مشکل تھا۔ انتظار کیا گیا کہ یہ رفع ہولے تو جاؤں کہ تین چار روز بعد بیک ناگاہ مہدی حسن کا ایک پرچہ مجھے آیا کہ میرے نام تار آیا ہے مولانا صاحب نے وصال فرمایا میں شب کی ریل پر بدایوں جاؤں گا۔ چونکہ میرے درد میں زیادتی ہوگئی تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اسی حالت میں کل دوپہر کی ریل پر جاؤں گا مگر صبح کو اور زیادتی درد میں ہوگئی۔ میں اس روز نہ جاسکا حالانکہ مجھے کسی صاحب نے اطلاع بھی نہ دی تھی اور بلا ترجیح مرجح مہدی حسن کو تار دیا اطلاع دی مگر میں جانے کو مستعد رہا ہاں زیادتی درد سے مجبور رہا۔ محمد میاں سلمہ لکھنؤ تھے ورنہ وہ جاتے مجھے درد سے افاقہ نہیں ہونے پایا تھا کہ مہدی حسن بدایوں سے واپس آئے اور انہوں نے بیان کیا کہ مولوی عبدالماجد کہتے تھے کہ مولانا صاحب نے جو وصیت فرمائی ہے وہ یہ ہے عبدالماجد صاحب سے کہا ہے کہ میری بی بی جو تمہاری خالہ بھی ہیں ان کی خدمت اور اتباع کرتے رہنا اور جو رسالہ میں نے بجواب مبحث الاذان تحریر کیا ہے اور جس کا نام مباحث الاذان ہے اس کو شائع کرنا مولانا صاحب کی جب یہ وصیت سنی اور مہدی حسن نے یہ بھی بیان کیا کہ اہالی مدرسہ محمد میاں سلمہ اور فقیر سے بہت ناراض ہیں (اس سے) بدایوں جانے میں تذبذب پیدا ہوگیا ارادہ کیا گیا کہ محمد میاں سلمہ دو تین روز میں آتے ہیں تو میں اور وہ خود جاکر اگر بیان مہدی حسن راست ہے تو دریافت کریں گے کہ آپ لوگوں کی ناراضگی کا سبب کیا ہے اور رسالہ میں کون سی بات قابل ناراضگی ہے کیا یہ ضروری ہے کہ جو



مسئلہ آپ کے یہاں کے طالب علم درست یا نادرست سمجھیں خواہ مخواہ اسی کا اتباع کیا جائے اور ان کی پیروی کی جائے۔ تو یہ ہم نہیں کرسکتے امور دینی میں اتباع بجز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمودہ کے اس کے خلاف پر خواہ پیر ہو خواہ استاد ہو خواہ باپ ہو خواہ بیٹا ہو کسی کا جائز نہیں۔ ہر امر میں اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا اتباع چاہئے ہاں اگر موافق فرمودہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ ہے خواہ کسی جانی دشمن کا ہی کیوں نہ ہو اس پر گردن تسلیم خم ہے محمد میاں سلمہ کے آنے کے انتظار میں تھا۔ کہ عبدالماجد صاحب کا بھیجا ہوا ایک پمفلٹ جس میں دو نسخے رسالہ مباحث الاذان اور ایک فرمان میرے نام تھا آیا اس کے دیکھنے سے مہدی حسن کی اس روایت کی کہ صاحبان مدرسہ مکدر ہیں تصدیق ہوئی مگر دوسری روایت کہ رسالہ مولانا صاحب کا لکھا ہوا ہے اس رسالہ کے دیکھنے سے قابل باور ہونے کے نہ ہوئی کیونکہ رسالہ میں سب و شتم اور تمسخر بھرا ہوا تھا جو تھوڑا بہت مسئلہ کا اپنے فہم میں رد کیا تھا وہ محض جہال کو یہ سمجھانے کے لئے کہ ہم نے بھی جواب لکھا ہے اور کچھ نہ تھا اہل علم کی نظر میں ذرا بھی قابل وقعت نہ تھا مولانا صاحب عالم تھے مہذب تھے حلیم تھے بردبار تھے وہ ہرگز ایسے نامضبوط دلائل یا ایسے بے باک کلام خصوصاً اپنے خاص پیرزادوں کو نہ لکھتے۔ جب یہ حال دیکھا تو میں نے تعزیت نامہ مولانا شاہ عبدالقدیر صاحب کی خدمت میں بھیجا اور اس میں اپنی عدم حاضری کا عذر تحریر کرکے عرض کیا کہ محمد میاں سلمہ کے آنے کے بعد حاضر ہوں گا حالانکہ اس درمیان میں جانشینی وغیرہ بھی ہوئی اور مہدی حسن وغیرہ اور شاہ میاں حتیٰ کہ یونس حسن کو جو ہمارے

خاندان کے نواسوں میں ہیں خط آئے مگر مجھے اطلاع بھی نہ آئی مگر تاہم میں نے اس خیال سے کہ ابھی سب صاحبزادے ہیں اور . بمقتضائے سن غصہ زیادہ ہے اس کا کچھ خیال نہیں کیا اور اپنے اس ارادہ پر رہا کہ محمد میاں سلمہ کے آنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ جاؤں گا مگر محمد میاں سلمہ کو لکھنؤ اپنی علالت اور اعزہ کی علالت اور بعض ضروری امور متعلقہ لکھنؤ کے سبب سے آنے کی فرصت اس شعبان تک نہ ہوئی اور میں نے اپنا تنہا جانا مناسب نہ سمجھا (اس کے بعد حضرت نے اپنے نامناسب نہ سمجھنے کی بہت مدلل اور واضح وجوہ تحریر فرمائیں۔ مگر فقیر جامع المکاتیب ان کی عام اشاعت مناسب نہیں جانتا ان وجوہ کے بعد حضرت نے تحریر فرمایا) یہ مختصر جواب آپ کے دونوں اعتراضوں کا ہے آپ نے بلا دیکھے رسالہ کے اور اس کے مضمون کے اور بغیر اس کے سوچے سمجھے کیوں بطور خود رائے قائم کی آپ کے ان دونوں اعتراضوں سے اور مجھ کو لکھنے سے اور انہیں اعتراضوں کو اپنی خط وکتابت کا ترک کرنے کا سبب تحریر کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ فقیر سے ناراض ہیں اور اپنی ناراضگی کے اثر سے اس کو اس کے منصبی کام سے روکنے کا قصد کیا گیا آپ نہیں جانتے کہ میں جن بزرگوں کا نقال ہوں ان کا کار منصبی یہی تھا کہ شریعت غزائے محمدیہ صلوات اللہ تعالیٰ علی صاحبہا کی دونوں شاخوں ظاہری وباطنی کی حمایت کریں اور آپ کو اور اپنے متوسلین کو صراط مستقیم سے لغزش نہ کرنے دیں اب آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے بزرگوں کی نقل بھی چھوڑ دوں۔ یہ مجھ سے ممکن نہیں مولانا صاحب سے ہمارا رشتہ جس واسطے اور جس سبب سے ہے وہ اسی واسطے ہے کہ فریقین میں سے جس کو



صراط مستقیم پر چلنے میں ذرا بھی لغزش معلوم ہو تو ایک دوسرے کا معین خیر ومددگار ہو اور جو اسباب لغزش ہوں وہ واشگاف ایک دوسرے سے ظاہر کرے تو اگر امرا کے خوف سے ہم اس طریقہ کو چھوڑ دیں تو ہمارا آپ کا رشتہ ہی نہ جاتا رہے گا آپ کی اس تحریر نے نہایت رنج دیا کہ آپ نے اس امر میں حصہ لیا کہ جس کے آپ ارباب نہ تھے اور پھر وہ یہی بلا جانچے اور پرتالے۔ ہمارا اور مولانا صاحب کا رشتہ مودت ومحبت بفضلہ تعالیٰ ایسا مستحکم ہے کہ جو انشاء اللہ تعالیٰ تاقیام قیامت بلکہ جنت میں بھی قائم رہے گا۔ اور مولانا صاحب کو جیسا ہم جانتے ہیں اور پہچانتے ہیں۔ اور ان کا وقعت ووقار اور عظمت ہماری نظروں میں ہے۔ وہ دوسرا نہیں جان سکتا مگر ہے اسی حد تک کہ گمان زور نہ ہو ہم اور ہمارا بچہ بچہ مولانا صاحب کا ہمدرد اور بہی خواہ ہے اور مولانا صاحب کے واسطے مراتب تقرب کی روز افزوں زیادتی کا اور ان کے خاندان اور ان کے جانشینان اور قائم مقامان کے واسطے دعائے ترقی ومراتب دارین کا خواستگار رہتا ہے فقیر گمان کرتا ہے شاید فقیر کو اب آپ عنایت نامہ نہ بھیجیں گے کیونکہ برخوردار محمد میاں سلمہ نے مباحث الاذان کا جو مصنفہ عبدالواحد طالب علم مدرسہ شمس العلوم ہے اور جس میں انہوں نے اپنے نزدیک مبحث الاذان کا جواب دیا ہے اس کا جواب(۱) تحریر کیا ہے یہ آپ کی زیادہ خفگی کا سبب ہوگا اور نیز اس درمیان میں ایک

---

۱۔ اس کا نام تاریخی "بدایونی تحریر کے شافی جواب" ہے جس میں بدایونی اور دیگر اذانیوں کی بہت سی تحریرات کا رد شافی ہے۔ محمد میاں

کتاب اور مدرسہ سے بنام منشی ضیا صاحب شائع ہوئی ہے جس کا نام اکمل التاریخ ہے اور جس میں بہت سے حملے اپنے پیرزادوں پر کئے گئے ہیں منجملہ ان کے ایک وہ حملہ کیا گیا ہے۔ کہ حضرت شمس الدین ابوالفضل سیدی وجدی و مرشدی سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے بہت پیارے چشم وچراغ و محبوب جانشیں کو ان کے منصب سے علیحدہ کرنا چاہا ہے جب اس کے واقعات(۱) اصلیہ ظاہر کئے جائیں گے تو اس وقت بھی آپ مکدر حسب عادت اپنی ہوں گے زمانہ ایک حال پر نہیں رہتا ہے جس کی بین مثال رات دن سے ظاہر ہے۔ تاج الفحول قدس سرہٗ تشریف فرما تھے اور حضرت کے پسندیدہ وموافق مذاق اصحاب در خور تھے۔ اب مولوی شاہ عبدالقدیر صاحب اور مولوی عبدالماجد صاحب ہیں۔ ان کے پسندیدہ اصحاب صاحب حل وعقد ہیں۔ اس وقت کا رنگ اور اس وقت کا رنگ اپنی اپنی پسند کے موافق ہے۔ اگر میرے آپ کے سلسلہ خط وکتابت جاری رہا تو عقب سے لکھوں گا کہ آپ کے اس عنایت نامہ میں دو تین مواقع طریقتاً اور شرعاً محل نظر ہیں والسلام خیر ختام ۲۴ر ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ از خانقاہ برکاتیہ مارہرہ۔ فقیر اسمٰعیل حسن عفی عنہ قادری برکاتی آل احمدی۔۔ فقیر عرض کرتا ہے یہ تینوں صحائف شرائف ۱۷، ۱۸، اور ۱۹ اس زمانہ کے ہیں جبکہ بعض اہل بدایوں نے بہ سلسلہ مسئلہ اذان خطبہ بیرون مسجد حضرت امام اہل سنت مولوی احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ پر ایک استغاثہ دائر کر رکھا تھا۔ ان سے

---

۱۔ یہ واقعات تھوڑے ہی عرصہ بعد ایک مختصر رسالہ "اکمل التاریخ پر ایک تنقیدی تبصرہ" نام شائع کردئے گئے۔ محمد میاں



حمایت سنن اور علمائے کرام اہل سنت بالخصوص حضرت فاضل بریلوی دامت برکاتہم کے ساتھ ہمارے حضرت قدس سرہٗ کے قلب مبارک میں احترام و محبت ــــ جو خالص ایمانی جذبات تھے ان کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز ۱۸ حضرت کی اس پیشن گوئی پر بھی مشتمل ہے کہ بدایونی استغاثہ ناکام رہے گا۔ جو بعد کو واقع کے لحاظ سے بالکل سچی بفضلہ تعالی ثابت ہوئی۔ نیز ۱۹ کی یہ تعلیم خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ امر حق کی پاسداری اور اس کے اتباع میں دوسرے ذاتی میل محبت وغیرہ کے مراسم کو اگرچہ وہ کتنے ہی گہرے اور پرانے اور بہتیرے ہوں ہرگز حائل نہ ہونے دینا چاہیئے۔ اور مسائل دینیہ میں اسی کا ساتھ دینا چاہئے جو حق پر ہو۔ اگرچہ دنیاوی امور میں وہ خود ہمارا مخالف یا مخالف کا مدد گار ہو۔ نیز ۱۹ کی یہ تعلیم ان لوگوں کے لئے ہے جو کسی سلسلہ طریقت سے کسی طرح انتساب رکھتے ہوں۔ خواہ وہ بحیثیت پیر اور پیرزادہ ہونے کے ہو یا مرید ومتوسل ہونے کے خصوصیت سے قابل لحاظ ہے کہ پیروں اور پیرزادوں کا فرض منصبی یہ ہے کہ شریعت غرائے محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کی دونوں شاخوں ظاہری اور باطنی کی حمایت کریں اور اپنے آپ کو اور اپنے متوسلین کو صراط مستقیم سے ہٹنے نہ دینے میں کوشاں رہیں۔ یہ رشتہ اسی لئے جانیں کہ ہر ایک دوسرے کے لئے شریعت غرائے محمدیہ کے ظاہر وباطن پر استقامت کا مدد گار رہے۔ اور جو اسباب اس سے لغزش کے ہوں انہیں ایک دوسرے پر کھول کر ظاہر کرتا اور ان سے بچاتا رہے۔ خود حضرت کا اسی پر عمل تھا۔ جس کی کثیر وقائع سے شہادت خود اسی مجموعہ مکاتیب سے بھی آپ کو ملے گی۔ تمام مشائخ کرام

و مرشدان طریقت ہادیان انام کا اسوۂ حسنہ اور قولی و عملی تعلیم یہی رہی- اور پیری و پیرزادگی اور مریدی و عقیدت مندی کے رشتے دنیا و آخرت میں نعمتوں اور برکتوں کے پھل دیتے ہیں تو اسی طریقہ پر چلنے میں۔

پندار سعدی کہ راہ صفا     توان رفت جز برپے مصطفےٰ

**مکتوب ۲۰**- نواب سید سردار علی خاں صاحب سردار نواز جنگ بہادر کے نام ۱۴؍ محرم ۱۳۳۵ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا-

سید صاحب جمیل المناقب رفیع المناصب سلمکم اللہ تعالیٰ وابقاکم اللہ تعالیٰ- پس از سلام مسنون ودعائے ترقیات واقبال مشحون واضح رائے گرامی ہو- فقیر بخیر ہے اور آپ کی خیر وعافیت مع متعلقین مطلوب- آپ کا عنایت نامہ پہونچا جو مواقع آپ کے عنایت نامہ سابق میں (جس کے جواب میں مفاوضہ طیبہ ۱۹ امضا ہوا تھا) اور نیز حال میں (جس کے جواب میں یہ مفاوضہ ہے) فقیر کو مشتبہ معلوم ہوتے ہیں- وہ تحریر کرتا ہوں- آپ نے اپنے خط کے سرنامہ کو ہوالمقتدر سے شروع کیا یہ ظاہر ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو اس کی اس صفت سے یاد کیا کہ جس کا مظہر اپنے مرشد زادہ کو جانتے تھے- اس میں یہ بھی پہلو رکھا مگر اس کے اوپر رض لکھنا مشتبہ معلوم ہوتا ہے- کیونکہ یہاں یہ اسم مبارک مستقلاً اللہ تعالیٰ وتقدس کے اسمائے حسنیٰ سے تھا تبعاً مناسبت مرشد کے نام کے بھی پیدا ہوئی تھی- تو رض لکھنا نہ چاہئے تھا دوسرے قابل لحاظ یہ ہے کہ زمانہ حال کے لوگ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نام مبارک پر صہ یا صلعم لکھ دیتے



ہیں- یا بزرگان دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسماء مبارک پر رض یا رح لکھ دیتے ہیں ان سب کو فقہا منع کرتے ہیں- کہ اس میں شبہ توہین اسماء مبارکہ ان حضرات کا ہے پورے الفاظ لکھنا چاہیئے- تیسرا قابل لحاظ یہ ہے کہ آپ کو بیعت حضرت استاذی تاج الفحول قدس سرہٗ سے ہے- آپ ہمیشہ اپنے آپ کو قادری چشتی لکھا کرتے تھے- اب آپ نے مقتدری لکھا یہ طریقۃً ناجائز ہے نسبت اپنے پیر سے ہی چاہیئے پیر کا بیٹا پیرزادہ ہے قابل تعظیم وتکریم ہے- اس کی محبت تعظیم وتکریم کرنا پیر کی خوشنودی کا باعث ہے اس کو اسی عزت اور محبت کی نظر سے اپنے عقیدت کی نظر میں رکھنا چاہیئے جو اپنے پیر کے آثار کے لایق اور سزاوار ہے خصوصاً وہ بیٹا جو جانشین اور خلیفہ بھی پیر کا ہوئے- مگر نسبت تو پیر کی ہی چاہیئے اسے نہ چھوڑنا چاہئے- اگر دونوں نسبتوں سے منسوب کرنا ملحوظ ہے تو قادری مقتدری لکھا کیجئے- از مارہرہ فقیر اسمٰعیل حسن عفی عنہ قادری-

**مکتوب ۲۱**- نواب سید سردار علی خاں صاحب کے نام لنگگور ریاست حیدر آباد دکن ۱۵؍ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ کو ارسال فرمایا-

"(اپنے ایک قریبی رشتہ دار کا ایک غیر سنی) نواب صاحب سے ارتباط اور ان نواب کے یہاں آنے کی خبر اور اپنا مشوش بسبب اختلاف مذہب ہونا کہ وہ رئیس ہیں اور (ہم سے) خلاف مذہب ہیں اور ہم سنی غیر مداہن ہیں (لکھا) اللہ تعالیٰ ہم کو بچائے جملہ مکروہات دارین سے-" فقیر عرض کرتا ہے- اس میں مخالف مذہب اہل سنت سے احتراز نیز یہ زریں تعلیم بھی ہے کہ اپنی مذہب حق پر پختگی پر بھروسہ کرکے مخالف مذہب سے قرب وارتباط اور اس

سے میل جول کے خطرات جو ارشاد فرمودہ خدا ورسول ہیں ان کی طرف سے نڈر نہ ہو۔ بلکہ اپنی مذہب حق پر پختگی کے باوجود بھی مذہب حق کے مخالفوں سے حذر رہے اور حافظ حقیقی کی پناہ کا طالب۔

**مکتوب ۲۲۔** محمد عوض کے نام غرہ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۵ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔

"جو جلسہ اپنے خلاف عقیدہ ہو وہاں جانا ہی نہیں چاہیئے۔ پیر میاں کی رائے (ایسے جلسہ میں نہ شریک ہونے کی) صائب ہے۔" فقیر عرض کرتا ہے محمد عوض حضرت قدس سرہٗ کے عقیدت مندوں میں سے ہیں اور ان کے بہت سے قریبی اعزہ حضرت قدس سرہٗ سے بیعت کا بھی شرف رکھتے ہیں۔ ان صاحب نے اپنے ایک نیازنامہ میں سیتاپور کی نام نہاد انجمن اسلامیہ کے جلسہ میں مشہور غیر مقلد ثناء اللہ امرتسری کے طلب کئے جانے اور برادر صاحب سید پیر میاں صاحب کے نہ شریک ہونے کے سبب سے اپنے بھی اس جلسہ میں نہ شریک ہونے کے ارادہ کی خبر دی تھی۔ یہ مفاوضہ شریفہ اس کے جواب میں اور حدیث حمید کے اس ارشاد پر عمل کر ترغیب و تاکید میں ہے کہ ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔ بدمذہبوں بے دینوں سے دور رہو انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ اور بے شک سبیل نجات یہی سرے سے دوری ہے۔ نہ وہ شرکت جس میں آج کل عوام کو عام ابتلا ہے۔ جس کے سخت مضر اور مہلک ہونے کا مدلل بیان حضرت برادر معظم سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے رسالہ مبارکہ طرد المبتدعین عن



مجالس المسلمین میں ہے۔

**مکتوب ۲۳۔** فقیر راقم الحروف محمد میاں کے نام دسویں جمادی الاول ۱۳۳۶ھ کو لکھنؤ ارسال فرمایا۔

"پیر میاں سلمہ کی سجادہ نشینی کی رسم ۵ر جمادی الاخری (۱۳۳۶ھ) کو ہونا تحریر کیا اور اس میں بسبب حقوق حضرت مرشدی (حضرت سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم) قدس سرہٗ اپنی حاضری ضروری لکھی یہ تحریر کیا کہ مجھے اس رسم میں ضرور حاضر ہونا چاہیئے۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے کہ گو اس زمانہ میں سیتاپور اور لکھنؤ میں انتظام جائداد وغیرہ ضروریات کے لحاظ سے حضرت قدس سرہٗ کا وہاں تشریف لے جانا ضروری تھا۔ لیکن اگر حضرت وہاں تشریف لے جاتے تو یہاں برادر صاحب سید پیر میاں صاحب کی رسم سجادہ نشینی میں (جو حضرت قدس سرہٗ کے مرشد برحق ﷺ کے حقیقی پروتے تھے) حضرت کے یہاں تشریف نہ رکھنے کی صورت میں بعض مخالفین کی طرف سے مخالفت ومزاحمت ہونے کے خطرات غالب تھے۔ لہٰذا حقوق مرشد کی پاسداری میں حضرت نے اپنی ذاتی ضروریات کو نظر انداز فرمایا اور یہیں تشریف فرما رہ کر برادر صاحب مکرم سید شاہ پیر میاں صاحب سے ایمان مفصل ومجمل وکلمہ شہادت کی تصدیق وتجدید اور جو عہد ومیثاق بروقت سجادہ نشینی معمول ہیں ان سب کی تکمیل باعلان باواز بلند کرا کر ان کی رسم سجادہ نشینی کی تکمیل مخالفین کے سامنے سینہ سپر رہ کر خود مخالفین سے بھی کرادی۔ اس تشریح کے ساتھ اس مکتوب شریف سے اپنے مرشد کریم کے ساتھ حضرت کی عقیدت مندی اور ان کے حقوق کی اس پاسداری پر روشنی پڑتی ہے جو حضرت کو دل سے

ملحوظ تھی۔ نیز اپنے متوسلین اور ہم خدام کے لئے اس کی بھی تعلیم ہے کہ مرشد کے حقوق کی پاسداری وفوائد پر مقدم رکھیں۔

**مکتوب ۲۴۔** برادرم سید آل عبا صاحب کے نام ۲۲ر جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ کو مارہرہ ارسال فرمایا۔

"مہدی حسن کا عتاب نامہ آیا اس قدر غصہ ہے کہ حضرت مرشدی (سید شاہ حضرت غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہٗ) کے نام نامی پر بھی لفظ تعظیمی نہ تھے۔"

**مکتوب ۲۵۔** چچا صاحب سید مہدی حسن صاحب کے نام ۲۳ر جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ کو مارہرہ ارسال فرمایا۔

"اپنے مرشد کے نام کو بد تعظیمی سے (خط کے پتہ میں عامیانہ طرز سے بغیر کسی لفظ تعظیمی کے صرف "میر عالم حسین خاں صاحب" لکھنے کی شکایت کی اور لکھا کہ "جو الفاظ تم نے لکھے اس میں سے اگر حضرت (سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہٗ) کا نام علیحدہ کرکے حضرت (سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ (جدو مرشد سید مہدی حسن صاحب) کا (نام) لکھا جائے تو تمہارے دل کو کیسا لگے گا۔۔۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے ان دونوں مفاوضوں سے بھی حضرت کے قلب مبارک میں اپنے حضرت مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو کامل محبت وعظمت تھی وہ ظاہر ہوتی۔ نیز خدام ومتوسلین کو مرشدان کرام کے ادب واحترام ملحوظ رکھنے کی اعلیٰ تعلیم ملتی ہے جو ارباب باطن کے یہاں بہت ہی اہم چیز ہے۔



**مکتوب ۲۶۔** شیخ عطا الٰہی صاحب منصف (بعد کو سینئر سب جج) کے نام ۲۷ر ماہ صیام ۱۳۳۶ھ کو گورداس پور ارسال فرمایا۔

"کیمیا بنانے کے پھیر میں آپ نہ پڑیئے۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ کیمیا کے خواہش مندوں کے لئے حضرت قدس سرہٗ کا جواب عام طور پر منع ہی ہوتا تھا اس لئے کہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ کیمیا تو بنتی بناتی نہیں اور جہاں اس کے پھیر میں آدمی پڑا گرہ کی پونجی بھی کھو بیٹھتا اور بہتیرے خود دنیا اور آخرت کے کام سے جاتے رہتے ہیں۔

**مکتوب ۲۷۔** حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج صدر الصدور امور مذہبی ریاست حیدر آباد دکن کے نام ۲۹ر ماہ صیام ۱۳۳۶ھ کو حبیب گنج ارسال فرمایا۔

"تحریر کیا کہ آپ کو اپنے عہدہ نظامت دینی کا چارج لینا مبارک ہو۔ اور مسلمانوں کو فائدہ پہونچے اور اللہ تعالی اس اسلام کا جو کتاب وسنت سے بذریعہ سلف صالح ہم کو پہونچا ہے ترقی کا سبب کرے ایک رسالہ برخوردار مولوی حافظ محمد میاں سلمہ نے مسائل صوم کا (خیر الکلام فی مسائل الصیام) جمع کیا تھا بھیجتا ہوں۔ آپ کا خطبۂ صدارت ندوہ جو اس سال آپ نے ممالک متوسط میں پڑھا تھا اخبار میں دیکھا تھا۔ فقیر کو اس کے بعض فقرات میں اختلاف ہے۔ اگر ناگوار خاطر نہ ہو (تو آپ پر بھی) ظاہر کیا جائے۔"

**مکتوب ۲۸۔** منیجر صاحب روزنامہ ہمدم لکھنؤ کے نام ۲۹ر ماہ صیام ۱۳۳۰ھ کو لکھنؤ ارسال فرمایا۔

"آپ کے اخبار میں کسی صاحب نے مسئلہ نماز وتر بعد تراویح کا استفتا کیا تھا جس کے بعد دو صاحبوں کے جوابات بھی دیکھے گئے فقیر کا بھی ارادہ ہوا کہ اس کا جواب بحوالہ کتب معتبرہ تحریر کرے مگر تجربہ سے ثابت ہوا کہ آپ کا اخبار مقلدین سلف سینون کی تحریر و تقریر سے دلچسپی نہیں رکھتا ہے جدت پسند مجتہدین بالرائے کی تحریر و تقریر کی اشاعت کرتا ہے۔ لہٰذا نہیں بھیجا۔ مگر چونکہ ایک مسلمان بھائی دینی مسئلہ دریافت کرتے ہیں۔ معلوم ہونے کے بعد جواب نہ دینا خلاف احکام شرعیہ ہے۔ اور ان صاحب مستفسر کا اسم آپ کے اخبار میں نہیں ہے لہٰذا دو رسالہ متعلق مسائل صیام جن میں اس مسئلہ کی بھی تفصیل ہے بھیجتا ہوں ایک آپ ان صاحب کو بھیج دیں۔ اس کے صفحہ ۳۹ میں یہ مسئلہ مشرح ہے اور ایک رسالہ آپ کے واسطے بھیجتا ہوں اس کا دیکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا اگر بعد دیکھنے کے مسلمانوں کے واسطے مفید سمجھا جائے تو مسلمانوں کو اطلاع کردی جائے۔"

**مکتوب ۲۹**– برادرم سید قمر عالم سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام ۲۹ر ماہ صیام ۱۳۳۶ھ کو مارہرہ تحریر فرمایا۔

"مجھ کو کبھی خدا و رسول (جل وعلی و ﷺ) کے واسطہ سے کسی امر کو نہ لکھا کرو یہ خلاف شرع ہے۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ امام ابن حجر مکی نے زواجر شریف میں بحوالہ سنن امام ابی داؤد وغیرہ یہ حدیث ذکر فرمائی کہ "لایسال بوجہ اللہ الا الجنہ" اللہ کے واسطے سے جنت کے سوا اور کوئی چیز طلب نہ کی جائے۔ چونکہ برادر قمر عالم نے اپنی کم عقلی سے بے ضرورت بوتہ پہنوا دینے کے لئے خدا و رسول کا عظیم واسطہ دیا تھا۔ لہٰذا اس



سے حضرت نے منع فرمادیا مگر ان کی حاجت پوری فرمادی۔ اور جوتہ پہن لینے کے لئے ان کو روپیہ زبانی بتا دیئے۔

**مکتوب ۳۰**– نواب سید سردار علی خاں صاحب کے نام ۲۹ر ماہ صیام ۱۳۳۶ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

"اپنی ہمشیروں اور اپنے محل میں درود شریف صلی اللہ علی النبی الامی کے پڑھنے کی اور دعا مانگنے کی فہمایش کیجئے۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ سید صاحب موصوف نے اپنی بعض پریشانیاں اور مخالفین کی طرف سے خطرات تحریر فرمائے تھے۔ ان کے دفع کے لئے یہ درود شریف جو بہت ہی بحکمہ تعالیٰ موثر ومفید ہے تعلیم فرمایا۔ پورا صیغہ درود شریف یہ ہے۔ صلی اللہ علی النبی الامی والہ صلی اللہ علیہ وسلم' صلاۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ' پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بعد نماز جمعہ مجمع کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کرکے دست بستہ کھڑے ہوکر سو بار پڑھیں جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ جمعہ کے دن نماز صبح خواہ ظہر یا عصر کے بعد پڑھیں جو کہیں اکیلا ہو تنہا ہی پڑھے اسی طرح عورتیں اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں۔

اس کے فائدے جو صحیح ومعتبر حدیثوں سے ثابت ہیں جو شخص ۱
رسول ﷺ سے محبت رکھے گا جو ان کی عظمت تمام جہاں سے زیادہ دل میں رکھے گا جو ان کی شان گھٹانے والوں ان کے ذکر پاک مٹانے والوں سے دور رہے گا۔ دل سے بیزار ہوگا ایسا جو کوئی مسلمان اسے پڑھے گا اس کے لئے بے شمار فائدے ہیں۔ جن میں سے بعض لکھے جاتے ہیں۔

(۱) اس کے پڑھنے والے پر اللہ عزوجل اپنی تین ہزار رحمتیں اتارے گا۔ (۲) اس پر دو ہزار بار اپنا سلام بھیجے گا۔ (۳) پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھے گا۔ (۴) اس کے پانچ ہزار گناہ معاف فرمائے گا۔ (۵) اس کے پانچ ہزار درجے بلند فرمائے گا۔ (۶) اس کے ماتھے پر لکھ دے گا کہ یہ منافق نہیں۔ (۷) اس کے ماتھے پر تحریر فرمائے گا کہ یہ دوزخ سے آزاد ہے (۸) اسے قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔ (۹) پانچ ہزار بار فرشتے اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔ کہ یا رسول اللہ فلان بن فلان حضور پر درود وسلام عرض کرتا ہے حضور اقدس ﷺ ہر بار درود وسلام ہر بار کے درود وسلام پر فرمائیں گے فلان بن فلان پر میری طرف سے سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (۱۰) جتنی دیر اس میں مشغول رہے گا اللہ کے معصوم فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے (۱۱) اللہ تعالیٰ اس کی تین سو حاجتیں پوری فرمائے گا دو سو دس حاجتیں آخرت کی اور نوے حاجتیں دنیا کی (۱۲) اس کے مال میں ترقی دے گا (۱۳) اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت رکھے گا (۱۴) دشمنوں پر غلبہ دے گا (۱۵) دلوں میں اس کی محبت رکھے گا (۱۶) کسی دن خواب میں زیارت اقدس سے مشرف ہوگا (۱۷) ایمان پر خاتمہ ہوگا (۱۸) اس کا دل منور ہوگا (۱۹) قبر وحشر کے ہولوں سے پناہ میں رہے گا (۲۰) قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ میں ہوگا جس دن اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا (۲۱) رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن اس کے گواہ ہوں گے (۲۳) میزان میں اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا (۲۴) قیامت کی پیاس سے محفوظ رہے گا



(۲۵) حوض کوثر پر حاضری نصیب ہوگی (۲۶) صراط پر آسانی سے گذرے گا (۲۷) قبر وحشر میں اس کے لئے نور ہوگا (۲۸) رسول اللہ ﷺ سے نزدیک ہوگا (۲۹) قیامت میں رسول اللہ ﷺ اس سے مصافحہ فرمائیں گے (۳۰) اللہ عزوجل اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی ناراض نہ ہوگا اللھم ارزقناہ بجاہ حبیبک والہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلیھم وبارک وسلم ابدا آمین مجمع کا حکم بھی حدیث میں ہے اور اس کے فوائد یہ ہیں (۳۱) زمین سے آسمان تک فرشتے ان کے گرد جمع ہو کر سونے کے قلموں سے چاندی کے ورقوں پر ان کا درود لکھیں گے (۳۲) ان سے کہیں گے ہاں ذکر کرو اللہ تم پر رحمت کرے زیادہ کرو اللہ تمہیں زیادہ دے (۳۳) جب یہ مجمع درود شروع کرے گا۔ آسمان کے دروازہ ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے۔ (۳۴) ان کی دعا قبول ہوگی (۳۵) حوران عین انہیں نگاہ شوق سے دیکھیں گی (۳۶) اللہ عزوجل ان کی طرف متوجہ رہے گا۔ یہاں تک کہ یہ متفرق ہو جائیں یا اور باتیں کرنے لگیں (۳۷) رحمت الٰہی انہیں ڈھانپ لے گی (۳۸) سکینہ ان پر اترے گا (۳۹) اللہ عزوجل عالم بالا میں ان کا ذکر فرمائے گا (۴۰) سارا مجمع بخش دیا جائے گا۔ ان کی برکت ان کے ہمنشیں کو بھی پہونچے گی وہ بھی بدبخت نہ رہے گا فقیر محمد میاں قادری نے اپنے سنی بھائیوں کو اس مبارک صیغہ کی اجازت دی جبکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بدگویوں وہابیہ وغیرہم سے دور رہیں اور اسے پڑھ کر اس گنہگار کے لئے عفو وعافیت دین ودنیا وآخرت وحصول مرادات حسنہ کی دعا فرمالیا کریں یقین رکھیں کہ یہ فقیر حقیر ان سب کے لئے دعا کرتا ہے جو ایسا کریں اللہ تعالیٰ

توفیق دے اور قبول فرمائے۔ آمین۔

**مکتوب ۳۱**۔ رحمت الٰہی پسر شیخ عطا الٰہی صاحب مذکور بالا کو ۲۵؍ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ کو گورداس پور ارسال فرمایا۔

"تمہارے واسطے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہارے مقاصد پورے کرے۔ نماز پڑھا کرو۔ تلاوت قرآن مجید بھی کیا کرو۔ والدین کی اطاعت ضروری ہے تمہاری والدہ صاحبہ کے مقاصد کے پورے ہونے کی دعا کرتا ہوں (ان کو اپنی اولاد پر شفقت اور خاوند کی اطاعت ضروری ہے اگر اس میں کوئی تکلیف ہو اسے بھی راحت سمجھنا چاہئے۔"

**مکتوب ۳۲**۔ محمد علی خاں صاحب کے نام ۱۱؍ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۷ھ کو ایٹہ ارسال فرمایا۔

"جو مسئلہ طہارت روئی کا میں نے کتنے سے بتایا تھا وہ غلط تھا روئی ناپاک کتنے سے پاک نہیں ہوتی البتہ دھنکنے سے پاک ہوتی ہے اس میں بھی شرط یہ ہے کہ ناپاک اسی مقدار میں ہو کہ جتنا دھنکنے سے اس روئی میں سے کوڑا کرکٹ میل نکلا ہو۔ (یعنی جتنا حصہ دھنکنے سے اڑ گیا ہو) اگر زیادہ ناپاکی ہوگی تو (دھنکنے سے) پاک نہ ہوگی۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے اس میں ایک مسئلہ شرعیہ کے بیان کے علاوہ اس کی بھی تعلیم ہے کہ اگر کسی سہو وغیرہ سے کوئی مسئلہ شرعیہ غلط بیان ہوگیا ہو تو اس کی تصحیح اور اپنی غلطی کے اعتراف میں اپنی کسرشان سمجھ کر ہرگز باز نہ رہے، از خدا شرم دار و شرمدار

**مکتوب ۳۳**۔ ولی اللہ صاحب کے نام ۱۲؍ جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ کو



مبارکپور ضلع اعظم گڈھ ارسال فرمایا۔

"میں چراغ کندہ نہیں کرسکتا ہوں آپ کندہ کرالیں۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے اس زمانہ میں بعض نام کے مشائخ اور زرطلب عالموں نے اس نام سے کہ فلاں چراغ کندہ کرائیں گے۔ اور فلاں تختی کھدوائیں گے۔ اور فلاں نقش یا عمل کے لئے یہ نیاز دلائیں گے۔ طرح طرح کے ناجائز اور شرمناک طریقوں سے جہاں عوام کو لوٹ کر ان میں مشائخ اور عالموں کو جیسا کچھ بدنام کر رکھا ہے اسے دیکھتے ہوئے سچے مشائخ اور مخلص عالموں کو عوام کے ساتھ اسی طرح برتاؤ رکھنا مناسب جو اس مکتوب شریف نیز آگے آنے والے مکتوب شریف ۴۰ میں ارشاد فرمایا تاکہ اپنے ساتھ اپنے اکابر کرام کو بھی جاہلوں بے قیدوں کی بدنگاہی سے بچائے رکھیں۔

**مکتوب ۳۴**۔ منشی مولیٰ بخش صاحب تاجر چرم (مرید و مخلص خاص حضرت قدس سرہٗ) کے نام ۱۲؍ جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔

"تمہاری حق کشی سے بہت خوش ہوا کسی کا ناحق حق لینا اچھا نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ تم کو مکان اچھا دے گا۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے یہ مولیٰ بخش صاحب کے اس نیازنامہ کے جواب میں ارشاد فرمایا جو اسی تاریخ میں اس مضمون کا موصول ہوا تھا کہ ان کے ایک قریبی عزیز اور شریک کار مکان کا مقدمہ جو کررہے ہیں وہ ناجائز ہے مجھے ایسا مکان لینا نہیں ہے۔ لہٰذا بفحوائے ارشاد تعاونوا علی البر والتقوی ان کی حق کشی کی تحسین فرما کر مزید حق کشی کو رغبت بڑھائی۔

**مکتوب ۳۵**۔ ولی اللہ صاحب کے نام مبارکپور ۲۶؍ جمادی الآخر

۱۳۳۷ھ کو ارسال فرمایا۔

"آسیب کا علاج بلا موجودگی مریضہ نہیں ہو سکتا اگر مریضہ یہاں ہو تو جانچ کر دیکھ بھال کر علاج کیا جائے شفا دینا اللہ تعالی کے اختیار میں ہے۔

**مکتوب ۳۶**۔ محمد عوض مسبوق الذکر کے نام ۲۶ر جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔

"مقدمہ جو مکان کا تم نے دائر کیا ہے اگر تمہارا حق ہے تو دعا کی جائے غیر کا حق لینا بڑا وبال ہے اس کو سوچ کر تحریر کرو تو دعا کی جائے۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے کہ حضرت قدس سرہٗ . بمقتضائے ارشاد ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان مقصد ناجائز کے لئے کبھی دعا نہیں فرماتے تھے۔ یہ مکتوب شریف اور ایسے ہی اور آگے آتے ہیں ان میں اس کا بیان اور اس کی تعلیم ہے۔

**مکتوب ۳۷**۔ محمد عوض کے نام سیتاپور ۶ر شعبان ۱۳۳۷ھ کو ارسال فرمایا۔

"دعا کی جاتی ہے کہ اگر تمہارا حق مقدمہ میں ہے تو اللہ تعالی تم کو دلوا دے۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے کہ یہ مکتوب شریف محمد عوض کی پیہم خواہش دعا پر ارسال ہوا۔ اس میں اس کی تعلیم ہے کہ مقصد کے جائز یا ناجائز ہونے میں اپنے تردد کی صورت میں اگر دعا کرنا ہی پڑے تو اس طرح کرے۔

**مکتوب ۳۸**۔ محمد یوسف صاحب نواسہ مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب بدایونی کانپوری قدس سرہٗ کے نام کانپور ۲۱ر شعبان ۱۳۳۷ھ کو ارسال فرمایا۔ "جب آپ علیل تھے (اور ساتھ نہ آسکے تھے) تو عرس میں بی بی کو کیوں بھیجا



مستورات کو سفر بلا محرم شرع میں حرام ہے بزرگوں کا فاتحہ مستورات کو گھر میں بیٹھ کر پڑھنا چاہیئے۔"

**مکتوب ۳۹**۔ مولیٰ بخش صاحب مسبوق الذکر کے نام سیتاپور ۲۹ر ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ کو ارسال فرمایا۔۔ "خلاف گوئی پر نصیحت کی۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس کے جواب میں مکتوب الیہ کا معروضہ سوم محرم الحرام ۱۳۳۸ھ کو مؤرخہ غرہ محرم مشتمل برعذر و توبہ غلط بیانی موصول ہوا۔

**مکتوب ۴۰**۔ محمد ممتاز احمد صاحب کے نام رامپور ۱۵ر ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ کو ارسال فرمایا۔۔ "آیتہ الکرسی شریف کی انتہا اور تعداد پڑھنے کی لکھ دی اور لکھ دیا کہ نذر ونیاز بزرگان آپ بطور خود اور اپنی مرضی سے وہاں ہی کریں میرے پاس بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے نہ یہ میرا طریقہ ہے۔"

**مکتوب ۴۱**۔ حضرت سیدانی صاحبہ خوش دامن فقیر راقم کے نام دسویں جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ کو بریلی ارسال فرمایا۔ "میں مارہرہ میں پیدا ہوا مارہرہ میں جوان ہوا مارہرہ میں بوڑھا ہوا مارہرہ میں ہدایت پائی۔ اللہ تعالی سے دعا بھی یہ ہے کہ اگر خدا نخواستہ عتبات عالیات کے علاوہ کہیں مدفن ہونا ہو تو مارہرہ میں ہی ہو۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے کہ مارہرہ سے محبت تو جو حضرت کا اور حضرت کے آباواجداد کرام ومرشدان عظام کا موطن ومدفن ہے اس مکتوب شریف کا منطوق ہی ہے مگر اس کے آخری فقرہ اگر خدانخواستہ الخ سے یہ تعلیم بھی ملتی ہے کہ ایک مسلمان کے دل میں بحیثیت ایک سچے مسلمان کے عتبات عالیات جیسے حرمین مطہرین بغداد پاک بیت المقدس کربلائے معلیٰ نجف اشرف وغیرہا کی محبت والفت اپنے وطن مالوف سے بھی

زائد ہونا چاہیئے۔

**مکتوب ۴۲**۔ نواب سید سردار علی خاں صاحب کے نام ۱۴ر جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔ "تحریر کیا میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے مقاصد پورے ہوگئے ہوں گے۔ ورنہ آپ یہ عمل روزانہ پڑھئے ۲۳ بار اُہ اُہ آنْتَ اَنْتَ۔ انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہوگا۔" فقیر راقم اپنے سب سنی بھائیوں کو جن کے قلوب میں اللہ ورسول (جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت وعظمت سب محبتوں اور عظمتوں پر غالب اور ان کے دشمنوں بدگویوں سے کامل نفرت جمی ہوئی ہو اس عمل کی اجازت دیتا ہے کہ مقصد جائز کے لئے بہ نیت جائز ترکیب مذکور سے پڑھیں۔ دفع اعداد ظالمین کے لئے خاص طور پر انشاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ثابت ہوگا۔ اور مقاصد مہمہ مشکلہ بعونہ تعالی آسان ہوجائیں گے۔

**مکتوب ۴۳**۔ مولیٰ بخش صاحب موصوف الصدر کے نام ۱۴ر ماہ مبارک صیام ۱۳۳۸ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔۔ "ان کو نصائح منہیات شرعیہ سے بچنے کی تحریر کیں۔"

**مکتوب ۴۴**۔ مولیٰ بخش صاحب کے نام ۶ر شوال ۱۳۳۸ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔۔ "فہمائش ترک معاصی کی۔"

**مکتوب ۴۵**۔ فقیر راقم کے نام ۲۲ر شوال ۱۳۳۸ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔

"تحریر کیا کہ تم کو تعویذ پہنے کے اور دعا بھیجوں گا وہ پڑھنا اللہ تعالی صحت



دے گا۔ حکیم عبدالحفیظ صاحب سے بعد آجانے قوت کے علاج کرانا چاہئے اللہ تعالی ۔ ، ہمیں تدبیر کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ ہمدم (اخبار لکھنؤ) میں برابر محمود حسن (دیوبندی) کو شیخ الہند کا عہدہ ملنے کی تحریک ہورہی ہے کوئی صاحب ان کی سوانح عمری پر نظر نہیں ڈالتے۔"

**مکتوب ۴۶**۔ مولوی عبدالقدیر صاحب بدایونی کے نام ۲ر ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ کو بدایوں تحریر فرمایا۔۔ "آپ کے مرسلہ اشتہار اور دستور العمل جمعیت اصلاح الخیال جو آپ نے محمد میاں سلمہٗ کے نام بھیجا تھا وہ یہاں نہ تھے لکھنؤ تھے وہاں بھیجا گیا۔ میں نے بھی ایک سرسری نظر میں دیکھا مجھے ایک امر کے دریافت کی ضرورت معلوم ہوئی کہ دستور العمل میں دفعہ ۱۲ میں صرف عملیات میں اتباع سواد اعظم کرنے پر کیوں اقتصار کیا۔ کیا وجہ ہے کیا عقائد میں جمعیت مذکورہ پابندی سواد اعظم نہ کرے گی اور بد مذہبوں کو بھی اپنے دائرے میں داخل کرے گی جن پر آج کل کی اصطلاح میں مسلمان کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اور جمعیت نے اپنے اراکین وصدر وغیرہ سب کے لئے بلا قید سنیت صرف مسلمان ہونا کافی سمجھا ہے مدرسہ قادریہ کی قائم کردہ جمعیت کے اراکین کے لئے اس قید سنیت کو لازم نہ قرار دینا بہت تعجب خیز ہے۔ اخباز ہمدم جمعہ ۴ر ذی الحجہ میں وفد خلافت مظفرنگر کی سرخی کے تحت میں تحریر تحریر ہے کہ وفد ۱۳ر اگست کو پہونچا (۱) مولانا عبدالماجد صاحب ندوی صدر تبلیغ (۲) مولانا احمد مختار صاحب صدیقی وغیرہ وغیرہ۔ اس میں یہ دریافت طلب ہے کہ آیا یہ مولوی عبدالماجد صاحب بدایونی ہیں یا کوئی اور صاحب ہیں اگر مولوی عبدالماجد صاحب ہمارے ہیں تو بس تعجب خیز ہے کہ

یہ ندوی کیوں لکھے گئے۔ کیا یہ وہ ندوہ نہیں کہ جس کا قلع وقمع حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ نے کیا اور جس کے ہدم کرنے میں حکیم مولوی عبدالقیوم صاحب شہید نے اپنی جان بھی عزیز نہ رکھی مولوی عبدالماجد تو انہیں کے خلف ہیں۔ دوسرے سہارنپور میں وفد خلافت کا ورود کی سرخی میں ہے کہ حبیب الرحمٰن دیوبندی اور مولانا عبدالماجد صاحب۔ ودیگر ممبران وفد گاڑیوں پر سوار ہوئے حبیب الرحمٰن دیوبندی صدر مقرر ہوئے ملخصاً کیا ایسے جلسہ میں حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ شرکت فرماتے یا خوش ہوتے۔ ہرگز نہیں۔ کیا شہید مرحوم کی روح خوش ہوئی ہوگی ہرگز نہیں۔ حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ مولوی عبدالحئ صاحب لکھنؤی کے بارے میں فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے علم اور اسباب شہرت دیئے۔ مگر بزرگوں کا سایہ کمسنی میں سر پر سے اٹھ گیا ورنہ یہ لغزشیں نہ ہوتیں فقط خانقاہ برکاتیہ ۲؍ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ شنبہ فقیر اسمٰعیل حسن عفی عنہ قادری احمدی برکاتی۔

**مکتوب ۴۷**۔ منشی مولیٰ بخش صاحب موصوف الصدر کے نام ۶؍ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔ ”عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں مردان کی بات کا خیال نہیں کرتے ملائمت کرتے ہیں میں انشاء اللہ تعالیٰ سیتاپور آتا ہوں فہمایش کروں گا۔“

**مکتوب ۴۸**۔ حقیر راقم کے نام ۱۴؍ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ کو لکھنؤ ارسال فرمایا۔ ”ہمدم (اخبار لکھنؤ) ۲۶؍ اگست میں (مولوی) عبدالباری نے ایک خط تعزیت تقی مجتہد شیعہ کے محامد میں شائع کرایا ہے اور اس میں چوٹ مولوی احمد رضا خاں صاحب (قدس سرہٗ) پر ہے۔ اگر مناسب سمجھو تو جالب (ایڈیٹر



صاحب ہمدم) سے کہو کہ اخبار جب پبلک ہے تو کیا سبب ہے کہ ایک.... شخص کا مضمون شائع کرو اور دوسرے کا نہ کرو۔ ایک مسلمان بادشاہ (سلطان ترک) کی ان (خلافت کمیٹی والوں) کی خیالی خلافت (اس لئے کہ اس میں ان کے نزدیک قرشیت کی قید ضروری نہیں اور خلافت شرعیہ میں شرع مطہر کے نزدیک یقیناً لازمی وضروری ہے) پر جو شخص (غریب سنی . بمقتضائے احکام خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دل سے انکار اور گاندھی پرستوں کی آندھی کے فتنے سے بچنے کے لئے بظاہر صرف) سکوت کرے وہ (بھی ان نام نہاد خدام خلافت کے نزدیک) قابل لعن ہو اور رفاض جو خلافت راشدہ کے (دل وزبان سے) منکر ہیں وہ قابل ستایش ہوں۔“

**مکتوب ۴۹**۔ محمد عوض مذکور بالا کے نام دوم محرم ۱۳۳۹ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا ”تحریر کیا اگر تم نے ہندو لوگوں کی خاطر سے قربانی گاؤ نہ کی ہو اور ہر سال کرتے تھے تو قربانی کی قیمت دوبارہ دو کیونکہ قربانی (جو ہندوؤں کی خوشنودی کے لئے گائے کی قربانی کو چھوڑ کر دوسرے جانور کی کی) نہ ہوئی۔“

**مکتوب ۵۰**۔ مولیٰ بخش صاحب مذکور بالا کے نام دوم محرم ۱۳۳۹ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔ ”تحریر کیا کہ میں سیتاپور آکر بمواجہہ تمہاری بی بی کے فریقین کی شکایت سن کر فہمایش کروں گا مہمانوں کی مہمانی کرنا ثواب کا کام ہے مگر جب ذوی الحقوق کے حقوق ادا ہوچکے ہوں سودی قرضہ نہ ہو آپس میں ملے رہنا اچھا ہوتا ہے۔ قربانی گاؤ کے بارہ میں جو محمد عوض کو لکھا ہے وہ ان کو بھی لکھا ہے۔“

**مکتوب ۵۱**۔ برادر صاحب سید ارتضا حسین پیر میاں صاحب کے نام ۱۱؍

محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔ "ننھے خاں (کارکن جائداد حضرت قدس سرہٗ واقع سیتاپور و مؤذن مسجد حضرت جدی) کے (پاس سے برآمد شدہ) روپیہ ان کے مسلم حساب کے رو سے بھی اس وقت ان کی تحویل میں تھے) دے دیں اور وہ روپیہ (ہمارا) جس کو (ننھے خاں) مرحوم نے چوری جانا (اپنی زندگی میں) بتایا تھا وہ (بوجہ اس کے کہ ننھے خاں مرحوم کی غلط بیانی باور کرنے اور جو روپیہ ان کے انتقال کے بعد ان کے پاس سے برآمد ہوا اس کا وہی ہمارا روپیہ ہونے پر جو چوری جانا انہوں نے بتایا تھا کوئی دلیل شرعی نہیں ہے لہٰذا اسے ان کے پاس سے برآمد شدہ روپیہ میں سے) مجرا نہ لیں ہم صبر کر چکے ہیں۔ مسجد (حضرت جدی واقع تامسین گنج سیتاپور) کو اچھا آدمی سنی المذہب نیک چلن جو نماز بھی پڑھا سکے رکھ لیں اور ننھے خاں کی تنخواہ بھی حساب کرکے دے دیں۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس مکتوب شریف میں اس کی تعلیم ہے کہ مشتبہ مال سے بچے۔ اور اس کی بھی کہ حق کو حقدار کے مرنے کے بعد بھی اور اس صورت میں بھی کہ یہ دبا لینے پر قادر اور صاحب حق مطالبہ کرنے کی قوت نہ رکھتا یا کمزور ہو محض خدا سے ڈرتے ہوئے اور حقدار کا حق ہونے کی لحاظ سے ادا کردے۔

**مکتوب ۵۲**۔ مولیٰ بخش صاحب موصوف الصدر کے نام ۱۵؍ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔ "تم نے اپنی بی بی پر زیادتی کی ہے اور جو عقد ثانی کیا ہے وہ تمہارے مقتضائے حالات کے لحاظ سے خلاف مصلحت شرعی ہے۔ ہمارا قاعدہ اپنے متوسلین سے جو بعد نصیحت بھی خلاف شرع چلیں قطع تعلق ہے۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس مفاوضہ شریفہ



کے پہونچنے کے بعد مکتوب الیہ کا خط بہت طویل اپنے قصور کی معذرت اور التجائے عفو کا آیا۔ جس کا جواب حقیر راقم نے بہ منظوری حضرت قدس سرہٗ یہ دیا کہ تمہارا معاملہ جب حضرت سیتاپور تشریف لائیں گے اس وقت فریقین کا بیان سن کر فیصلہ کردیں گے۔ مگر چونکہ ابھی تم نے ندامت اپنے کردار پر ظاہر کی ہے اور عفو قصور چاہا ہے لہٰذا معاف کیا جاتا ہے۔

**مکتوب ۵۳**۔ محی الدین بادشاہ ہمشیرہ نواب سید سردار علی [illegible] صاحب کے نام ۱۷؍ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ کو حیدرآباد ارسال فرمایا [illegible]تا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے چاہے نجومی علاج کرے یا عامل کرے نجومی کے علاج میں اس قدر اور زیادتی ہے کہ اگر اس کو سچا جانا تو ایمان میں نقصان۔"

**مکتوب ۵۴**۔ بیگم صاحبہ اہلیہ نواب رسول یار جنگ کے نام ۱۹؍ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ کو حیدرآباد ارسال فرمایا۔ "نجومی غلط گو ہوتے ہیں میرے مرشدان طریقت ایسا ہی فرماتے ہیں۔ میرا علاج ان کے ساتھ نہیں ہوسکتا ہاں صدقہ مساکین مستحقین کو دینا (انشاء اللہ تعالیٰ) ضرور رد بلا کرتا ہے۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے مگر صدقہ دینے میں بھی نجومی کا قدم درمیان میں نہ ہو کہ اوپر کے مکتوب شریف ۵۳ میں جو انہیں بیگم صاحبہ کی ہمشیرہ خورد حقیقی کو اس لئے لکھا گیا کہ انہیں اطلاع ہوجائے خود حضرت فرما چکے ہیں کہ "نجومی کو سچا جانا تو ایمان میں نقصان۔"

**مکتوب ۵۵**۔ نواب سید سردار علی خاں صاحب کے نام ۲۲؍ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۹ھ کو رائچور ارسال فرمایا۔ "نماز پڑھنے کی تاکید لکھی۔"

**مکتوب ۵۶**۔ والدہ صاحبہ نواب صاحب موصوف الصدر کے نام ۱۴ر جمادی الاول شریف ۱۳۳۹ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔ "(ان کی چھوٹی صاحبزادی کے) عقد کے بارے میں تحریر کیا کہ عقد بطریق مسنون کیجئے گا اسراف وفضول خرچی امیرانہ سے بچئے گا۔"

**مکتوب ۵۷**۔ روشن علی خاں کے نام آٹھ شعبان ۱۳۳۹ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔ "چرخہ جو آپ نے ایجاد کیا ہے وہ باتباع گاندھویان اگر ہے تو خلاف شرع ہے ایسے کام کے لئے دعا کرنا فقیروں کو منع کیا گیا ہے (بہر حال اپنے آپ کو مشتبہ قرار دینے سے بچنے کے لئے) آپ ملتوی رکھیئے بعد رفع اس طوفان بے تمیزی کے دیکھ لیجئے گا۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے ۲۷ر شعبان ۱۳۳۹ھ کو روشن علی خاں کا خط جواب میں بایں مضمون آیا کہ گاندھویت سے بالکل علیحدہ ہوں اور اس خط میں مکرر انہوں نے اپنے چرخہ کی کامیابی کے لئے دعا چاہی اور جواب کے لئے ٹکٹ بھی بھیجا۔ لہٰذا ۶ر ماہ صیام کو حضرت نے انہیں عبدالرحمٰن عبدالغنی کے نام کارڈ میں یہ لکھ بھیجا کہ "تمہارے واسطے بھی دعا کرتا ہوں اللہ تعالی قبول فرمائے" یہ روشن علی خاں ان عبدالغنی اور ان کے اعزہ کے ذریعہ ہی حضرت سے ملے تھے۔

**مکتوب ۵۸**۔ حضرت فاضل اجل مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کے نام ۱۲ر شعبان المکرم ۱۳۳۹ھ کا دن گذر کر شب میں فقیر راقم کے ہم دست بریلی ارسال فرمایا۔ "۷۸۶ صدر الاماثل ومجمع الفضائل والفواضل مدقق دقائق شریعت ومحقق حقائق طریقت متعنا اللہ تعالی بطول حیاتہ ایانا وجمیع المسلمین ونفعنا اللہ تعالی ایانا وجمیع المسلمین بافادۃ ارشادہ۔ السلام علیکم



ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ علیکم۔ پس از دعائے درویشانہ معمولہ خاندان معروض۔ کرامت نامہ جناب کا شرف صدور لایا تھا میں نے اس کے ورود سے قبل ارادہ مصمم شرکت جلسہ انجم انصار الاسلام کرلیا تھا۔ مگر تین چار روز سے میری کمر میں درد ایسا ہوگیا ہے کہ نماز بھی بمشکل ادا کرتا ہوں۔ اور شب سے تحریک نزلہ ہے اور بخار آگیا ہے۔ جس کے سبب سے سفر سے معذور ہوگیا۔ مگر دل وجان سے شریک اس انجمن مقدسہ کا ہوں اور اس کی اعانت مالی وجانی کرنے کو موجود ہوں۔ اس کے مقاصد حمایت سلطنت اسلام وحفاظت ومقامات مقدسہ واعانت مظلومین مسلمین بہ محفوظی وپابندی عقائد واحکام شریعت عزائے محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کرنے کو بہت مستحسن جانتا ہوں اور اجتناب واحتراز از اتحاد ومحبت ووداد مخالفان دین مبتدعین وکفار ومشرکین کو لازم وضروری جانتا ہوں۔ جیسا کہ یہی طریقہ مرضیہ ہمارے اجداد کرام حضرت سیدنا مرشدنا میر عبدالواحد صاحب بلگرامی اور حضرت جدی مرشدنا سید شاہ حمزہ صاحب وحضرت جدی شمس الدین ابوالفضل حضرت آل احمد اچھے میاں صاحب وحضرت جدی ومرشدی حضرت سید شاہ آل رسول صاحب وحضرت اخی الاعظم سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہم کا رہا ہے میرا یہ عریضہ جلسہ انجمن میں پڑھ کر سنادیا جائے۔ اور اعلان کر دیا جائے کہ متوسلان خاندان برکاتی احمدی جن کا طرز عمل ہمارے اجداد واکابر قدس سرہم کے اس طریقہ مرضیہ کے خلاف ہو ان سے ہم کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور نہ ان کو ہم سے تعلق ہے فقط ۲۱ر شعبان المکرم یکشنبہ ۱۳۳۹ھ از مارہرہ خانقاہ برکاتیہ۔ فقیر اسمٰعیل حسن عفی

عنہ قادری احمدی برکاتی خادم آستانہ برکاتیہ احمدیہ۔
عبارت لفافہ بخدمت مجمع الفواضل والفضائل مولانا المکرم والمعظم مولانا مولوی حاجی قادری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب متعنااللہ بطول بقائہم۔

**مکتوب ۵۹**۔ چچا صاحب سید مہدی حسن صاحب کے نام مارہرہ ۱۱ر ماہ صیام ۱۳۳۹ھ کو ارسال فرمایا۔ ”شوکت علی اور جلسہ گاندھویان کی خرابی پر مطلع کیا۔“

**مکتوب ۶۰**۔ نواب حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی صدر امور مذہبی ریاست حیدر آباد کے نام ۱۹ر ماہ صیام ۱۳۳۹ھ کو حیدر آباد دکن ارسال فرمایا۔
نواب صاحب والا مناصب عظیم المناقب زادت مناقبہم پس از اہدائے مراسم سنت الملتمس خدمت بفضلہ تعالیٰ فقیر بخیر ہے اور آپ کی خیر وعافیت کا طالب۔ ایک ہفتہ کا عرصہ ہوا کہ فقیر حیدر آباد بغرض علاج دختر نواب رسول یار جنگ بہادر طلب کیا گیا اور انہیں کے مکان پر مقیم ہے اور شاید دو تین روز اور رہے گا زبانی برخوردار آل عبا سلمہ معلوم ہوا کہ آپ کو فقیر سے اپنی خدمت میں نہ آنے کا شکوہ ہے۔ لہٰذا اس کے رفع کے واسطے یہ دعا نامہ حاضر ہوا گوشہ گمنامی میں پڑے رہنے کا عادی ہے۔ عمر کا بڑا حصہ اسی پابندی کے ساتھ جو اس کے بزرگان قدست اسرارہم نے تعلیم فرمائی تھی گذار چکا ہے اور جو باقی ہے اس کے واسطے بارگاہ رب العزت میں یہ ہی دعا کرتا رہتا ہے۔ یا رب در خلق تکیہ گاہم نکنی محتاج گداوپادشاہم نکنی این موئے سیاہ سفید کردی زکرم باموئے سفید رو سیاہم نکنی جہان میرے بزرگان قدست اسرارہم نے یہ تعلیم فرمائی تھی وہاں یہ بھی حکم دیا تھا۔ کہ مخلوق خدا امیر یا



فقیر جس کی بہبودی کی جو خدمت تجھ سے ہوسکے اس میں دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ یہی حکم مجھ کو کبھی کبھی خانقاہ سے باہر لے جاتا ہے۔ اسی سلسلہ میں میرا یہاں آنا بھی ہوا اگرچہ میرے بعض بھائیوں نے جو مجھ سے علم وعمل ومراتب میں افضل ہیں۔ اپنی مجتہدانہ رائے سے اس پابندی کو ترک فرمادیا ہے۔ مگر فقیر ان کا ہم رائے نہیں ہوا ہے جہاں تک امکان ہے اس کا ساعی رہتا ہے کہ اپنی حاجات کو اس قدر تنگ رکھے کہ امرا کی خدمت میں جانا نہ پڑے اکثر یہاں کے امرا جو فقیر سے بالکل ناواقف تھے اپنی عنایت سے القادم یزار ولایزور پر عامل ہوکر فقیر سے مل گئے۔ فقیر بے بضاعت کے پاس کیا تھا بجز اس کے کہ دعائے سلامتی ایمان وجان وعافیت دارین صاحبوں کے واسطے اللہ تعالی سے عرض کی آپ تو اگرچہ فقیر سے کم واقف ہیں۔ مگر میرے اسلاف کرام قدست اسرارہم سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ جن کے آستانہ مبارک پر شاہ ووزیر وامیر وفقیر جبہ سا رہتے تھے مجھ کو ان حضرات کی نقل نے اور آپ کو خیال امیری نے ملنے کا موقع نہ دیا مجھے جرأت نہ پڑی کہ بلا حاجت حاجت مندوں کی طرح سے بلاطلب در دولت پر بارزوئے شرف ملاقات حاضر ہوں اور آپ کو اطلاع کراؤں اگر فرصت ہو تو باریاب ہوں اور اگر کہیں تشریف فرما ہوئے ہوں یا فرصت نہ ہو تو واپس آؤں فقط ۱۹ر ماہ رمضان شریف شنبہ ۱۳۳۹ھ از حیدر آباد ڈیوڑھی نواب رسول یار جنگ بہادر۔ فقیر اسمٰعیل حسن عفی عنہ قادری برکاتی احمدی۔ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس صحیفہ عالیہ کے جواب میں نواب صاحب موصوف نے اپنے جوابی خط ۲۱ر ماہ صیام ۱۳۳۹ھ میں حضرت کی خدمت میں اپنے نہ حاضر ہونے کی

وجہ اپنا خیال امارت نہیں بلکہ ریاستی تعلقات اور اہالی حیدر آباد کے ساتھ اپنے عہدہ کے پیش نظر مقتضائے حال کو قرار دیا۔ جس کے جواب میں حضرت قدس سرہٗ نے ان کی طرف سے اپنے اس خیال کے دور ہوجانے اور اپنی روش کی وضاحت مزید اور بعض دیگر فوائد پر مشتمل یہ صحیفہ عالیہ امضا فرمایا۔

**مکتوب ۶۱**۔ نواب حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی صدرالصدور امور مذہبی ریاست حیدر آباد کے نام ۷ر شوال ۱۳۳۹ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

نواب صاحب وسیع المناقب کثیر المناصب زادت مناقبکم۔ پس از مراسم سنت ملتمس خدمت۔ بحمد اللہ تعالیٰ فقیر آپ کے لئے دعا گوئے خیر بخیریت ہے۔ آپ کا عنایت نامہ مجھے عرصہ ہوا مل گیا تھا۔ مگر میں گلبرگہ شریف مخصوص واسطے آستانہ بوسی حضور خواجہ بندہ نواز قدس سرہ العزیز حاضر ہوگیا تھا۔ تقریباً ایک ہفتہ حاضر رہا۔ شنبہ کو واپس حیدر آبا ہوا۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ ہفتہ عشرہ مقیم رہوں گا۔ آپ کے عنایت نامہ نے میرے اس گمان کو کہ بہت سے امراء حال کے طریقہ کے موافق آپ بھی فقیروں کو حقیر سمجھتے ہیں دور کردیا اور معلوم ہوا کہ آپ کو فقیروں سے ایسا خیال نہیں ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ۔

تواضع زگردن فرازان نہ کوست

میں نے اپنے دعانامہ میں عرض کردیا تھا کہ میرے اکثر بھائی سرکاریں (کلاں وخورد) کے اپنی اجتہادی رائے سے ۔بھیکن پور کیا اور سب اغوانستان میں تشریف لے جاتے رہتے ہیں۔ مگر چونکہ فقیر اور فقیر کے تعلیم کنندہ حضرات یعنی والد ماجد قدس سرہ اور جد امجد قدس سرہ اور اوپر کے سب جدو قدست



اسرارہم کو ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوا ولا تزر وازرۃ وزر اخری اس سبب سے فقیر کو جرأت نہیں ہوئی رہا میرا دوبار خانقاہ چھوڑ کر یہاں آنا یہ ان مستثنیات میں ہے کہ جو میرے بزرگوں نے جائز رکھے ہیں۔ میرے بزرگ قدست اسرارہم حقائق اور سلوک میں تمبع شیخ اکبر قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کے تھے۔ حضرت نے فتوحات میں قیام وسفر کے بارے میں مشائخین عظام کا اختلاف تحریر فرما کر فیصلہ فرما دیا ہے کہ فقیر اگر دیکھے کہ قیام میں مخلوق کو اس سے ہدایت کا فائدہ پہونچتا ہے تو قیام کرے اور اگر سفر میں زیادہ ہے تو سفر بہتر ہے۔ سید سردار نواز جنگ سلمہ اللہ تعالیٰ کا تمام خاندان دو تین پشت سے فقیر کے خاندان کے سلسلۂ بیعت وارادت میں منسلک ہے اولاً اکثر صاحبان میرے خاندان کے خلفائے کرام کی ارادت سے مستفیض تھے جن میں سے نواب رسول یار جنگ بہادر کی بی بی ہیں۔ اور اب اکثر صاحبان کو فقیر نے باوجود اپنی بے بضاعتی کے اپنے بزرگان کرام قدست اسرارہم کا شجرہ طیبہ پڑھا دیا ہے۔ چونکہ ان میں اکثر مستورات ہیں۔ لہٰذا ضروری ہوا کرتا ہے کہ ان کو اپنے بزرگوں کی راہ بتانے کے واسطے کبھی آجایا کروں۔ یہ سبب میرے خانقاہ سے جدا ہو کر یہاں آنے کا ہے آپ کے عنایت نامہ کے آنے کے بعد اب مجھے اس بارے میں آپ سے شکوہ باقی نہیں ہے۔ اور آپ کے واسطے دعائے خیر کرتا ہوں۔ ایک امر ضروری آپ کی اطلاع کے واسطے ہے وہ یہ ہے کہ عرصہ نو دس برس کا ہوا کہ فقیر رائچور شریف آیا تھا۔ اور اپنے میزبانوں کے اصرار سے تین چار ماہ اتفاق رہنے کا ہوا۔ نماز جمعہ پڑھنے کو متعدد مساجد میں حاضر ہوا۔ مگر امام صاحبان کو ان شرائط کا بھی کہ جن سے کم

از کم نماز تو ہوجائے پابند نہ پایا واپسی وطن کے بعد مولوی انوار اللہ صاحب کو جو اس وقت صدر الصدور امور مذہبی تھے مطلع کیا کہ جب سرکار نظام اللہ تعالیٰ اس سرکار کو قائم رکھے اور حمایت ونصرت دین متین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے امور مذہبی کے واسطے اعانت مالی کافی طور سے دیتی ہے اور آپ کے سپرد ہے تو کیوں آپ توجہ نہیں فرماتے اور امامان مساجد کو کیوں پابند شرائط امامت نہیں فرماتے۔ اور ایک رسالہ مباحث امامت کہ جس میں اس مبحث کی تفصیل واضح تھی اور جو میرے بڑے لڑکے مرحوم کا مؤلفہ تھا اپنے دعا نامہ کے ساتھ بھیجا۔ جس کو مولوی صاحب ممدوح نے بہت پسند فرما کر مجھے تحریر فرمایا کہ جس قدر یہ رسالہ ہوں بھیج دیجئے کہ اماموں کو دیئے جائیں میں نے اور تیس رسالہ بھیج دیے تھے۔ اب جو فقیر پھر آیا تو وہی حال پایا۔ چونکہ اب آپ اس عہدہ جلیلہ پر ہیں لہٰذا کم از کم اس قدر تو توجہ ضرور فرما دیجئے کہ امام صاحبان شرائط ماتجوز بہ الصلاۃ کے تو پابند ہوجائیں فقط ۷؍ شوال المکرم سہ شنبہ ۱۳۳۹ھ ڈیوڑھی رسول یار جنگ بہادر مچھلی کمان حیدر آباد الداعی الی الخیر فقیر اسمٰعیل حسن عفی عنہ القادری البرکاتی الاحمدی۔

**مکتوب ۶۲**– چچا صاحب سید مہدی حسن صاحب کے نام ۱۱؍ شوال ۱۳۳۹ھ کو مارہرہ ارسال فرمایا۔ ’’اخبار ہمدم میں جو ان کی گاندھوی جلسہ کی شرکت معلوم ہوئی اس پر نکوہش کی۔ اور اپنا رنج ظاہر کیا ہے۔ اور (ایک شرعاً نااہل امامت کی) نماز عید کی امامت پر اپنی ناپسندیدگی تحریر کی ہے۔ حامد حسن اور ایوب حسن اور ظہیر نے اگر نماز ان (مذکور بالا) کے پیچھے بسبب اتباع شریعت نہیں پڑھی تو اچھا کیا میں بھی نہ پڑھتا۔‘‘ فقیر راقم عرض کرتا



ہے۔ اس کرامت نامہ کے ارسال کے بعد سید مہدی حسن چچا صاحب کا جو خط مورخہ ۱۷؍ شوال رامپور سے موصول ہوا اس میں انہوں نے روداد جلسہ گاندھوی شائع شدہ اخبار ہمدم میں جو ان کا جلسہ گاندھویہ میں معین وشامل ہونا لکھا تھا اس کی بہت زور سے تردید کی۔

**مکتوب ۶۳**– پھوپھا صاحب سید حسین حیدر صاحب کے نام ۱۵؍ شوال ۱۳۳۹ھ کو مارہرہ ارسال فرمایا۔ ’’مولوی عبدالقدیر کی جو (کمبوہ) محلّہ والوں نے پیشوائی کی یہ کچھ دینداری کے واسطے نہ تھی۔ کیونکہ ان کے جدامجد اور والد ماجد اور برادر معظم کی جو ہزاروں درجے ان سے علم وعمل وتقویٰ میں افضل تھے نہ کی۔ آپ نے جو رام سروپ کی ستائش کی وہ گناہ سے خالی نہیں ہے مشرک کا کوئی کام قابل ستائش نہیں ہوتا ہے۔‘‘ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ پھوپھا صاحب مرحوم نے نان کو آپریشن کی گاندھی کی آندھی کے زور کے زمانہ میں ان مولوی صاحب کا جو اس وقت گاندھویوں خلافتیوں کے ہمنوا اور ان کے محترم وپسندیدہ تھے مارہرہ کھدر پوش آنا اور یہاں کے گاندھویوں خلافتیوں کا ان کے استقبال میں گرم جوشی دکھانا۔ نیز رام سروپ گاندھی کی جہاں تک فقیر کو یاد ہے کہ کچھ اس قسم کی ستائش لکھی تھی کہ اس نے زوردار تقریر کی اور اس کے جلسہ میں عوام کالانعام کا بڑا جماؤ ہوا ان کے اس خط کے جواب میں حضرت نے یہ صحیفہ ارسال فرمایا۔

**مکتوب ۶۴**– چچا صاحب سید مہدی حسن صاحب کے نام ۱۹؍ شوال ۱۳۳۹ھ کو مارہرہ ارسال فرمایا۔ ’’مراسلت جو اخبار ہمدم ۱۲؍ جون (۱۹۲۱ء) میں مطبوع ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ عزیز گاندھوی جلسہ میں جو مارہرہ میں

ہوا شریک ہوئے اور دلچسپی لی اس سے بہت رنج ہوا کہ ہمارے آپس میں دنیوی اختلاف تو تھے اب دینی بھی ہوگئے کہ جن کے سبب سے مجبوراً ایک دوسرے سے علیحدگی قطعی ہوجائے گی۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے یہ کرامت نامہ بھی چچا صاحب سید مہدی حسن صاحب کے ایک خط کے جواب میں ان کے اس خط ۱۷؍ شوال کے موصول ہونے سے پہلے جس میں انہوں نے گاندھوی جلسہ میں اپنی شرکت کی تکذیب کی تھی ارسال ہوا تھا۔ جب وہ خط ۱۷؍ شوال کو موصول ہوا تو حضرت نے یہ کرامت نامہ ارسال فرمایا جو آگے آتا ہے۔

**مکتوب ۶۵** – چچا صاحب سید مہدی حسن صاحب کے نام ۲۲؍ شوال ۱۳۳۹ھ کو رامپور ارسال فرمایا۔ "مراد کی شائع کردہ روداد میں جو تمہاری نسبت اس نے غلط بات لکھ دی ہے اس کی تردید لکھ کر اخبار میں ۔ بھیجدو کہ طبع ہوجائے۔۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس کے جواب میں چچا صاحب نے اپنے خط موصولہ سلخ شوال ۱۳۳۹ھ میں گاندھوی عقائد اور طرز عمل سے اپنی بیزاری اور گاندھوی جلسہ میں تخریب جلسہ کے لئے جانا تحریر کیا۔"

**مکتوب ۶۶** – علیم الدین صاحب مہتمم پولیس گلبرگہ شریف ..کر نام ۲۰؍ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ کو گلبرگہ شریف ارسال فرمایا۔ "لکھا کہ آپ کسی کو رنج نہ پہونچائیں آپ کو بھی کوئی رنج نہ پہونچا سکے گا (انشاء اللہ تعالی) میں آپ کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ یہ اس ارشاد ربانی پر مبنی ہے مااصابتکم من مصیبة فبماکسبت ایدیکم۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔"



**مکتوب ۶۷** – محمد عوض کے نام ۹؍ صفر ۱۹۴۰ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔ "بعد توبہ وتجدید ایمان دو گواہوں کے سامنے تجدید عقد زوجہ سے کرو۔ اور آئندہ سے خرافات وضلالات گاندھویہ کے پاس نہ جانے کا عہد کرو تمہارے مصائب کا سبب بھی یہی تمہاری ایمانی کمزوری وخطاکاری ہے۔" "فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ محمد عوض کو اس توبہ وتجدید کی ہدایت اس لئے فرمائی تھی کہ انہوں نے سیتاپور کے ایک بیرسٹر اور ایک وکیل مدعیان اسلام گاندھویوں کو ان کی میونسپل بورڈ کی ممبری کی رائے دی تھی۔ بدمذہبوں بد دینوں کی اعانت اور تقویت اول تو خود اشد حرام اور سبب ہدم سنت واسلام ہے۔ دوسرے زمانہ بہت شر اور شور اور جہل گمراہی کے زور کا ہے ناواقف کم علم عوام کو اگر پہلے ہی قدم پر نہ روکا جائے۔ تو وہ اول تو خود اپنے جہل دوسرے اہل باطل کے کیدومکر میں پھنس کر آج اگر مکروہ کا ارتکاب کیا ہے تو کل حرام قطعی اور پھر اس سے ضلال مبین اور پھر اس سے کفر مبین تک جا پہونچتے ہیں۔ لہٰذا اس وقت کے جرم اور آئندہ کے لئے نظر احتیاط وحزم کے لحاظ سے حضرت نے سختی سے منع فرمایا۔ اور بحمد اللہ تعالی اس کا یہ مفید اثر ہوا کہ اس کے جواب میں محمد عوض نے اپنے معروضہ موصولہ ۱۲؍ صفر ۱۳۴۰ھ میں لکھا کہ "حسب الحکم بعد تجدید ایمان وتوبہ تجدید عقد کرلی۔"

**مکتوب ۶۸** – چچا صاحب سید مہدی حسن کے نام مارہرہ ۸؍ صفر ۱۳۴۰ھ کو ارسال فرمایا "گاندھویت کے قصہ پر اپنی بیزاری اور ان (چچا صاحب) کے تدارک نہ کرنے پر افسوس لکھا۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ یہ قصہ گاندہویت وہ ہے جو اسی ۸؍ صفر کے موصول خط برادر صاحب سید ایوب

حسن صاحب میں لکھا آیا تھا کہ مارہرہ میں کمبوہان گاندھویہ نے ایک جلوس منحوس نکالا بستی پیرزادگان میں بھی لائے اور درگاہ شریف کا گشت کرایا ایک گاندھویت میں چور ڈولے پر سوار چرخہ کات رہا تھا جے کارے گاندھویہ نے پکارے- پھر خود چچا صاحب سید مہدی حسن صاحب نے بھی اپنے خط موصول ۱۰ر صفر میں یہی واقعات لکھے اور بعض اور بھی گاندھوی خرافات لکھے جو قصبہ کے دوسرے مقامات میں گاندھویہ نے کیے- حضرت کے اس والا نامہ کے جواب میں چچا صاحب موصوف نے اپنے خط موصول ۱۴ر صفر ۱۳۴۰ھ میں گاندھویہ کی شرارت سے اپنی سخت بیزاری اور بوجہ مجبوری اپنا ان کا تدارک نہ کرپانا تحریر کیا جس کے جواب میں حضرت نے یہ والا نامہ ارسال فرمایا جو آگے درج ہے-

**مکتوب ۶۹** – چچا صاحب سید مہدی حسن صاحب کے نام رامپور ۱۵ر صفر ۱۹۴۰ھ کو ارسال فرمایا- ”مسجد (خانقاہ) کی امامت جمعہ کا انتظام کرنا اور ہمیں خود اپنے میں مسجد کی اس خدمت اور دوسری خدمات کی اہلیت پیدا کرنا چاہئے- اگر ہم متفق ہو کر شورش و شرارت گاندھویان کا تدارک کریں تو کمبوہ بستی (پیرزادگان) خصوصاً ہماری درگاہ شریف میں اپنی خباثت نہیں ظاہر کرنے پائیں درگاہ شریف کے روغن سیاہ کا انتظام کردینا چاہیئے- میں ذمہ دار ہوں کہ اگر درگاہ شریف کی مال گذاری میں (اس روغن سیاہ کے داموں کی) مجرائی نہ ہوئی تو (تم کو) اپنے پاس سے دوں گا-“ فقیر راقم عرض کرتا ہے کہ امامت مسجد خانقاہ کا ذکر اس والا نامہ میں اس لئے فرمایا کہ برادر صاحب سید ایوب حسن صاحب نے اپنے خط موصول ۹ر صفر میں یہ بھی لکھا تھا کہ راقم



اور حضرت کی غیر حاضری خانقاہ کے زمانہ میں ایک بار جمعہ کی نماز چچا صاحب موصوف نے عبدالعزیز خاں ساکن بستی پیرزادگان سے پڑھوائی وہ اس پر مصر ہوئے کہ اذان خطبہ اندرون مسجد ہو مگر برادر صاحب ممدوح نے یہ نہ ہونے دیا برادر صاحب موصوف کو تو حضرت نے جب بھی فقیر کے خط میں اذان خطبہ مطابق سنت بیرون مسجد ہی ہونے کی تاکید لکھوادی تھی- اور اس والا نامہ نیز اس سے پہلے کے ایک اور والا نامہ میں بھی خود چچا صاحب کو بھی اس طرف متوجہ فرمادیا

**مکتوب ۷۰**– محمد عوض کے نام سیتاپور ۱۵ر ۱۳۴۰ھ کو ارسال فرمایا- ”تمہارے قبول نصیحت دینی سے خوشی ہوئی- تمہارے لئے دعا کرتا ہوں-“ فقیر راقم عرض کرتا ہے- یہ محمد عوض کے اس خط کے موصول ہونے کے بعد تحریر فرمایا جس میں انہوں نے حسب ہدایت حضرت توبہ و تجدید اسلام و نکاح کرلینے سے مطلع کیا تھا- اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک مخلص ہادی و رہبر جہاں خلاف ورزی احکام خداوندی پر زجر و نفریں کرتا ہے- وہاں اتباع و تعمیل احکام شرعی پر تحسین و آفرین سے توبہ و رجوع کرنے والے کا دل بڑھا کر اسے اور دوسروں کو احکام خداوندی کی تعمیل اور ان کی طرف رجوع کرنے اور واپس آنے پر حریص بھی بناتا ہے-

**مکتوب ۷۱**– والدہ سید سردار علی خاں صاحب کے نام ۸ر ربیع الاول شریف ۱۳۴۰ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا-

”لکھا کہ (مولوی) عبدالقدیر ہم اور ہمارے بزرگوں سے علیحدہ ہو کر اب (مولوی) عبدالباری لکھنوی کے پس رو ہوگئے ہیں جن کی راہ اور ہماری راہ

الگ ہے۔"

**مکتوب ۷۲**- انہیں کے نام دوم ربیع الآخر شریف ۱۳۴۰ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

"(مولوی) عبدالباری سے اپنی حد بھر علیحدگی کو بوجہ تخالف مذہبی لکھا اور اپنے متوسلین کو بھی ان سے علیحدگی کی نصیحت تحریر کی۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے چونکہ مکتوب الیہا موصوفہ حضرت کے سلسلہ طریقت میں منسلک تھیں۔ اور ان کے گھرانے میں بوجہ مولوی عبدالقدیر صاحب کے دخل کے مولوی لکھنؤی صاحب کا دخل ورسوخ ہونے کا اندیشہ تھا۔ لہٰذا اپنے متوسلین کو حق نصیحت دینی ادا کرتے ہوئے فتنہ گاندھویت سے انہیں بچانے کے لئے یہ دونوں مفاوضات عالیہ ۷۱، ۷۲ تحریر فرمائے۔ اور آخر کے جواب موصول ۹ر ربیع الآخر شریف ۱۳۴۰ھ میں مکتوب الیہا موصوفہ نے لکھا کہ "(مولوی) عبدالباری لکھنؤی سے مجھے کوئی واسطہ نہیں ہے۔"

**مکتوب ۷۳**- منشی رضا خاں صاحب کے نام مارہرہ ۱۴ر جمادی الاول ۱۳۴۰ھ کو ارسال فرمایا۔

"دینی بات یہ ہے کہ سنا گیا ہے کہ جس سے (ان کی دختر کا) عقد ہوتا ہے وہ گاندھوی طریقہ کا دلدادہ ہے اس سے توبہ کرالیجئے گا۔"

**مکتوب ۷۴**- نواب سید سردار علی خاں صاحب کے نام ۲۱ر جمادی الاول ۱۳۴۰ھ کو حیدر آباد دکن ارسال فرمایا۔

"طریقہ یا سمعلونی واسطے دفع درد ڈاڑھ لکھ دیا"



فقیر راقم عرض کرتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس کی ڈاڑھ یا دانت میں درد ہو اس سے کہے کہ موقع درد کو ہاتھ سے دبالے اور پھر عامل لکڑی پر یا سمعلونی اس طرح کے میم اور عین اور واو کے سرے کھلے ہوئے جوف دار ہوں لکھے اور ان میں لوہے کی تین کیلیں ٹھونک دے اور جس کے درد ہے اس سے کہہ دے کہ اب کوئی وہ ترکاری عمر بھر کے لئے چھوڑ دے نہ کھائے۔ درد بحکمہ تعالیٰ دور ہوجاتا ہے۔ فقیر اپنے ہر سنی بھائی کو نیت جائز سے مقصد و محل جائز میں یہ عمل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ حضرت کی تعلیم سے یہ عمل اسی طرح کا مجرب ہے۔

**مکتوب ۷۵**- محمد علیم الدین صاحب مہتمم پولیس کے نام عثمان آباد دکن ۲۸ر جمادی الاول ۱۳۴۰ھ کو ارسال فرمایا۔

"(نام نہاد) ترک موالات کی نسبت عقلاً ونقلاً ناجائز ہونا تحریر کیا جو گاندھوی ترک موالات ہے۔"

**مکتوب ۷۶**- محمد عوض کے نام غرہ جمادی الآخر ۱۳۴۰ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔ عزیزم محمد عوض سلمہ پس ازدعاہائے (۷۸۶) حصول عافیت دارین وہدایت واستقامت بردین حق اسلام وملت حقہ اہل سنت وجماعت واضح رائے ہو۔ بفضلہ تعالیٰ فقیر تمہاری خیریت کا طالب بخیر ہے ابھی تمہارا خط ملا خلافت کمیٹی کی شرکت واعانت خواہ وہ بصورت ممبری ہو یا کسی طرح.... سخت ہلاکت اور دین وایمان کی اشد درجہ تباہی وبربادی ہی منجر ہے بقول اس کے ایک ذمہ دار رکن وسرگرم ممبر وسکریٹری مسٹر شوکت علی کے یہ کمیٹی

ایک ایسا جدید مذہب ایجاد کرنے کی فکر میں ہے جو مشرک و مسلم کا امتیاز اٹھا دے اور سنگم وپریاگ بتوں کے معبد کو مقدس ٹھہرادے یہ کمیٹی غریب ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے نام تو لیتی ہے حمایت سلطنت اسلامیہ ومقامات مقدسہ واعانت مظلومین ترک کا اور کام کرتی ہے سوراج یعنی ہندوراج کا جس کی اندھا دھند میں ابھی سے یہ حالت ہے کہ مسٹر ابوالکلام آزاد شوکت علی ومحمد علی ایک ایک ہندو مشرک کے بدلے دس دس بیس بیس مسلمانوں کی جانیں بھینٹ چڑھانے کو تیار اور اپنے ہندو بھائیوں کے پیچھے خاص خلافت سے جس کے اس قدر حامی بنتے ہیں برسرپیکار ہیں۔ کون سی ایمان واسلام سے ضد تھی جو ان نام نہاد خدام خلافت نے نہ باندھی شعار اسلامی قربانی گاؤ بند اور شعار کفر قشقے ٹیکے مہادیو کے لنگ کا علم پیشانی پر بلند مشرکوں کی جے پکاری مشرک کو مہاتما روح اعظم خضر ومسیحا ہادی ورہبر رحمت عالم پاک دل یہاں تک کہ نبی وپیغمبر تک بنایا اس کمیٹی کی ضلالات وبطالات وکفریات علمائے اہل سنت نے اپنی تقریرات وتحریرات میں کھول کر دکھادی ہیں۔ برخوردار محمد میاں سلمہ نے اپنی تحریروں میں ان خلافت کمیٹیوں میں شرکت کی سخت اشد ہلاکت اور ان کی سخت اشد اشد اشد قبیح شناعت کفر وضلالت وبطالت عیاں کردی ہیں اس کمیٹی میں ایک پائی بھی دنیا دین وایمان کی بیخ کنی ہے تم ہرگز ہرگز ہرگز خلافت کمیٹی یا اس کے انگورہ فنڈ میں ایک پیسہ ایک حبہ نہ دینا ہرگز ہرگز ہرگز اس کے ممبر نہ بننا فقیر پر تمہاری خیر خواہی دو وجہ سے لازم ہے اولاً بحق اسلام دوم بحق توسل وتمسک شجرہ پیران عظام اسی لئے تم کو صاف صاف اس ہلاکت سے بچانا اپنا



فرض جانتا ہے۔ فقیر بحمد اللہ تعالی وحسن توفیقہ اس کمیٹی اور جو اس میں کسی طرح شریک ہو اس سے قطعاً بیزار وبری وبے علاقہ ہے انگورہ فنڈ بھی غریب ناواقف جہال عوام سے دام سیدھے کرنے کا ایک خوش آئند نام ہے ورنہ حقیقت اس کی بھی وہی ہے جو خلافت کمیٹی کے اور دوسرے جاری کردہ فنڈوں کے چندوں کی ہوئی لیڈران نے خوب گلچھرے اڑائے لندن وپیرس کے ہوٹلوں ٹھیٹروں کے مزے لوٹے جنہیں تھرڈ کلاس کے ٹکٹ کے دام بھی نہ جڑتے تھے۔ وہ سیکنڈ اور فرسٹ رزرو کرکے مارے مارے پھرے اور پھر جو اس سے بچا اس سے اپنے ہندو بھائیوں کو مسلمانوں کا مطلق العنان حکمراں بنانے کا کام کیا اسی خاص انگورہ فنڈ کی دیکھو مرکزی کمیٹی بمبئی کے صدر اور نائب صدر اور سکریٹریوں کے دستخط سے ابھی حال میں ۱۸ر جنوری کے ہمدم میں اعلان شائع ہوا ہے جس میں یہ تمام لیڈران بیخ کن اسلام صاف صاف لکھتے ہیں کہ ہم نے نہایت وفاداری سے سب سے بڑے متقی اور پرہیزگار شخص یعنی مہاتما گاندھی کی واحد مطلق العنان حکومت تسلیم کرلی ہے جب ہمارے یہ مطلق العنان حکمراں حکم دیں تو ہمیں بے چون وچرا جیل خانے بھردینے چاہئیں اور ان کا ہر حکم بے کم وکاست ماننا سب سے زائد اہم وضروری ہے دیکھو نام تو ہے کہ یہ انگورہ فنڈ کے لئے غریب مظلوم ترکوں کی اعانت کے لئے روپیہ جمع کرنے کے واسطے ہدایات دے رہے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ غریب ناواقف عوام کو اپنے مشرک امام کی مطلق العنان واحد حکومت منوا رہے ہیں۔ ایسے فنڈوں میں چندہ دینا دین وایمان کو ہلاک کرنا ہے۔ ترک ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ ہم ان کی بطریق جائز ومفید اپنی

حتی الوسع امداد واعانت کریں ہمارا دین اور ایمان ہے مگر ان فنڈوں میں دینا تو ترکوں کی اعانت نہیں بلکہ مسلمانوں کو ہندوؤں کا غلام بنانے پر اعانت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ جنہیں تم نے مولوی عبداللہ لکھا یہ اسی فرقہ ضالہ وہابیہ دیوبندیہ سے ہیں۔ جو حرمین شریف کو شرکستان اور وہاں کے علمائے کرام اہل سنت اور دیگر ساکنان اہل سنت کو مشرک سمجھتے ہیں۔ ترک سنیوں اور ان کے سلطان کو کب مومن جانتے ہیں۔ آج یہ سنی غریبوں کو دھوکہ دینے کے لئے حامی اسلام وورد خواہ سلطنت اسلام ومقامات مقدسہ اسلامیہ بنتے ہیں ان کے دھوکوں میں نہ آؤ ان کے خوش آیند الفاظ پر نہ جاؤ اپنے اور تمام جہاں کے سردار ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہروقت پیش نظر رکھو دیکھو وہ ایسوں کی نسبت تمہیں یہ صاف صریح فرمان دیتے ہیں۔ "ایاکم وایاہم لایضلونکم ولایفتنونکم" بدمذہبوں سے دور رہو انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں ان کے اس کہنے میں نہ آؤ کہ یہ چندہ انگورہ کو بھیجا جائے گا یہ سلطنت اسلامیہ کی حفاظت میں لگے گا یہ چنیں چناں ہوگا۔ اول تو ان کے اس زبانی دم دلاسوں کی حالت خود ان کے اعمال ہی سے عیاں ہے کہ انگورہ کہیں نہ جائے گا لیڈر ان کے بڑے بڑے پیٹوں میں سمائے گا۔ جو اس سے پہلے ایسے جانے کتنے ہزاروں لاکھوں کے چندوں کی صاف ڈکار لے چکے ہیں۔ جو اس سے بچے گا وہ مسلمانوں کو ہندوؤں کا غلام بنانے میں کام آئے گا۔ اور بالفرض اگر پچاسواں سوواں حصہ انگورہ بھیجنے کا نام بھی کریں تو ان کے فنڈ میں داخل کرنا سنا ان کی کمیٹی کا ممبر بننا یہ سب انہیں اپنے میں ایک قسم کا دخیل بنانا



اور ان کی شوکت وجماعت بڑھانے والوں کی فہرست میں اپنا نام بھی لکھوانا ہے اور وہ سخت اشد حرام ہے دیکھو ہمارے آقا ومولیٰ علیہ افضل الصلاۃ والثنا فرماتے ہیں۔ "من مشی الی صاحب بدعتہ لیوقرہ فقد اعان علی ھدم الاسلام" اور ہمارا اور تمام جہان کا خالق ومولیٰ جل وعلا فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار جو کسی بدمذہب کی طرف اس کی توقیر کرنے کے ارادہ سے چلا پس بیشک اس نے اسلام کے ڈھانے پر اعانت کی اور ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں جہنم کی آگ چھوئے دیکھو اس حدیث شریف اور آیہ کریمہ نے بدمذہبوں کی توقیر کرنے کے لئے چلنے کو بھی ہدم اسلام پر اعانت بتایا اور ان کی طرف ذرا سے مائل ہونے کو بھی موجب عذاب الٰہی ٹھہرایا والعیاذ باللہ تعالیٰ یہ اس کی دلیل ہے کہ شریعت مطہرہ ہمیں بدمذہبوں سے قطعاً دور رہنے کا حکم دیتی ہے جس کو کثیر آیات واحادیث میں بتاکید واہتمام تام ارشاد فرمایا گیا ہے امام ابن سیرین نے جو امام الفقہا امام المحدثین امام الصوفیہ سب ہیں۔ بدمذہبوں سے حدیث شریف وقرآن مجید تک سننا گوارا نہ فرمایا اور انہیں اپنی مجلس شریف سے نکال دیا یہ اس لئے کہ کہیں ان کے دل میں بدمذہب سے قرآن وحدیث سن کر اس بدمذہب کی کچھ وقعت نہ آجائے اور کہیں وہ انہیں کسی فتنے میں نہ ڈال دے مدرسہ اسلامیہ سیتاپور نے پہلے جو چندہ لیا اس سے تو یہ کیا کہ رد آریہ کا نام کرکے وہابی ملون کو بلا کر سیتاپور میں وہابیت پھیلائی اب کہ لیڈران نے ان آریوں کو اپنا یقینی بھائی دلی دوست پیشوا ورہنما وغیرہ وغیرہ بنالیا ہے تو پچھلا تجربہ بتاتا ہے کہ

مدرسہ اسلامیہ کے نام سے چندہ لے کر اب اس سے آریت وگاندھویت پھیلائی جائے گی غرض خلاصہ یہ ہے کہ تم ہرگز نہ خلافت کمیٹی کے ممبر بنو نہ خلافت کمیٹی کو خلافت یا انگورہ فنڈ کسی میں چندہ دو نہ سیتاپور کے مدرسہ سے جو اب وہابیوں اور گاندھیوں کے زیر اثر واقتدار ہے کوئی سروکار رکھو نہ اس میں چندہ دو نہ مولوی عبداللہ اور دوسرے کسی بدمذہب وہابی گاندھوی وغیرہ سے میل جول رکھو بڑھاؤ۔ ہم اور ہمارے بزرگان دین اور تمام سلف صالحین رحمھم اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ طریقہ یہی ہے جو اس کے خلاف ہے اس سے ہم اور ہمارے تمام پیران عظام واسلاف کرام سب بری بیزار ہیں۔

غرہ جمادی الآخر دوشنبہ ۱۳۴۰ھ فقیر اسمٰعیل حسن عفی عنہ قادری برکاتی از خانقاہ برکاتیہ مارہرہ۔

**مکتوب ۷۷**۔ نواب سید سردار علی خاں صاحب کے نام گلبرگہ شریف ۲۷ر جمادی الآخر ۱۳۴۰ھ کو ارسال فرمایا۔

"سہ منی (نذر حضرت شاہ شرف بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالی علیہ) کا فاتحہ وہاں (یعنی گلبرگہ شریف میں جہاں خود نذر ماننے والے اس وقت مقیم تھے) ہی ہونا اچھا ہے خود آپ فاتحہ پڑھیں۔ اور چونکہ گاندھوی امت کے جلسوں کا اجمیر شریف میں ایام عرس معلیٰ میں ہونا اخبارات سے معلوم ہوا ہے لہٰذا آپ عرس معلیٰ سے دس پندرہ روز کے بعد حاضری دیں"

**مکتوب ۷۸**۔ محمد عوض کے نام سیتاپور ۷ر رجب ۱۳۴۰ھ کو ارسال فرمایا۔

"میں عنقریب سیتاپور انشاء اللہ تعالی آتا ہوں مولیٰ بخش اور ان کی زوجہ کی



بالمشافہہ شکایات سنوں گا زوجہ پر خاوند کی فرماں برداری ضروری ہے اور خاوند پر نان ونفقہ اور اس کی دل جوئی۔"

**مکتوب ۷۹**۔ اہل خانہ فقیر راقم کے نام بریلی ۲۵ر شعبان ۱۳۴۰ھ کو ارسال فرمایا۔

"تحریر کیا مجھ کو والدہ سلطان محمود صاحب (مرحوم برادر ماموں زاد اہل خانہ راقم) سے کچھ غیریت نہیں ہے محمد میاں سلمہ کو (جو سید سلطان محمود صاحب مرحوم کی تعزیت ان کی والدہ صاحبہ سے کرنے بریلی گئے تھے انہوں نے راہ خرچ کے لئے) جو روپیہ دیئے یہ خلاف مراسم دنیوی ہے نیز ممانعت شرعیہ ہے لہٰذا واپس کرتا ہوں تم میری جانب سے یہ عذر کرکے واپس کرو۔ پانچ قطعہ نوٹ تعدادی پانچ روپیہ بھی ملفوف ہیں۔"

**مکتوب ۸۰**۔ نواب سید سردار علی خاں صاحب کے نام ۵ر ذیقعدہ ۱۳۴۰ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا

"تعویذ دفع گردہ کا واسطے (ایک نواب صاحب کے جو ریاست حیدر آباد کے ایک صیغہ کے وزیر کے معتمد نائب وزیر تھے) ملفوف ہے اور تحریر کیا کہ اگر وہ (معتمد مذکور) عادی منشیات کے ہوں تو چھوڑیں۔"

**مکتوب ۸۱**۔ محی الدین پادشاہ کے نام حیدر آباد ۲۰ر ذیقعدہ ۱۳۴۰ھ کو ارسال فرمایا۔

"سہ منی (نذر حضرت شاہ شرف بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالی علیہ) کا فاتحہ تم وہاں ہی (اپنے وطن حیدر آباد میں) کرو جو مانتا ہے اس کو اپنی موجودگی میں کرنا

چاہئے۔"

**مکتوب ۸۲**۔ حکیم عبدالمجید صاحب کو لکھنؤ بیس ذیقعدہ ۱۳۴۰ھ کو ارسال فرمایا۔

"جب زکات کسی عمل کی دینے کی ترک جلالی وجمالی سے نیت کی جائے گی تو پرہیز لازمی ہوگا۔ آپ جو مریض کو نسخہ تجویز کرتے ہیں تو پرہیز کا کیسا قدغن کرتے ہیں اگر وہ پرہیز نہ کرے گا تو نسخہ کیا فائدہ کرے گا۔ میں نے جو آپ کو پرہیز لکھے تھے وہ بہت آسان لکھے تھے اب اس قدر اور آسانی کرسکتا ہوں کہ خادم یا خادمہ بوقت خدمت اشیائے ممنوعہ سے الگ ہوئے اور گوشت نہ کھائے۔ شجرۂ زر بہت اعمال مجربہ سے ہے واسطی کشائش دارین بہت مفید ہے۔ اگر نہ ہوسکے تو بہ نیتِ نیم زکات قصیدہ بردہ شریف وقصیدہ غوثیہ شریف (کی زکات) دے لیجئے۔ اگر ارادہ ہو تو لکھیئے کہ ترکیب بھیجوں اور دونوں قصیدے بھیجئے کہ ان کی تصحیح اعرابی ولفظی کردوں۔"

**مکتوب ۸۳**۔ نواب سید سردار علی خاں صاحب کے نام حیدر آباد دوم ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ کو ارسال فرمایا۔

"مطلع ہندوستان پر ایسی تاریکی گاندھوی پھیلی ہوئی ہے کہ صاحبان خدمت اس کے رفع کرنے میں کوشاں ہیں۔"

**مکتوب ۸۴**۔ محمد عوض کے نام سیتاپور ۱۶ر ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔

"تہنیت تولد فرزند اور نام غلام غوث رکھنے کو لکھا اور قربانی گاؤ سے خوشی



ظاہر کی" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ محمد عوض کے خط موصول ۱۵ر ذی الحجہ میں اپنے نومولود لڑکے کے لئے نام تجویز کرنے کے لئے معروض اور اپنا (حضرت کی نصیحت اور تاکید سابق کے مطابق) قربانی گاؤ کرنے کا اظہار تھا۔ جس کے جواب میں یہ صحیفہ ارقام فرمایا اور نصیحت شرعی کے ماننے اور شعائر اللہ کو فتنہ کے وقت قائم رکھنے پر اظہار مسرت سے ان کا دل بڑھایا۔

**مکتوب ۸۵**۔ نواب سید سردار علی خاں صاحب کے نام ۱۹ر ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

"انسان کا قاعدہ ہے کہ جو چیز جب تک نہیں ملی ہوتی اس کی قدر ہوتی ہے اور جب مل جاتی ہے تو بے قدر ہوتی ہے آپ کے واسطے دعا کرنے سے غافل نہیں رہا۔ رہا قبول ہونا (وہ) اللہ تعالی کے اختیار (میں) ہے۔"

**مکتوب ۸۶**۔ انہیں کے نام ۲۸ر ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

"بہ نسبت دور کے قریب سے (دعا) پڑھنے کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔"

**مکتوب ۸۷**۔ انہیں کے نام ۳ر محرم ۱۳۴۱ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

"نماز کی تاکید تحریر کی کہ ناغہ نہ ہونے پائے"

**مکتوب ۸۸**۔ نواب سید سردار علی خاں صاحب کے نام ۱۵ر محرم ۱۳۴۱ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

"نماز کی پابندی کی بہت تاکید میں نے لکھی"

**مکتوب ۸۹**۔ مولوی عبدالقدیر صاحب بدایونی کے نام ۱۹ر محرم ۱۳۴۱ھ کو

بدایوں ارسال فرمایا

"بسبب ان کے (مولوی) عبدالباری اور گاندھویوں اور دیوبندیوں سے مل جانے کے اپنی علیحدگی تحریر کی۔"

**مکتوب ۹۰**۔ ایک خیر طلب کے نام ۲۵ر محرم ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

"(مولوی) عبدالباری کا اپنے بزرگان قدست اسرارہم اور مولوی عبدالمجید صاحب ومولوی فضل رسول صاحب ومولوی عبدالقادر صاحب ومولوی عبدالمقتدر صاحب سے عقیدہ ومذہباً مخالف ہونا تحریر کیا اور (مولوی) عبدالقدیر نے جو اخبار میں اپنے خادم آستانہ فرنگی محل ہونا اور (مولوی) عبدالباری کے ہر پسند کئے ہوئے امر کا متبع ہونا شائع کرایا تھا وہ بھی لکھ دیا اور اس پر افسوس تحریر کیا۔"

**مکتوب ۹۱**۔ نواب سید سردار علی خاں صاحب کے نام ۳ر ربیع الاول شریف ۱۳۴۱ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

"نماز کی تاکید لکھ دی"

**مکتوب ۹۲**۔ عزیزالدین احمد صاحب کے نام بدایوں غرہ ربیع الآخر شریف ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

"نماز تہجد کے پڑھنے کی اجازت دی اور حالت عمل خوانی میں اگر احتلام ہو اور غسل معتذر ہو تو تیمم کی اجازت تحریر کی۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ عزیزالدین احمد صاحب مذکور بالا ۲۲ر ربیع الاول شریف ۱۳۴۱ھ کو اجمیر شریف سے حضرت کی خدمت میں مارہرہ حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ خواجہ بزرگ قدس



سرہٗ کے دربار میں اپنے مقاصد کی دعا کے واسطے حاضر تھا مجھے ایما ہوا کہ حضرت کے پاس جاؤں اس سبب سے آیا ہوں حضرت نے ان کو دعائے کشایش رزق اور تعویذ تسخیر قلوب دے کر اگلے دن رخصت فرمایا۔ بعد کو خط وکتابت کے ذریعہ سے اور بھی ہدایات ان کو فرمائیں۔

**مکتوب ۹۳**۔ بیگم صاحبہ اہل خانہ نواب رسول یار جنگ کے نام ۳ر ربیع الآخر شریف ۱۳۴۱ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

"فدیہ میں ضرورت کسی کے ہاتھ (فدیہ کے جانور پر) رکھوانے کی نہیں۔ اور اگر رکھ دیں تو نقصان بھی نہیں۔"

**مکتوب ۹۴**۔ محمد علیم الدین صاحب مہتمم پولیس کے نام عثمان آباد دکن ۱۶ر ربیع الآخر شریف ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

"کسی ورد (مثل دعائے حیدری شریف) کے پڑھنے میں مولی مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجہہ کی صورت مبارک کا خیال کرنا اور حضرت سے استدعا کرنا جائز بلکہ مستحسن ہے اور بزرگان اسلام کا عمل در آمد۔ اس کو جو خلاف بتائے وہ وہابی بے دین ہے (یعنی وہابیہ بے دین ہی ایسے امور استمداد اور استعانت از بزرگان دین ومحبوبان خدا رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو ناجائز وحرام اور مخالف دین بتایا کرتے ہیں) آپ شوق سے پڑھیے۔"

**مکتوب ۹۵**۔ حکیم عبدالمجید صاحب کے نام لکھنؤ غرہ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

"ظاہرا آپ کے خواب کے بموجب آپ کی زکات شجرہ زر (جو زیر ہدایات حضرت دی تھی) پوری ہوگئی۔ اب ہر ماہ میں جو تین روز پڑھا جائے گا ان

میں پرہیز (جلالی و جمالی) کی ضرورت نہیں ہے فتیلے جو باقی رہ جاتے ہیں وہ عسر (دشواری) ولادت اور کشایش رزق کے واسطے لوگوں کو دے دیا کیجئے۔"

**مکتوب ۹۶**۔ شیخ عطا الہٰی صاحب کے نام غرہ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ کو گجرات (پنجاب) ارسال فرمایا۔

"فہمایش کی کہ اپنی زوجہ سے موافقت کا برتاؤ رکھیں۔"

**مکتوب ۹۷**۔ زوجہ شیخ عطا الہٰی صاحب کے نام غرہ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ کو گجرات (پنجاب) ارسال فرمایا۔

"تحریر کیا کہ اپنے شوہر کی تابعداری کریں"

**مکتوب ۹۸**۔ منشی رضا خاں صاحب کے نام مارہرہ ۱۹ر جمادی الآخر ۱۳۴۱ھ کو مارہرہ ارسال فرمایا۔

"ایسی بے عنوانیوں کا جو درگاہ معلیٰ کے معاملات میں متولیان اور ممبران نے کی ہیں ان کا پردہ ڈالنا دنیا میں بدنامی آخرت میں وبال کا سبب ہے میں ہوتا تو واشگاف حال کمشنر سے کہتا۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ حضرت کے دوران قیام حیدرآباد دکن میں کمشنر صاحب نے درگاہ معلیٰ برکاتیہ کے انتظامات کی یہاں آکر کچھ دیکھ بھال کی تھی۔ اور بعض صاحبوں نے اپنی ڈالی ہوئی بعض ابتریوں کا اخفا کیا تھا اس کے متعلق حضرت کا یہ ارشاد ہے۔

**مکتوب ۹۹**۔ برخوردار مولوی حافظ سید آل مصطفےٰ سلمہ کے نام مارہرہ ۲۹ر جمادی الاخر ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

"نور چشم مصطفیٰ سلمہ اللہ تعالیٰ پس ازدعاہائے مزید حیات وحصول صحت



وعافیت وعلم ودولت واضح رائے عزیز ہو۔ بفضلہ میں بخیر ہوں اور خیر وعافیت تم سب کی مطلوب۔ اس سال سے قبل میں سمجھا کرتا تھا کہ (ایک بہت قریبی عزیز) اپنے فائدہ کی تقریب کرتے ہیں مجھ سے جو اعانت ہو سکتی تھی کر دیتا تھا۔ سال گذشتہ سے معلوم ہوا کہ یہ تقریب محض ہمارے اور ہمارے اسلاف کے سب وشتم کے واسطے ہے اور بزرگوں کی ارواح متبرکہ کے تکلیف دینے کے واسطے۔ لہٰذا اور تو کچھ نہیں کرسکتے مگر آپ شریک ہو کر تو ارواح بزرگان کو رنج نہ پہونچائیں۔ اپنی علیحدگی اچھی سمجھتا ہوں سال گذشتہ میں خود تو مکان حویلی بہت اصرار سے واسطے قیام مولوی حامد رضا خاں صاحب کے لیا اور پھر الٹا ان پر اور ہم پر غصہ اتارا۔ مجھ کو امید ہے کہ وہ خود اس سال مجھ کو معاف ہی رکھیں گی۔ میرے امکنہ اور آراضی افتادہ میں کسی مخالف مذہب میرے کو نہ رکھیں گے۔ میں ہرگز رضامند نہیں ہوں کہ میرے کسی متعلقات میں کوئی بدمذہب آنے پائے یا رہے۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے ان صاحب نے اپنی اس تقریب میں ۱۳۴۰ھ میں قرب وجوار کے بعض گاندھوی خیالات کے لوگوں کو بلایا۔ اور ان لوگوں نے اپنی گاندھویت کی طرفداری میں ہم پر اور ہمارے اکابر پر چوٹیں کیں اور جناب مولانا حامد رضا خاں صاحب اور ان کے یہاں کے طلبہ ودیگر متوسلین اہل سنت کو محض بیجا سخت سست کہا اور آمادہ جھگڑے فساد پر ہوئے۔ اور پھر ان صاحب نے ان گاندھویوں کو روکنے ان کی مذمت کے بجائے۔ الٹے ان غریبوں پر غصہ اتارا۔ یہ والا نامہ حضرت کا ان صاحب کے اس طرز عمل پر اپنی بحمایت دین وسنت ناراضی اور بیزاری کے اظہار میں ہے اور پھر خود ان صاحب کو اسی

مضمون کا کرامت نامہ ارسال فرمایا جو آگے درج ہے۔

**مکتوب ۱۰۰**۔ ایک بہت قریبی رشتہ دار کے نام مارہرہ ۴ر رجب ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

"حویلی (سجادہ نشینی اپنی) میں اگر مولوی صاحبان بریلی (اہالی خاندان حضرت فاضل بریلوی اور ان کے متوسلین علمائے اہل سنت) ہوتے تو (ان کا ٹھہرانا) مضائقہ نہ تھا مگر گذشتہ سال کا واقعہ ہے کہ تم نے خود باصرار (حویلی عاریت) لے کر ان کو ٹھہروایا اور پھر خود ہی مجھ سے اور ان سے ناراض ہوئے مولویان بدایوں اور (مولوی) ہادی علی خاں مجھ سے اور میرے بزرگوں سے (گاندھویہ وغیرہ بدمذہبوں کے ساتھ گھل مل جانے کی وجہ سے) عقیدہ علیحدہ ہیں۔ پیر کی درگاہ شریف کی مرمت سے خوشی ہوئی مگر مسجد کی کسی نے بھی پرواہ نہ کی کہ جو بہت مخدوش حالت میں ہے ہم مدعی تو سجادہ نشینی کے ہیں اور اصل سجادہ کی جگہ اور سجدہ گاہ کا یہ حال ہے۔"

**مکتوب ۱۰۱**۔ مولوی محمد فاخر صاحب کے نام الہ آباد ۲۲ر رجب ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔ کامل النصاب کثیر المناقب۔ پس از مراسم سنت ملتمس خدمت۔ مطبوعہ عنایت نامہ آج مارہرہ سے واپس شدہ موصول ہوا۔ یاد فرمائی اگرچہ باعث تعجب تھی۔ مگر اس پہلو سے سبب شکریہ بھی ہے کہ ایک اہم فرض دینی تبلیغ واشاعت دین وخدمت وحفاظت اسلام و مسلمین پر توجہ دلائی گئی ہے۔ اکابر واسلاف کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے جس خلوص و للہیت وجوش دینی وحمیت اسلامی سے اس خدمت منصبی وفرضی مذہبی کو بحسن وخوبی وکامیابی انجام دیا وہ اظہر من الشمس وابین من الامس ہے اور الحمد للہ کہ اس دور



فتن اور غربت دین کے ایام میں بھی ان کے خدام اس خدمت اسلام کو حسب وسعت انجام دے رہے ہیں۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین خیرالجزاء۔ فقیر اگرچہ اپنی بے بضاعتی علمی و عملی سے اس اہم فرض دینی کی کما حقہ بجا آوری کے قابل نہیں پھر بھی کم از کم ان خدام دین کی ان مساعی جمیلہ دمعنیہ میں بیش از بیش وجلد از جلد کامیابی کی دلی دعا سے غافل نہیں۔ اور اشاعت دین وحفاظت اسلام و مسلمین میں خدام دین کی بقدر قدرت جس طرح کی بھی امداد اعانت بن پڑے اسے علماً وعملاً فرض ولازم جانتا ہے۔ اور اگر اس مقصد کے لئے مسلمانوں کی مساعی کسی صورت اجتماعی حلقہ ودائرہ کے نظام میں لائے جانے کی داعی ہوں تو اس میں بھی شرکت میں کوئی مضائقہ نہیں دیکھتا جبکہ اس حلقہ ودائرہ کی تحدید خالص مذہب مہذب اہل سنت وجماعت کے اتباع کامل کے مطابق ہو۔ اور اغیار مبتدعین ومرتدین وکفار اس میں کسی طرف سے کسی طرح کا دخل واقتدار نہ پاسکیں۔ جس خاص خطرہ ارتداد کے انسداد پر توجہ دلائی گئی ہے غالباً آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ جماعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ (علیہ افضل الصلاۃ والثنا) بریلی نے اس فتنہ ارتداد کے انسداد میں اپنی مساعی عرصہ سے جاری کر رکھی ہیں۔ اور اس وقت سے جب کہ ہندوستان کی دوسری بہت سی دعویداران حمایت وحفاظت اسلام و مسلمین انجمنیں باوجود اپنی مالداری اور فارغ البالی کے اس فتنہ عظیمہ کی طرف سے بے پروا بیٹھی ہوئی تھیں اس غریب سنی جماعت نے باوجود اپنی بیحد کمزور مالی حالت اور دوسری گوناگوں مزاحمتوں کے محض متوکلانہ خدمت دین کے جوش میں اس فرض دینی کی بجاآوری شروع کردی ہے۔ اور بحمد اللہ

تعالی وبعونہ جل مجدہ اس کی مساعی جمیلہ بارور بھی ہورہی ہیں۔ فقیر بھی اس جماعت کا اس کی مساعی دمعنیہ میں بیش از بیش وجلد از جلد کامیابی تام کے لئے اپنی حسب استطاعت ساعی اور دعا گو ہے۔ اور اگر کسی اور خالص سنی جماعت کی حدود میں جاری کرنے کا علم اطمینانی بہم پہونچے گا تو اس کی بھی حسب استطاعت امداد واعانت سے انشاء اللہ العزیز دریغ نہ ہوگا۔ اس سلسلہ میں اس قدر اور گوش گذار کرنا چاہتا ہوں کہ اس فتنہ ارتداد کا انسداد اپنی اہمیت اور اعدائے دین کی زور وزر کی قوت اور زمانہ کی حالت پر لحاظ رکھتے ہوئے جس قدر مصارف چاہتا ہے اس کا اندازہ غالبا آپ کو بھی ہوگا۔ اور مشائخین وسجادہ نشین حضرات جنہیں آپ نے اپنی اس تحریر کا مخاطب حاضر بنایا ہے ان سب کے سب نہیں تو اکثر وبیشتر کی مالی حالت جیسی کچھ ہے وہ غالبا آپ سے بھی مخفی نہیں ہوگی۔ ایسی حالت میں فقیر کا یہ عرض کرنا بیجا نہ ہوگا کہ آپ نام نہاد وجماعت احرار کو جس نے اتحاد اتحاد کا غل مچا کر ہندوؤں کو اپنی دیرینہ خباثت کے اس طرح بے خوفی سے اظہار کی جرأت بڑھائی۔ اور انہوں نے مسلمانوں کو ہندو بنا کر اس نام نہاد واتحاد و عملی صورت دینے کی کوششیں شروع کردیں۔ اور وہی شردھانند آریہ جسے انہیں نام نہاد احرار نے خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کے صریح فرامین کو مشرک پرستی کی اندھا دھند میں دیدہ ودانستہ پیٹھ دے کر مسلمانوں کا واعظ وہادی بنا کر جامع مسجد دہلی کے منبر پر مسند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جمایا تھا۔ آج مسلمانوں کے ساتھ اپنی اس زبانی ہمدردی کے مکاری کے جامہ کو اتار پھینک کر خود آپ کے بقول بھی کھل کر اس (مسلمانوں کو مرتد ہندو بنانے اور اس طرح واقعی



طور پر ہندوؤں سے متحد کرنے کے) کام میں مصروف" ہوگیا۔ تو عرض یہ ہے کہ آپ نام نہاد جماعت احرار کو خود اسی کے ہی اٹھائے ہوئے اس مہلکہ عظیمہ کے انسداد کی طرف توجہ دلائیے۔ یہ نام نہاد جماعت احرار بزعم خود حمایت اسلام وحفاظت میں دخل واثر بھی ہے اگر اس وقت یہ جماعت اس فتنہ کے انسداد میں اسی مال سے ہی جو اس نے مسلمانوں سے حمایت اسلام وحفاظت مسلمین ہی کا نام لے کر اکٹھا کیا ہے مسلمانوں کی اعانت کردے تو اس سے تبلیغ وحفاظت دین کے ضروری وظاہری لوازم وضروریات کی فراہمی میں خدام دین کو ایک معقول حد تک اعانت ملے گی۔ اور اکابر کرام وصوفیہ عظام کے سچے اخلاف کو بھی اپنی باطنی وروحانی قوت علمی و عملی سے مسلمانوں کی صلاح وفلاح اور اسلام کی تبلیغ واشاعت کی خدمت انجام دینے میں جو ان کا اصل کام ہے آپ تیار پائیں گے۔ جس کے لئے اپنی طرف سے وہ ہر وقت تیار ہیں۔ ۲۲ر رجب المرجب ۱۳۴۱ھ از حیدر آباد دکن کوٹھی نواب سردار نواز جنگ پوسٹ ماسٹر جنرل۔ الفقیر اسمٰعیل حسن عفی عنہ القادری البرکاتی الاحمدی۔

**مکتوب ۱۰۲**۔ مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی کے نام ۶ر شعبان المکرم ۱۳۴۱ھ کو لکھنؤ ارسال فرمایا۔

"کامل النصاب کثیر المناقب۔ ہدیۂ مسنونہ۔ عنایت نامہ مارہرہ سے حیدر آباد اور وہاں سے مارہرہ فقیر کو بعد واپسی وطن موصول ہوا۔ فقیر بے بضاعت اگرچہ تبلیغ واشاعت دین وحفاظت وحمایت مسلمین کی کما حقہ بجا آوری کے قابل نہیں۔ پھر بھی اسلام کی برتری اور مسلمانوں کی بہتری کے لئے بارگاہ

قادر مقتدر جل مجدہ میں دلی دعا سے غافل نہیں۔ "اجیب دعوۃ الداع اذا دعان" اس کا مبارک فرمان ہے۔ اور ادعونی استجب لکم سے ناطق قرآن ہے۔ جن پر نظر رکھتے ہوئے فقیر کا ایمان ہے کہ وہ رحیم ورحمان عم نوالہ ہم گنہگاروں کی معروضات عاجزانہ کو ضرور اپنے فضل وکرم سے انشاء اللہ تعالی شرف قبول وعزت اجابت بخشے گا۔ اور اعدائے دین کفار ومشرکین ومرتدین مبتدعین اور ان کے اعوان وانصار سب کو خائب وخاسر فرمائے گا اور اپنے دین کی نصرت وحمایت وحفاظت خود فرمائے گا۔ انہ علی ذلک لقدیر۔ فقیر اس دینی مقصد اہم اور مذہبی فرض لازم میں اپنی حسب وسعت دوسری ظاہری تدابیر سے بھی غافل نہیں۔ اور اپنے احباب واصحاب کو اس کے لئے قولاً وعملاً ترغیب وتحریص دیتا اور ان کی امداد واعانت میں حسب مقدرت ساعی ہے اور انشاء الکریم رہے گا ان میں سے بعض اہل خیر برسر موقع پہونچ کر عرصہ سے خدمات دینیہ انجام دے رہے ہیں۔ اور خدمت دینی کے لئے ہر قسم کی سعی کو اپنی حسب وسعت وضرورت کار تیار ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی سعی کامیاب ومشکور فرمائے آمین۔ آپ پر بھی ظاہر ہے کہ ہم عالم اسباب میں ہیں۔ جہاں توکل کے معنی تدبیر کرکے نتیجہ حوالہ بتقدیر کرنے کے ہیں۔ اور جہاں اب سے پہلے قوت روحانی کے ساتھ جدوجہد جسمانی اور جذب وکشش باطنی کے ساتھ سعی وتدبیر ظاہری ممدومعاون رہی ہے اور اس اشتراک عمل کی ضرورت اس وقت زمانہ کی مقتضیات اور اپنی بداعمالیوں عصیان پناہیوں کے ہاتھوں قوت روحانی وکشش باطنی کے روز بروز کمزور بلکہ قریب بہ زوال کلی ہوتے جانے سے اور بڑھ گئی



ہے۔ اور اسباب ظاہری کے ساتھ لینے کیلئے پہلے قدم پر بڑی ضرورت آکر روپیہ کی پڑتی ہے۔ خدام دین کیلئے عیش وراحت کے سامان مہیا کرنے کو نہیں۔ ان میں تو جو سچے دین کے خادم اور اپنے اسلاف کرام ومشائخ عظام کے سچے اخلاف ہیں انہیں تو اپنے اکابر واسلاف کی طرح اب بھی ہر طرح کی جسمانی تنگی وترشی برداشت کرکے خدمت دین ادا کرنے کے لئے آپ انشاء الکریم جل مجدہ آمادہ وتیار پائیں گے۔ بلکہ اس کی ضرورت خود دین کی خدمت اور ان بھائیوں کی حفاظت کے لئے ہے جن پر اعدائے دین نے اپنے دام بچھائے ہیں۔ ایسی حالت میں کیا یہ فقیر اس بارے میں آپ سے اسلام ومسلمین کی اعانت کی کچھ امید کرسکتا ہے اور وہ بھی اپنے پاس سے نہ بھی سہی بلکہ اس طرح سے ہی کہ آپ اتحادیان ہنود کو جنہوں نے خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشادات کو دید ودانستہ پیٹھ دے کر اتحاد اتحاد کا شور مچا کر اور ہندو غلامی اور مشرک پرستی کے جوش میں اسلام وایمان وحدیث وقرآن ہنود اور ان کے طاغوت اعظم (لئیم) مردود پر بھینٹ چڑھا کر آج ہندوؤں کو یہ جرأت بڑھائی کہ انہوں نے غریب بے یارومددگار مسلمانوں پر ہر طرح کے ظلم وستم جبروزبردستی توڑنے کے بعد کھلم کھلا بے دھڑک مسلح ہوہوکر زور وزر کی قوت سے انہیں دین سے برگشتہ کرنا اور اپنے اتحادی پس رووں کے خواب اتحاد کی مسلمانوں کو ہندو بنا کر تعبیر دینا شروع کردی۔ تو کہنا یہ ہے کہ کیا آپ ان اتحادیوں میں اپنے بڑھے ہوئے اثر ورسوخ سے کام لے کر ان کے ایک قائد اعظم ہونے کی حیثیت سے ان پر یہ زور دیں گے کہ وہ کم از کم اسی مال وزر کو جو انہوں نے خود مسلمانوں سے ہی حمایت

وحفاظت اسلام و مسلمین ہی کا نام لے کر اکٹھا کیا ہے خدام دین کی خدمت دین وحفاظت مسلمین کے مقصد صحیح میں صرف کرنے کے لئے دے دیں تاکہ اس سے اسباب ظاہری کا سرانجام ہوکر ارباب باطن کی قوت روحانی وجذب باطنی کی مدد اور عون ونصرت الٰہی کی حمایت سے انشاء اللہ العزیز یہ اہم دینی مہم بہ کامیابی وخوش اسلوبی تمام انجام کو پہونچے۔ اور اب کہ اس نامراد سراپا فساد اتحاد کا نتیجہ بے دینی وارتداد اور مشرکین ہنود کا مسلمانوں پر جبرواستبداد جس پر علمائے دین وارباب بصیرت ویقین نے پہلے ہی دن متنبہ کردیا تھا آج خود دلدادگان اتحاد کو بھی اس سے انکار کرتے نہیں بن پڑتا ہے۔ کیا ایسی حالت میں یہ فقیر آپ سے توقع کرسکتا ہے کہ جس طرح آپ نے اس نامراد اتحاد کی نشوونما اس کی ترقی وفروغ میں اسے حفاظت وبہتری اسلام و مسلمین کا بہت ذریعہ بتا کر ہر طرح ہمہ تن سعی وکوشش کی۔ آج اسی طرح نہایت صفائی اور پوری کوشش سے اس ناپاک اتحاد کی خباثات اور دین و مسلمین کے لئے اس کی سخت تباہ کن ومضر حیثیت مسلمانوں کے دل نشیں کرکے کچھ تلاقی مافات بلکہ تعمیر ماہدم پر توجہ فرمائیں گے۔ اور اب کہ ہنود علانیہ اور خود آپ کے ہی شرکاء کار ومعتمدین کے بقول جتھے بندی کرکے بہ جبروزبردستی مسلمانوں کو مرتد بنانے میں سرگرم ہیں سورہ ممتحنہ کی آیہ کریمہ سے غلط وبے محل استدلال کی محض برائے گفت آڑ نہ پکڑیں گے۔ یارب یہ مخلصانہ دیندارانہ معروضات سماع قبول پائیں۔ فقیر اسمٰعیل حسن عفی عنہ قادری برکاتی احمدی۔ خادم آستانہ برکاتیہ۔ ۶ر شعبان المکرم ۱۳۴۱ھ یکشنبہ از خانقاہ برکاتیہ مارہرہ ضلع ایٹہ۔



**مکتوب ۱۰۳**۔ شاہ جی نصیرالدین صاحب کے نام ۲۹ر شعبان ۱۳۴۱ھ کو اجمیر مقدس ارسال فرمایا۔

"نل کا پانی استعمال کرو۔ اور گاندھویوں اور کھدر پوشی سے اپنے آپ کو بہت بچاؤ" فقیر راقم عرض کرتا ہے شاہ جی صاحب موصوف جو حضرت قدس سرہٗ سے مرید ومستفید نیز حضرت کے خلیفہ مجاز بھی ہیں اور ان ایام میں حضرت کے زیر ہدایت حزب البحر شریف کی زکات دینا چاہتے تھے ان کے استفسار کے جواب میں نل کا پانی ایام زکات میں استعمال کرسکنا تحریر فرمایا۔ اور چونکہ اس زمانہ میں اجمیر پاک میں گاندھویوں نے بہت اودھم اٹھا رکھا اور کھدر پوشی گاندھویت کی علامت تھی لہٰذا ان سے احتراز کی تاکید فرمائی۔

**مکتوب ۱۰۴**۔ ایک اپنی متوسل رئیسہ کے نام حیدر آباد دکن ۶ر ماہ صیام ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

"چونکہ آپ سلسلہ میرے بزرگوں میں ابھی منسلک ہیں لہٰذا ایک مسئلہ بتاتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ صاحبان بدایوں (پیروان گاندھی وپیروان لکھنوی) کو الفاظ تعظیمی لکھتی ہیں اور اچھا جانتی ہیں اور مسئلہ یہ کہتا ہے کہ جو خود فاسق کو فاسق نہ جانے کافر کو کافر نہ جانے جب فسق وکفر کی اطلاع ہوجائے تو وہ خود فاسق وکافر ہے۔ لہٰذا جب تک کہ فاسق وکافر توبہ نہ کرے اس کو اچھا جاننا اس کی اعانت کرنا یا اس سے (اسے اچھا جان کر ہمسر برتر مان کر بلاوجہ شرعی) اعانت لینا ممنوع ہے۔ اگر آپ میرے اس انتباہ کے بعد بھی اس پر عامل نہ ہوں گی تو مجھ سے آپ سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔"

**مکتوب ۱۰۵**- حکیم حامد حسن صاحب کے نام حیدر آباد دکن ۱۹؍ شوال ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا

"جو شخص کہ بد مذہب ہوجائے اس سے ہر شخص کو علیحدہ ہونا چاہیئے۔"

**مکتوب ۱۰۶**- نواب رسول یار جنگ کے نام حیدر آباد دکن ۳؍ ذیقعدہ ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

"یہ نصیحت بھی لکھی کہ زمانہ بہت خراب ہے اول صرف شیاطین بہکاتے تھے اب ان کے معاون بہت سے مدعیان علم و مشیخت بھی ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور سب مسلمانوں کو بچائے اور ایمان اور اسلام پر قائم رکھے آمین ثم آمین۔

**مکتوب ۱۰۷**- محی الدین پاشا کے نام حیدر آباد دکن غرہ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

"نصیحت لکھی کہ کسی بدمذہب سے خواہ مشائخ ہو خواہ مولوی ہو اور جادوگر وغیرہ سے کسی طرح کی نہ اعانت لو نہ دو اس کے خلاف میرے منتسبین اگر کریں گے تو ان کو نہ مجھ سے تعلق اور نہ مجھے ان سے تعلق۔"

**مکتوب ۱۰۸**- برادرم سید آل عبا صاحب کے نام حیدر آباد دکن ۵؍ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

"تم کسی کے کہنے سننے کا خیال نہ کیا کرو۔ ہمارا میل جس سے ہوتا ہے وہ اللہ کے واسطے اور جس سے علیحدگی ہے وہ اللہ کے واسطے۔ ہم کسی کو بددعا نہیں دیتے۔ جو ہمارے ساتھ جیسا کرتا ہے وہ سپرد بخدا رہتا ہے۔"



**مکتوب ۱۰۹**- اہل خانہ نواب رسول یار جنگ کے نام حیدر آباد دکن ۱۳؍ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

"لکھا کہ جب تک میرے (بتائے ہوئے) اعمال کریں کسی دوسرے (اس وقت کے عالموں) کے (بتائے ہوئے) اعمال کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ (اس لئے کہ) زمانہ حال میں بہت سے جھوٹے مولوی اور مشائخین لوٹتے پھرتے ہیں۔"

**مکتوب ۱۱۰**- شاہ جی نصیرالدین صاحب کے نام اجمیر مقدس ۱۳؍ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

"اجازت زکات حزب البحر (شریف) لکھی اور یہ بھی لکھا کہ اگر دوسرے آدمی بھی اجازت کے طالب ہیں اول ان کے ایمان واسلام وطرز معاشرت کی جانچ کرلو اور یہ بھی دیکھ لو کہ گاندھوی تو نہیں ہیں جب اجازت دو۔"

**مکتوب ۱۱۱**- حکیم حامد حسن صاحب کے نام حیدر آباد دکن ۲۰؍ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

"آپ کی رائے صائب ہے کہ آپ میری موجودگی میں زکات ادعیہ دیں۔ اگر آپ دوماہ کی فرصت کرکے میرے پاس آئیں تو میں آپ کو بہت سے اعمال کی زکات دلوادوں اور اس فن (اعمال واوفاق وتکسیر وغیرہ) کو اس قدر بتادوں کہ آئندہ آپ کو خود بصیرت ہوجائے کہ آپ کرسکیں۔ یہ فن اب قریب مفقود ہے نہ کسی کو شوق ہے اور نہ کوئی قدردان ہے۔ سابق میں شائقین تو محنت کرتے تھے اور بادشاہ وقت اور رؤسا اور امراء قدر کرکے ان کی ہمت

افزائی کرتے تھے دیکھئے کہ ڈاکٹروں اور بیرسٹروں اور وکلا کی کیسی قدر کی جاتی ہے لہٰذا وہ فن سیکھتے ہیں۔ کیا ان سے ان قدر کرنے والوں کے سب کام حسب مراد ہوجاتے ہیں ہرگز نہیں۔ اور اس فن والوں کی طرف اول تو کوئی رجوع ہی نہیں ہوتا اور پھر یہ چاہا جاتا ہے کہ بال باندھا حسب مراد ان کے فوراً کام ہو۔“

**مکتوب ۱۱۲**۔ برادرم سید آل عبا صاحب کے نام حیدر آباد دکن ۱۳ر ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

”تحریر کیا کہ (مولوی) عبدالقدیر کے سو روپیہ مقرر ہونا جو لکھا اگر وہ اپنے باپ دادوں کے مذہب اور ہمارے مذہب پر ہوتے تو ان کو مبارکباد لکھتے اب تو ہم ان کو یہ یہ دعا دیتے ہیں کہ وہ بدمذہبی کے چکر سے نکل کر اپنے باپ دادوں کے طریقہ پر ہوجائیں اللہ تعالی اس ریاست کو اور اس کے رئیس کو قائم رکھے اکثر مسلمانوں کی امداد اور اعانت ہوجاتی ہے۔ گو اب تفرقہ مسلم و مرتد وبدمذہب کا اٹھ رہا ہے مگر اس میں رئیس پر نکتہ چینی کا کم موقع ہے جو لوگ مہتمم ہیں ان کی صلح کل مذہبی کا یہ رنگ ہے۔ بہر حال ہم کو اگرچہ بالفعل اس ریاست سے کوئی مفاد دینی ودنیوی نہیں ہے۔ مگر آصفجاہ اول مرحوم ہمارے خاندان کے معتقدین میں سے تھے اور ہمارے یہاں کے ایک خلیفہ شاہ عبداللہ کو اپنی ریاست میں رکھنا سبب برکت سمجھتے تھے بہر حال ہم کو دعا ہی دینا چاہئے۔ جب میں گلبرگہ شریف تھا اور حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ کے مزار پر حاضر ہوا تھا اور اپنے خیال کو مجتمع کیا تھا (یعنی مراقبہ فرمایا تھا) تو مجھے ایک دھواں سا محیط معلوم ہوا تھا۔ مگر اس کو خواجہ صاحب



نے اپنے دست مبارک سے پھاڑ دیا تھا۔ اب بھی ویسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ کیا کچھ تغیر و تبدل ہوا ہے۔ برار کے مقدمہ میں کوئی منزل رساں بات ہوئی ہے یا وہی ہے جو جفر میں نکلا تھا۔ حکیم (حامد حسن) صاحب چونکہ واقف کار ہیں لہٰذا ان کو نقش تسخیر (وقت ضرورت اپنے مطلوب کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا) بتاؤں گا۔ ورنہ زمانہ کا حال تو یہ ہے کہ علم ندارد ہے واقف کاری ندارد۔ یہ نہیں جانتے کہ اثر کس طرح سے ہوتا ہے۔ جہاں ان کو ان کے خیال میں (اثر) ظاہر نہ معلوم ہوا عمل اور عامل دونوں کی جانب سے عقیدہ گیا۔ عامل کی طرف سے اگر گیا تو چنداں نقصان نہ تھا۔ مگر عمل کی جانب سے جانا باعث خسران ہوتا ہے۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ یہ اس لئے کہ ہمارے اعمال اللہ ورسول کے ارشادات اور بزرگان دین کے کلمات طیبات اور انہیں کے نقوش و تعویذات سے ہوتے ہیں۔ تو ان کی طرف سے سوء ظن اللہ ورسول اور محبوبان خدا کی طرف سے سوء ظن تک منجر ہوتا ہے اور وہ خسران دنیا و آخرت ہے۔

**مکتوب ۱۱۳**۔ محمد عوض کے نام سیتاپور ۲۴ر محرم ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

”تحریر ہوا کہ جس جلسہ میں بدمذہب واعظ ہوں ہرگز شرکت نہ کرو۔ زکات جب تک کہ (مال) حد نصاب رہے گا برابر دینا ہوگی۔ سود کسی طرح سے لینا جائز نہیں ہے۔ اگر مطالبہ وقف اور طرح سے وصول ہولیا جائے۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ محمد عوض کا خط ۲۳ر محرم ۱۳۴۲ھ کو موصول ہوا تھا جس میں تحریر تھا کہ سیتاپور میں بہ سلسلہ تبلیغ الاسلام انعقاد جلسہ کا ارادہ

ہو رہا ہے۔ مگر یہ جلسہ پبلک ہو گا اور پبلک ہی منتظم ہو گی شاید وہ دیوبندیوں کو بھی طلب کرے تو ایسے جلسہ میں میں حصہ لوں۔ (۱) ایک شخص کے پاس ہزار روپیہ زکوٰۃ ادا شدہ تھے۔ مگر اب وہ جمع ہیں۔ کسی مصرف میں نہیں کرتا تو اس پر زکات ہے یا نہیں۔ (۲) مسجد کوٹ کی کچھ زمین وقف ہے کاشتکار نے چار سال سے روپیہ نہیں دیا اور نالش تین سال کی ہو سکتی ہے تو اگر سود لگا کر نالش کی جائے اور یہ سمجھ لیا جائے کہ چوتھے سال کا روپیہ ہے تو جائز ہے یا نہیں" ان استفسارات کے جواب میں حضرت کا یہ والا نامہ ہے۔ اور استفسار اخیر کے جواب میں صرف ممانعت سود کے حوالہ پر اقتصار نظر بحال عوام وخود سائل ہے کہ کہیں وہ کچھ کا کچھ سمجھ کر اور بات کو کہیں سے کہیں اپنی ناواقفی سے پہونچا کر مال وزر کی طمع میں یقینی محظور شرعی میں نہ مبتلا ہو جائیں۔

**مکتوب ۱۱۴**۔ شاہ جی نصیرالدین صاحب کے نام اجمیر پاک دوم صفر ۱۳۴۲۔ کو ارسال فرمایا

"لکھا کہ حرز یمانی کی زکات بڑی مشکل ہے۔ لطائف ستہ کی ترکیب تحریر میں نہیں آتی۔ جب کبھی آؤ گے بتادوں گا۔ شجرہ زر کی اگر زکات دینا چاہتے ہو تو ثابت ماہ سے عروج ماہ میں شروع اس کے شرائط کے ساتھ کرو۔ اگر تمہارے پاس ترکیب نہ ہو تو بھیج دوں گا۔"

**مکتوب ۱۱۵**۔ تجمل حسین صاحب کے نام پہاسو ۲۳ر ربیع الاول شریف ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

"تعویذ کشائش بھیجا اور تحریر کیا کہ تسخیر جنات بہت مشکل ہے اس پھیرے



میں آپ نہ پڑیں۔"

**مکتوب ۱۱۶**۔ محمد عوض کے نام سیتاپور ۲۳ر ربیع الاول شریف ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا

"دریافت کیا کہ تم نے جو لکھا تھا کہ میں حق کا کام باتباع پیر میاں کر رہا ہوں وہ کام کیا ہے۔ مجھے مطلع کرو۔ جو کام اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو گا وہ موجب خوشی کا ہو گا۔"

**مکتوب ۱۱۷**۔ ایک بہت قریبی عزیز کے نام حیدر آباد دکن ۵ر جمادی الاول ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

"برار کی نسبت لکھا ظاہری اور قانونی تدابیر سے نکلنا بہت دشوار ہے کسی باطنی قوت والے کو جیسے حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ ہیں توجہ دلائی جائے تو امید ہے (ایک غیر سید مدعی علم و مشیخت بدایونی کی نسبت لکھا) اگر اپنے آپ کو سید کہلواتے ہیں کیا تعجب ہے غلہ ارزاں می شود (الخ) تم کوئی تعلق ہی ان سے نہ رکھو۔"

**مکتوب ۱۱۸**۔ برادر صاحب سید ارتضا حسین پیر میاں صاحب کے نام سیتاپور ۱۳ر جمادی الاخر ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

"وفد جو عبدالصمد (بدایونی) سیتاپور لاتا ہے اس کی اعانت اور شرکت (کی) ازروئے شرع (وفد کے ارکان اور ارباب حل وعقد کے گاندھوی خلافتی مذہب۔ صلح کل مذہب ہونے کے اور ایسے ہی بیانات کرنے کے سبب) میں نے ناجوازی لکھی۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس کے جواب میں برادر

صاحب موصوف نے تحریر فرمایا کہ اس وفد سے میں علیحدہ رہوں گا مجھے ان سے پرہیز ہے۔

**مکتوب ۱۱۹۔** عبدالحکیم صاحب کے نام قصور ضلع لاہور ۲۴ر جمادی الآخر ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

"ان کے سوالات متعلقہ دست غیب علی حزین والے اور بعض امور متعلق تکسیر کا جواب اور یہ بھی لکھ دیا کہ آج کل بدمذہبی اور اسلام پر ہر طرح سے مذہبی حملے ہو رہے ہیں روحانیات کا مسخر ہونا درکنار وہ ہماری صورت بھی دیکھنا نہیں چاہتے۔ اور یہ عمل (دست غیب علی حزین والا) میرے اسلاف کے تجربہ کا نہیں ہے علی حزین کے بیاض سے نقل کرلیا گیا ہے۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس جواب میں بدمذہبی پھیلتے جانے اور اس کی نحوست پر توجہ دلانا اس لئے ضروری تصور فرمایا کہ ان عبدالحکیم صاحب نے اپنی قیامگاہ مولوی احمد مختار صاحب صدیقی کا مکان لکھا تھا۔ اور یہ مولوی صاحب خلافتی پارٹی کے انیس وجلیس تھے۔ اور اب بھی پورے طور پر تصلب کے ساتھ ان سے الگ اور بیزار نہ تھے۔

**مکتوب ۱۲۰۔** بیگم صاحبہ نواب رسول یار جنگ صاحب کے نام حیدر آباد دکن ۶ر رجب ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

"لکھا کہ بزرگوں کی استعانت لینا فعل محمود ہے۔ (مگر) یہ ضرورت نہیں ہے کہ ان کے مزارات مقدسہ ہی پر حاضر ہو کر استعانت کرے بلکہ مستورات کے واسطے بہتر ہے کہ گھر ہی رہ کر استعانت چاہے۔"



**مکتوب ۱۲۱۔** ایک بہت قریبی عزیز کے نام حیدر آباد دکن ۲۶ر رجب ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

"(ایک نواب صاحب کی والدہ کی نسبت لکھا کہ ان کا خط اور تار آیا تھا میں نے جواب بھیج دیا کہ (ان کے سبب سے میں علیحدہ ہوگیا ہوں دعا ضرور کرتا ہوں کہ وہ اسلام پر (پورے تصلب اور ذرا بھی مداہنت کے بغیر) قائم ہوجائیں اور رہیں۔"

**مکتوب ۱۲۲۔** احمد اللہ خان کے نام حیدر آباد دکن ۲۹ر شعبان ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

"عمل تسخیر اور تعویذ تسخیر جب تک کہ میں جو تسخیر کرنا چاہتا اور جس کو (تسخیر کرنا) چاہتا ہے اور کس واسطے چاہتا ہے (ان سب سے) اچھی طرح سے واقف نہ ہولوں نہیں بتا سکتا۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ ان مراتب پر واقفیت کافی طور پر حاصل کرلینا اس لئے ضروری ہے کہ باطل کوش لوگ اپنے ناجائز اور بیجا مقاصد واغراض میں ہمارے عمل و تعویذ سے مدد نہ پاسکیں۔ جس کے لئے آج کل بہت سے چالاک ان مراتب کو اخفاء وابہام میں رکھ کر کوشاں رہتے ہیں۔

**مکتوب ۱۲۳۔** محمد علیم الدین صاحب کے نام عثمان آباد دکن ۲۹ر شعبان ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

"تحریر کیا کہ آپ کی ترقی کی دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین (ایک نواب صاحب کی نسبت تحریر فرمایا کہ (ان کی) جو مشکلات ہیں وہ ان کی اپنے

اسلاف صوری و معنوی کی تقلید اور طریقہ چھوڑنے سے ہیں۔ جب پھر اسی طریقہ پر ہوجائیں گے پھر آسانیاں ہوجائیں گی۔"

**مکتوب ۱۲۴**— ایک نواب صاحب کی ایک بزرگ رشتہ دار اقرب القرابتہ کے نام ۱۳ر شوال ۱۳۴۲ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

"آپ نے جو تعویذ واسطے صحت (نواب صاحب) منگوائے میرے تعویذ سے جب ان کو میری عقیدت نہیں ہے تو فائدہ نہ ہوگا اور مجھ سے (ان کو) رکاوٹ کا سبب صرف یہ ہے کہ میں نے اپنے گھر کے موروثی متوسل کو اس کی لغزشوں (گاندھویوں خلافتیوں وغیرہم بدمذہبوں سے میل جول وغیرہ) پر متنبہ کیا تھا جو اب ان (موروثی متوسل مذکور) کے بالمشافہ بھی کیا جس پر انہوں نے معذرت چاہی۔ میں نے بیس اکیس برس جو مجھ سے خدمت ممکن ہوسکی محض بہ خیال نسبت دستگیر اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور استاذی مولوی عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ کی۔ اب بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام پر قائم رکھے اور بدمذہبوں سے بچائے۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس کرامت نامہ کی روانگی کے بعد مگر اس کے موصل ہونے سے پہلے۔ چونکہ مکتوب الیہا نے جو سلسلۂ طریقت میں خود حضرت سے توسل رکھتی تھیں۔ ضرورت شدید ظاہر کرکے تعویذ بھیجنے پر اصرار کیا لہٰذا تعویذ ارسال فرمایئے اور یہ کرامت نامہ ارسال ہوا جو آگے درج ہے۔

**مکتوب ۱۲۵**— انہیں کے نام حیدر آباد ۱۹ر شوال ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

"لکھ دیا چونکہ انہوں (انہیں نواب صاحب) نے میرے مخالفین عقیدہ کا عقیدہ اختیار کیا۔ لہٰذا میں ان سے علیحدہ ہوگیا۔ میں نے اپنے گھر کے ایک



موروثی متوسل کو اس کی لغزش دینی پر اور اس کی نافہمی پر کچھ تنبیہ کی تھی۔ وہ خواہ نخواہ گھس پڑے اس سبب سے میں ان سے علیحدہ ہوگیا۔ اگر کوئی دنیوی بات ہوتی اور وہ مجھ سے برسرِ پرخاش ہوتے میں پرواہ نہ کرتا۔ اور اپنی ہمدردیاں جو کی تھیں وہ مجملاً لکھیں اس بارے میں زیادہ لکھا کہ جو عقیدہ سے علیحدگی کی ہے آخر کو یہ لکھا کہ اگر وہ بدعقیدگی سے تائب ہوں اور اپنے اور میرے بزرگوں کے عقیدہ پر ہوجائیں تو میرے تعویذ اثر کریں گے۔ ورنہ نہیں (ان مکتوب الیہا کے ایک زیرِ تربیت رشتہ دار کو) ٹیڑھی مانگ نکالنے پر ملامت لکھی۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ مکتوب الیہا نے اس کے جواب میں منجانب نواب صاحب بہت معذرت لکھی۔ جس کے جواب میں حضرت نے کرامت نامہ ارسال فرمایا جو آگے آئے گا۔

**مکتوب ۱۲۶**— محمد عوض کے نام سیتاپور سلخ شوال ۱۳۴۲ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔

"بسبب اس خبر کے کہ تم گاندھوی عقیدہ والوں کے وفد کے طرفدار تھے میں نے تعویذ وغیرہ نہیں بھیجے۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ مکتوب الیہ نے اس کرامت صحیفہ کے جواب میں اپنے عریضہ موصولہ ۵ر ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ میں وفد گاندھویہ سے اپنی قطعی علیحدگی اور ناراضگی لکھی۔

**مکتوب ۱۲۷**— ایک نواب صاحب کی ایک بزرگ رشتہ دار اقرب القرابتہ کے نام غرہ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

"آپ نے یہ صاف نہیں لکھا کہ (ان نواب صاحب نے) گاندھوی اور عبدالباری عقائد سے توبہ کی یا نہیں اس سے ضرور مطلع کیجئے۔"

**مکتوب ۱۲۸**۔ والدہ صاحبہ نواب سید محبوب علی خاں صاحب کے نام ۱۳ر ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۲ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

"میں مہمان ناخواندہ ہو کر کسی کے گھر نہیں پڑتا ہوں"

**مکتوب ۱۲۹**۔ نواب بہادر دل خاں صاحب کے نام حیدر آباد ۱۰ر جمادی الاول ۱۳۴۳ھ کو ارسال فرمایا۔

"آپ کے اس لکھنے سے دل بہت خوش ہوا کہ میں (حضرت قدس سرہٗ کے جو ان ایام میں بسلسلۂ علاج لکھنؤ تشریف فرما تھے) مصارف علاج ادا کروں گا۔ اگرچہ فقیر کا تکیہ تو رب اکبر پر ہے۔"

**مکتوب ۱۳۰**۔ طفیل رسول صاحب کے نام سہاور ۹ر رجب ۱۳۴۳ھ کو ارسال فرمایا۔

"توافق زوجین کا تعویذ (مارہرہ کے قرب وجواب کے ایک رئیس کی زوجہ کے لئے) میں کروں گا یہ سمجھا دینا کہ (توافق کا) ہونا نہ ہونا بالکل قادر مطلق کے ہاتھ میں ہے۔ میرا کام صرف باقاعدہ دعا کرنا قبولیت اس کے اختیار میں ہے۔"

**مکتوب ۱۳۱**۔ اہل خانہ نواب نذیر جنگ کے نام حیدر آباد دکن ۲۹ر رجب ۱۳۴۳ھ کو ارسال فرمایا۔

ے"رسالہ عقائد نامہ (منظومہ) اور مسدس (شوکت اسلام) بھیجا اور تحریر کیا کہ میں نے اپنے متعلموں اور مسترشدوں اور شاگردوں کو (جن میں ایک خود یہ بیگم صاحبہ بھی تھیں) جو وصایا اور نصائح کی ہیں وہ سب اس میں ہیں آپ



پڑھیے اور نواب صاحب کو بھی پڑھائیے اور ان پر عمل کیجئے۔"

**مکتوب ۱۳۲**۔ شاہ جی نصیر الدین صاحب کے نام احمد آباد گجرات سوم شعبان ۱۳۴۳ھ کو ارسال فرمایا۔

"لکھا کہ دعوت جلالی وجمالی میں روغن پھولوں کا سر میں ڈال سکتے ہو مشک وعنبر وغیرہ نہیں ڈال سکتے۔"

**مکتوب ۱۳۳** برادر صاحب مکرم سید ارتضا حسین صاحب کے نام غرہ ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔

"قمر (برادر زادہ حضرت قدس سرہٗ کے کھانا پکا دینے) کے بارے میں جو لکھا انہوں نے اپنی تباہی اور زیرباری میں اور میرے زیربار کرانے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا مگر میں صلہ رحمی قطع کرنا نہیں چاہتا۔ بوبو (حضرت کی ہمشیر فقیر کی بڑی عمہ محترمہ) ان (قمر) کو کھانا پکا کر دیا کریں میں قیمت دوں گا۔"

**مکتوب ۱۳۴**۔ ایک نواب صاحب کی ایک بزرگ رشتہ دار اقرب القرابتہ کے نام ۳ر محرم ۱۳۴۴ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

"جن کے سبب سے وہ (نواب صاحب) مجھ سے کشیدہ ہوئے وہ تو مارہرہ اور لکھنؤ میں اپنی لغزشوں کے عذر خواہ ہوئے اور مجھ سے خواستگار معافی ہوئے میں نے تو اپنا کام منصبی اور مقتضائے ہمدردی کیا تھا یعنی (ان نواب صاحب کو) بددینوں اور بدمذہبوں کے اتباع سے منع کیا تھا۔ بہر حال اب بھی میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو متصلب دین حق پر کردے اور رکھے۔"

**مکتوب ۱۳۵**- ایک بہت قریبی عزیز کے نام حیدر آباد ۱۲ر محرم ۱۳۴۴ھ کو ارسال فرمایا-

"(مذہب سے منسوب ایک بڑے عہدہ پر منصوب ایک رئیس کی نسبت تحریر فرمایا کہ ان سے جو) میں اس بار (ان کے حضرت کی خدمت میں حاضر آنے پر) ملا تھا تو ان کی تقریر سے میں جیسا انہیں ندوی وغیرہ سمجھتا تھا اس میں کمی ہوئی تھی- مگر میری غلطی تھی وہ پکے ندوی صلح کل اور معتقد حسن نظامی ہیں- افسوس-" فقیر راقم عرض کرتا ہے- یہ مکتوب اور ایسے ہی اور جو اوپر گذرے اور آگے آتے ہیں وہ حضرت قدس سرہٗ کے سنیت میں تصلب اور بغیر خوف لومتہ لائم اظہار حق وصاف گوئی کے مظہر ہیں اور ہمارا مقصد خاص ان سے انہیں صفات کا اظہار ہے- کسی پر کوئی ناروا جملہ یا دل آزاری مقصود نہیں- مکتوب الیہ نے جب حضرت کا ارشاد ان رئیس تک پہونچایا تو انہوں نے اپنے معتقد خواجہ حسن نظامی ہونے سے (حسب تحریر مکتوب الیہ) سخت برات ظاہر کی اور حضرت کی خدمت میں یہ لکھنے کو کہا کہ "آپ نے اپنے فرض منصبی پورا کیا جس کا کمال شکریہ مجھ کو تنبیہ فرمائی میری لغزشیں بہت ہیں بہت ہیں اللہ تعالی سے عفو کی دعا فرمایئے-"

**مکتوب ۱۳۶**- ایک نواب صاحب کی ایک بزرگ رشتہ دار اقرب القرابتہ کے نام حیدر آباد ۲۰ر محرم ۱۳۴۴ھ کو ارسال فرمایا-

"لکھا کہ (وہ نواب صاحب) مجھ سے تو علیحدہ ہی ہوگئے آپ کی خاطر سے لکھتا ہوں کہ پانچوں کلمے اور ایمان مفصل ومجمل کی تجدید کرکے توبہ کرکے دعا



کریں اللہ تعالی نجات دے گا اور ایک دعا بھی لکھی-" فقیر راقم عرض کرتا ہے- تشریح جو ابھی مکتوب ۱۳۵ کے تحت میں گذری یہاں بھی ملحوظ رہے- یہ صحیفہ قدسیہ ان مکتوب الیہا کے معروضہ کے جواب میں جو ان نواب صاحب کی پریشانیوں کے اظہار کے بعد ان کے لئے طلب دعا میں آیا تھا ارسال فرمایا گیا تھا- اس کے جواب میں مکتوب الیہا نے اپنے معروضہ موصولہ ۱۷ر صفر ۱۳۴۴ھ میں مطلع کیا کہ وہ پانچوں کلمے مع ایمان مفصل ومجمل پڑھتے ہیں-

**مکتوب ۱۳۷**- والدہ صاحبہ سید محبوب علی خاں صاحب کے نام ۲۹ر صفر ۱۳۴۴ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا-

"سو عمل سے زیادہ یہ ہے کہ درگاہ الٰہی میں معذرت کریں-"

**مکتوب ۱۳۸**- ایک نواب صاحب کے نام حیدر آباد یازدہم شریف ربیع الاول شریف ۱۳۴۴ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا "جو کافر کافر (اس کے کفر پر اطلاع کے باوجود) نہ جانے اس پر شریعت خود کفر کا حکم لگاتی ہے (مولوی) عبدالباری کے اقوال وافعال فسق سے گذر کر حد کفر تک پہونچتے ہیں- آپ کو (مولوی عبدالباری) سے علیحدگی (باتباع احکام خدا ورسول جل وعلا وﷺ) چاہئے کسی بزرگ کی نسل میں ہونے سے دائرہ شریعت سے کوئی باہر نہیں جاسکتا (کہ اس بنا پر اس سے مواخذہ نہ ہوسکے اور اس کا خلاف شرع قول وفعل جائز ٹھہر جائے) یہ مسئلہ چار سے زیادہ منکوحہ عورتیں کوئی مسلمان (ایک ساتھ) نہیں رکھ سکتا آپ کے پیش نظر ہوگا-" فقیر راقم عرض کرتا ہے- اس مکتوب شریف سے یہ دینی نصیحت ملتی اور حکم شریعت واضح ہوتا ہے کہ جو شخص دین ومذہب حق اسلام وسنت سے جس قدر دور ہو

اس سے اسی قدر مسلمان دین داروں کو اجتناب اور علیحدگی لازم ہے۔ اگرچہ وہ مخالف دین وسنت کتنا ہی جاہ ورسوخ دنیا میں رکھتا اور کیسا ہی مدعی علم ومشیخت پیر پیرزادہ وغیرہ بنتا ہو۔ کہ ان سب رشتوں علاقوں کا قیام وبقا واستحکام اور ان کی وجہ سے وقعت وعزت سب مشروط بہ استقامت براسلام وسنت ہے۔ والا فلا قال عز وجل یایها الذین آمنوا لاتتخذوا آبائکم واخوانکم واولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان الایه وقال تعالی اضله الله علی علم وقال انه لیس من اہلک انه عمل غیر صالح۔ نیز اس مکتوب شریف سے ہمارے حضرت قدس سرہٗ کا تصلب دینی اور استقامت بر سنیت اور بے رورعایت صاف گوئی واظہار حق بھی روشن ہے۔ اور بھی اس مکتوب شریف اور اس کے امثال سے واضح کرنا ہمیں مقصود۔

**مکتوب ۱۳۹**۔ نواب بہادر دل خانصاحب کے نام حیدر آباد دکن ۲۲ر ربیع الاول شریف ۱۳۴۴ھ کو ارسال فرمایا۔

"مظالم نجدیہ در حجاز پر توجہ دلائی کہ یہ اسلام کا سخت وقت ہے جو ہوسکے (اہل سنت مظلومین حجاز شریف کی کفالت اور نجدی مظالم کے دفع میں) امداد کیجئے۔"

**مکتوب ۱۴۰**۔ اصغر علی شاہ صاحب کے نام لدھیانہ تیسری ماہ مبارک صیام ۱۳۴۴ھ کو ارسال فرمایا۔

"میرے خاندان کے متوسل محض اپنی خوش عقیدگی سے اپنے مقاصد فقیر کی



طرف رجوع کرتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لکھ دیا کرتا ہوں۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس مکتوب شریف سے حضرت قدس سرہٗ کا کسر نفس وتواضع عیاں ہے۔ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین۔

**مکتوب ۱۴۱**۔ شیخ عطا الٰہی صاحب مذکور سابق کے نام ۳ر ماہ صیام ۱۳۴۴ھ کو ڈیرہ غازی خاں ارسال فرمایا۔

"ان کی بی بی کے متعلق فہمائش کی کہ ان سے ملائمت اور دلجوئی کا برتاؤ کریں۔"

**مکتوب ۱۴۲**۔ ایک خیر طلب کے نام ایک اسلامی ریاست کو ۸ر شوال ۱۳۴۴ھ کو ارسال فرمایا۔

"رئیس اور ریاست کی خیر منائے بے طرح وہابی قادیانی ہندو پرست بدمذہب گھسے ہیں۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس مکتوب شریف سے حضرت قدس سرہٗ کے قلب مبارک میں بدمذہبوں کی طرف سے جو باتباع احکام دین نفرت تامہ تھی وہ عیاں ہے نیز اس میں اس پر انتباہ ہے کہ بے دینوں اور بدمذہبوں کا قرب ودخل موجب قہر الٰہی ہوتا اور بے برکتی لاتا ہے۔ جیسا کہ یہی اللہ ورسول وائمہ دین کے ارشادات سے ثابت ہے۔ قال تعالی یایها الذین آمنوا لاتتخذو بطانته من دونکم لایالونکم خبالا وقال جل جلاله لا ترکنوا الی الذین ظلمو افتمسکم النار وقال علیه الصلاة والسلام المرء مع من احب وفی

غنیه الطالبین لسیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا رایت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا آخر والمزید فی طرد المبتدعین۔

**مکتوب ۱۴۳**۔ ایک خیر طلب کے نام ایک اسلامی ریاست کو دوم ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ کو ارسال فرمایا۔

"نیا چرہ اور وہابی اور ندوی اور قادیانی کے داخل ہونے سے افسوس ظاہر کیا اور یہ بھی لکھا کہ (اس ریاست سے) شائق حج اور زیارت سنی بھیجے جاتے تھے اب بدمذہب جارہے ہیں جن کی غرض ابن سعود کی مبارکبادی ہے۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے تشریح بالا یہاں بھی اور اس کے امثال آنے والے مکاتیب شریفہ میں بھی ملحوظ رہے۔

**مکتوب ۱۴۴**۔ ملک عبدالعزیز صاحب کے نام لاہور ۲۳؍ ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ کو ارسال فرمایا۔

"صورۃً وسیرۃً اتباع شریعت کے بارے میں ہے اور طریقہ محاسبہ کا بھی بتایا ہے" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اصلاح نفس کے لئے محاسبہ بہترین طرق مشائخ کرام میں سے ہے۔ جس کا بیان یہ ہے کہ شب کو جب بستر خواب پر سونے کے لئے لیٹے تو اللہ عزوجل کو دانا اور بینا جانتے ہوئے سوچے اور یاد کرے کہ آج جب سے پیدا ہوا تھا اس وقت سے اب تک کیا کیا کام اس نے کئے۔ اور ان میں کتنے موافق احکام خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ اور کس قدر مخالف۔ کیونکہ اپنے حرکات وافعال واقوال واحوال پر اپنا



علم حضوری ہے جس قدر اسے اطلاع ہوسکتی ہے۔ وہ غیر کے لئے غیر میسر ہے۔ اس کے سامنے اس کے کام جو اس دوران میں کئے ہوں گے آئیں گے۔ ان میں سے جو خلاف مرضی وحکم خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو ان پر شرمندہ ہوں آئندہ کے لئے ان سے بچنے کا عزم بالجزم کرے۔ اس طرح دوسرے کے اس کے برے کام بتانے اور ان سے بچنے کی نصیحت کے نفس امارہ کو برا لگ جانے اور اس طرح ان نافرمانیوں ہی پر معاذ اللہ اصرار اور مزید میں مبتلا ہوجانے کا خطرہ خصوصاً اس زمانہ میں بہت زائد ہے وہ بھی دور رہے گا اس لئے کہ اب کوئی غیر تو کچھ کہہ ہی نہیں رہا ہے ہم خود ہی اپنا حساب لے رہے اور اصلاح کررہے ہیں۔ اور اس محاسبہ کا سلسلہ جاری رکھنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ وبحسن توفیقہ وکرمہ جل مجدہ بہت جلد وہ دن آئے گا کہ اس کے تمام حرکات وسکنات افعال واقوال واحوال موافق احکام ومرضی خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوجائیں اور یہی فوز عظیم اور مرتبہ ولایت مستقیم ہے۔

**مکتوب ۱۴۵**۔ ملک عبدالعزیز کے نام لاہور ۱۲؍ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ کو ارسال فرمایا۔

"داڑھی رکھانے کی تاکید اور نماز قضائے عمری کی ترکیب لکھی۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے کہ نماز قضائے عمری کی ترکیب جو حضرت قدس سرہٗ نے اپنے شجرۂ مبارکہ مطبوعہ کے آخر میں ضروری ہدایات کے ذیل میں لکھوائی ہے حسب ذیل ہے۔ جتنی نمازیں قضا ہوگئی ہوں سب کا ایسا حساب لگائیں کہ تخمینے میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہوجائیں تو حرج نہیں۔ اور سب کو بقدر

طاقت رفتہ رفتہ نہایت جلد ادا کریں کاہلی نہ کریں کہ موت کا وقت معلوم نہیں اور جب تک فرض ذمے پر باقی ہوتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا قضا نمازیں جب متعدد ہوں مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں نیت کریں کہ سب میں پہلی وہ فجر جو مجھ سے قضا ہوئی ہر دفعہ یونہی کہیں کہ سب میں پہلی وہ فجر جو مجھ سے قضا ہوئی یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے۔ اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کریں۔ قضا میں فقط فرض اور وتر یعنی ہر دن رات کی بیس رکعت ادا کی جاتی ہیں اس کرامت نامہ کے حصول کے بعد اس کے جواب میں مکتوب الیہ موصوف نے اپنے معروضہ موصولہ ۲۰ر ذی الحجہ میں عرض کیا کہ "میں نے داڑھی منڈوانے سے حسب نصیحت حضرت توبہ کرلی دعائے استقامت فرمائیں" نصیحت شرعی ماننے پر ان کی تحسین اور مزید ہدایت پر مشتمل کرامت نامہ اس کے جواب میں حضرت نے انہیں ارسال فرمایا جو آگے آتا ہے۔

**مکتوب ۱۴۶**۔ محمد عوض کے نام سیتاپور ۲۴ر ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ کو ارسال فرمایا۔

"تم نے نجدیوں کی گستاخی اور بے ادبی کا حال جو مدینہ طیبہ میں کی ہے سنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس فتنہ کو وہاں سے دور کرے اور ان (نجدیہ خبثاء) کو مقہور کرے۔"

**مکتوب ۱۴۷**۔ ملک عبدالعزیز صاحب کے نام ۲۸ر ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ کو لاہور ارسال فرمایا۔

"میں نے خط ان کے داڑھی رکھانے پر اپنی خوشی کا اور فہمایش اس کو حد



شرعی بھر کرنے کا بھیجا۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے اسی کرامت نامہ کے جواب میں مکتوب الیہ موصوف نے اپنے معروضہ موصولہ دوم محرم ۱۳۴۵ھ میں عرض کیا "داڑھی کے بارے میں جیسا ارشاد ہوا ویسا ہی ہوگا۔ مجھے بیعت آپ سے کرنا ہے کیا ہوگئی ہے یا کیسے ہوگی" اس کے جواب میں حضرت نے ۱۹ر ۱۳۴۵ھ کو اپنے ایک کرامت نامہ میں انہیں مختصراً بیعت کی حقیقت اور شرائط سے مطلع فرمایا۔ جس کے جواب میں اپنے معروضہ موصولہ ۲۴ر محرم ۱۳۴۵ھ میں انہوں نے اپنا ارادہ بیعت کا مصمم ہونا اور اس کی خواہش کرتے ہوئے اس کی شرائطِ ضروریہ پر کاربندی کا اقرار نامہ بھی حاضر کیا۔ جس کے جواب میں حضرت نے کرامت نامہ (۱۵۰) ارسال فرمایا جو آگے آئے گا۔

**مکتوب ۱۴۸**۔ نواب سید سردار علی خاں صاحب کے نام حیدر آباد دکن ۲۸ر ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ کو ارسال فرمایا۔

"اورنگ آباد (دکن) میں ہمارے مرشد طریقت حضرت بہاء الدین قدس سرہٗ کا مزار شریف ہے"

**مکتوب ۱۴۹**۔ نواب بہادر دل خانصاحب کے نام غازی آباد ۱۱ر محرم ۱۳۴۵ھ کو ارسال فرمایا۔

"سودی لین دین کی ممانعت لکھی۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ انہوں نے تجارتی کاروبار اور ساہوکاری کا کام جاری کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا جس پر یہ ہدایت فرمائی۔

**مکتوب ۱۵۰**۔ ملک عبدالعزیز صاحب کے نام ۲۶ر محرم ۱۳۴۵ھ کو ارسال

فرمایا۔
"شجرہ مطبوعہ بھیجا اور خط بھی بھیجا کہ میں نے آپ کو (غائبانہ) داخل سلسلہ عالیہ قادریہ کرلیا تھوڑی شیرنی پر فاتحہ اپنے سلسلہ پیروں کا دے کر اول آپ کھایئے بعد کو تقسیم کردیجئے۔ اور اپنے سلسلہ کو جمیع سلاسل سے افضل سمجھئے اور اپنے پیران طریقت کو (اپنے حق میں بہ جہت تبلیغ) سب (پیران سلاسل) سے افضل سمجھئے۔

**مکتوب ۱۵۱**۔ ایک خیر طلب کے نام ۴ر صفر ۱۳۴۵ھ کو ارسال فرمایا۔
"میں آپ کے واسطے اور آپ کے رئیس کے اور ریاست کے واسطے برابر دعا فلاح (کی) کر رہا ہوں۔ آپ کے یہاں ندوی نیچری وہابی قادیانی گاندھوی بہت سے گھسے ہوئے ہیں خیال کیجئے کہ ابن سعود مردود کی ندویوں نے دیوبندیوں نے کیسی طرفداری اور اعانت کی ہے جن میں غیر مقلدین اور وہابی بھی شامل ہیں اور آپ کی ریاست سے یہ سب اعانت پاتے ہیں۔ پھر خدا کا غضب کیوں نہ ہو اور تنبیہ کیوں نہ ہو اسی سبب سے دعا کی شنوائی میں دیر ہوتی ہے۔"

**مکتوب ۱۵۲**۔ انہیں کے نام ۲۲ر صفر ۱۳۴۵ھ کو ارسال فرمایا۔
"منھ کے پکنے کا علاج تحریر کیا کہ گوندنی کے پتوں کا غرغرہ کریں اور اس کے ثمر پختہ کھائیں اور منجن جو میرا بنایا ہوا ہے اس کا استعمال کریں۔ آپ نے جو اپنے رئیس اور ریاست کے واسطے دعا کرنے کو لکھا میں بہ ہمدردی اسلام اور آپ کے تعلقات کے کرتا ہوں۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ منجن جو حضرت قدس سرہٗ کے معمولاً استعمال میں تھا۔ اس کے اجزاء حسب ذیل



ہیں۔ بنولہ یک سیر۔ نمک آدھ پاؤ۔ شہد آدھ پاؤ پھٹکری یکتولہ۔ کباب چینی یکتولہ۔ مصطگی یکتولہ۔ اول بنولے کڑھائی وغیرہ کسی برتن میں رکھ کر جلا کر کوئلہ کرکے پیس لے۔ اور شہد و نمک مٹی کے برتن میں بند کرکے اوپر سے گل حکمت یعنی چکنی مٹی تھوپ کر اس برتن کو آگ میں دباوے کہ نمک جل جائے پھر اسے بھی پیس لے۔ اور پھٹکری کو کھیل کرکے اور کباب چینی اور مصطگی کو ویسے ہی پیس کر ان سب کو باہم ملالے منجن تیار ہوگیا۔

**مکتوب ۱۵۳**۔ فقیر راقم محمد میاں عفی عنہ کے نام ۲۵ر صفر ۱۳۴۵ھ کو بریلی ارسال فرمایا۔

"لکھا مجھے اس قرآن مجید کی جلد بندی کا سیتاپور اور مارہرہ کی مسجدوں کے مرمت ہوجانے کا اور حقانی میاں قدس سرہٗ کے روضہ کی مرمت کا ہر وقت خیال ہے اللہ تعالیٰ میری زندگی میں کرادے آمین ثم آمین۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس مکتوب شریف میں جس قرآن مجید کا ذکر ہے۔ وہ وہ ہے جو حضرت قدس سرہٗ کو حضرت کے ماموں صاحب قبلہ حضرت سید شاہ نورالحسن صاحب مغفور نے حضرت کے حفظ قرآن مجید کے آغاز کے بعد دیا تھا اور اسی میں حضرت نے قرآن مجید یاد فرمایا۔ اس کی جلد بندی خود حضرت نے حیدر آباد دکن میں بعد کو کرالی۔ اور جن مساجد کا ذکر آیا ان میں سے سیتاپور کی مسجد وہ ہے جو حضرت کے والد ماجد حضرت جدی سید شاہ محمد صادق صاحب قدس سرہٗ مغفور نے حضرت کے ختم حفظ کلام مجید کے بعد اس کی تہنیت میں حضرت کی فرمائش پر تعمیر فرمائی اور جو قرب وجوار میں باعتبار عمارت بھی اپنی آپ نظیر اور بحمد اللہ اس وقت تک آباد ہے۔ اور مارہرہ کی

مسجد مسجد قدیم خانقاہ عالیہ برکاتیہ ہے۔ ان دونوں مساجد کی ہر طرح کی خدمت امامت و تاذین و تعمیر و روشنی و فرش وغیرہ حضرت قدس سرہٗ اپنی حیات شریف تک فرماتے رہے اور شکستگی کی مرمت بھی شروع کرادی جس کی تکمیل فقیر راقم نے بعونہ تعالیٰ کرادی اور حسب مقدرت خدمات مذکورہ بالا بھی کررہا ہے۔ نیز روضہ حضرت سید شاہ حقانی برادر اعیانی حضرت جد اعلیٰ سید شاہ حمزہ واقع درگاہ برکاتیہ مطہرہ جو ایک عرصہ سے کہنہ وبوسیدہ تھا اس کی درستی کی تیاری بھی حضرت قدس سرہ نے آغاز فرمادی تھی اور بعد وصال حضرت قدس سرہٗ فقیر نے بحیثیت ممبر کمیٹی انتظامی درگاہ معلیٰ اسے بھی بفضلہ تعالیٰ انجام کو پہونچا دیا۔ اس مکتوب شریف سے حضرت کا تعلق خاطر اور محبت قلبی معابد متبرکہ اور ماثر مقدسہ سے عیاں ہے جو برہان رسوخ ایمان ہے کما قال اللہ تعالیٰ انما یعمر مسجد اللہ من آمن باللہ والیوم الاخر الایہ۔

**مکتوب ۱۵۴۔** ملک عبدالعزیز صاحب کے نام لاہور ۱۴ر ربیع الآخر شریف ۱۳۴۵ھ کو ارسال فرمایا۔

"آپ نے جو ہمدردی میرے لکھنؤ (بغرض علاج) جانے کے متعلق اعانت وخدمت کی (اپنی آمادگی کی) کہی اس سے آپ کی سعادت مندی ظاہر ہوئی خوش ہوا۔ ہمارے پاس جو اسبابِ آرام کی چیزیں ا مکنہ۔ دیہات۔ املاک جو ہیں وہ سب (ہمارے اسلاف کرام کے) معتقدین کی (بلا طلب) خدمت کا ظہور ہے۔ میں اپنے بزرگوں کے حکم کی بموجب دست حاجت .بطلب یا بحسن طلب (یعنی وہ طلب جو ظاہر میں طلب نہ معلوم ہو) کسی کی جانب (بہ



جز قادر مطلق وہاب حقیقی عم نوالہ) دراز کرنے کا مجاز نہیں البتہ لاردو لاکد کا حکم ہے جو خدمت کرے اس کو قبول کرو منگتا نہ بنو۔"

**مکتوب ۱۵۵۔** نواب سید سردار علی خاں صاحب کے نام حیدر آباد دکن ۲۲ر جمادی الاول ۱۳۴۵ھ کو ارسال فرمایا۔

"آپ کو جو خانقاہ (برکاتیہ) اور مسجد شریف (برکاتی) کا مرمت کا خیال ہے اس کا سپاس گذار ہوں۔ بزرگوں نے تو ان کے واسطے بہت آمدنی چھوڑی تھی۔ مگر اولاد ناخلف نے اڑا کر تلف کردی دو خیال میرے پیش نہاد ہمت ہیں اول تو مرمت مسجد وخانقاہ شریفین کہ ہروقت پیش نظر ہے۔ میں تنہا ہی اس کو انجام دیتا مگر عزیزوں کی عنایت سے جن کے حفظ جائداد اور آبرو کے واسطے میرے والد ماجد نے اپنی جائداد قرضہ میں پھنسائی تھی اور مقروض ہوگئے اس میں بہت سی جائداد تلف ہوئی اور جو تھوڑی باقی ہے وہ معرض زوال میں والد ماجد قدس سرہٗ کو تو دوسری آمدنی قوت بازو کی تھی جو اب مجھ کو نہیں ہے۔ اور اخراجات سب موجود ہیں جو توکلاً علی اللہ تعالیٰ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے مجھ سے متعلق ہیں اور بزرگوں کی وصیت ہے کہ اپنی ضروریات کو کسی کے سامنے نہ پیش کرو۔ سب اسی مالک الملک (کے کرم کے بھروسہ) پر رکھو لاردو لاکد پیش نظر رکھو .بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک تو اس کا پابند ہوں آئندہ اللہ تعالیٰ مالک ہے اور مختار ہے۔ آپ کو اپنا ہمدرد سمجھ کر اس قدر سمع خراشی بھی کی۔

**مکتوب ۱۵۶۔** اصغر علی شاہ صاحب کے نام لدھیانہ ۸ر شوال ۱۳۴۵ھ کو ارسال فرمایا۔

"آپ یہ خوب یاد رکھیئے گا کہ (نقش تکسیر جنہ یا لوح سلیمانی ان کی مطلوبہ) بنانا میرا کام ہے۔ اثر ہونا موثر حقیقی کی جانب سے ہے۔ میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ البتہ اس قدر ذمہ دار ہوں کہ جو بنادوں گا وہ بزرگان قدست اسرارہم کے طرق مقررہ کے موافق ہوگا قاعدہ سے غلط نہ ہوگا۔"

**مکتوب ۱۵۷**– ایک خیر طلب کے نام ۴ر ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ کو تحریر فرمایا۔

"ریاست میں وہابی اور ندوی اور قادیانی اور نیچریوں کا بھرا ہونا تحریر کرکے یہ لکھا کہ جب ایسی مذہب کی سہل انگاری ہے تو جو کچھ خدشات نہ آئیں وہ تھوڑے ہیں جو فتوی (وہاں کے) دارالافتاء امور مذہبی سے نکلا اس پر اپنی ناپسندیدگی ظاہر کی اور اپنا افسوس ظاہر کیا اور تحریر کیا کہ تمام سنی علما تو اس کے خلاف ہیں۔ کہ ابن سعود کو کسی قسم کی اعانت دی جائے۔ اور (سنی علماء تو) اس کا علاج التوائے حج تجویز کریں اور (وہاں کے) امور مذہبی کے محکمہ سے (وہ فتوی شائع کرکے) ابن سعود کی اعانت کی جائے اور حج کے جانے کی اس سال ترغیب دی جائے افسوس صد افسوس۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ یہ کرامت نامہ نجدی فتنہ کے زور کے زمانہ میں تحریر فرمایا تھا جبکہ ہندوستان کے علمائے کرام اہل سنت نے نجدی مظالم اور بے دینی اور ضلالت حرمین مطہرین وحجاز مقدس سے دور کرنے کا اپنی استطاعت کے مدنظر علاج التوائے حج تجویز کیا تھا۔

**مکتوب ۱۵۸**– انہیں کے نام ۱۹ر ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ کو ارسال فرمایا۔

"جس ریاست میں کہ وہابی نیچری مجدی اور سعودیوں وغیرہ بدمذہبوں کی اعانت کی جاچکی ہو اس پر جو اللہ تعالی کی ناراضی نہ ظاہر ہو تو تعجب ہے میں



دعا بہبودی رئیس وریاست کرتا رہتا ہوں۔"

**مکتوب ۱۵۹**– انہیں کے نام ۶ر ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ کو ارسال فرمایا۔

"آپ کے واسطے رئیس وریاست کے واسطے دعا کرتا ہوں (مگر) آپ کے یہاں تو وہابی نیچری قادیانی سعودی دیوبندی بھرے ہوئے ہیں پھر اس کا وبال کیوں نہ ہو۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے چونکہ مکتوب الیہ اپنی خیر طلبی کے سبب اپنے یہاں کی مصائب کے دفع کے لئے طالب دعا رہتے تھے۔ لہذا حضرت بمقتضائے خیر خواہی دینی وتصلب سنیت دعا کے ساتھ دینی نقطۂ نظر سے مصائب کی علت پر بھی متنبہ فرماتے رہتے تھے۔

**مکتوب ۱۶۰**– عبدالحلیم صاحب مجسٹریٹ ریاست پٹھاری کے نام ۱۹ر محرم ۱۳۴۶ھ کو ارسال فرمایا۔

"چونکہ خدائے تعالی کے دربار سے ہر کام ایک کاردار کے سپرد ہے یہاں (ہندوستان) کے کاروبار سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کے سپرد ہیں کبھی بوقت وسعت وہاں حاضر ہو آئیں۔"

**مکتوب ۱۶۱**– مولوی نظام الدین صاحب کے نام ۱۸ر جمادی الاول ۱۳۴۶ھ کو تحریر فرمایا۔

"وہابیوں کی عادت مستمرہ ہے کہ وہ ایسی جھوٹی باتیں لکھا پڑھا کرتے ہیں۔ بالکل غلط ہے مولوی نقی علی خاں صاحب کا نہ یہ رسالہ نہ سیتاپور مطبع صبح صادق میں چھپا سراسر غلط ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مولوی نقی علی خاں صاحب جن کو سخت برا جانیں اور اپنے رسالوں میں (برا ان کو لکھیں (پھر)

انہیں پکا مسلمان اور عالم لکھیں۔" فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ مولوی نظام الدین فیض اللہ صاحب زادت فضائلھم خلیفہ مجاز حضرت قدس سرہٗ کا ایک کرم نامہ اسی تاریخ فقیر کے نام آیا تھا جس میں لکھا تھا کہ ایک دیوبندی نے اپنے ایک گجراتی زبان کے رسالہ میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا مولوی نقی علی خاں صاحب والد ماجد حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قدس سرہما نے اپنی کتاب (فرضی اختراعی وہابیہ) تحفۃ المقلدین میں جو مطبع صبح صادق (قائم کردہ حضرت جد امجد فقیر راقم) میں طبع ہوئی ہے رشید احمد اور قاسم نانوتوی کو عالم اور پکا مسلمان لکھا ہے۔ آپ کے علم میں اس کتاب کے متعلق کیا ہے۔ اگر شایع ہوئی ہو تو وہ عبارت (دربارہ گنگوہی ونانوتوی) اس میں ہے یا اور کوئی نقی علی خاں صاحب کی جانب سے چھپی ہے آپ کو جو معلوم ہو مطلع فرمایئے اشد ضرورت ہے۔ یہ ان کے خط کا خلاصہ ہے۔ چونکہ فقیر راقم اس زمانہ میں خانقاہ سے غیر حاضر بریلی وغیرہ گیا تھا۔ لٰہذا ضرورت دینی کے لحاظ سے حضرت نے فوراً ان کے جواب میں یہ مکتوب شریف ارسال فرمایا۔

**مکتوب ۱۶۲**۔ ایک خیر طلب کے نام ایک اسلامی ریاست ۵ر جمادی الآخر ۱۳۴۶ھ کو ارسال فرمایا۔

"(وہاں کے رئیس کے لئے) محض باخوت دینی وہمدردی اسلامی فلاح کی دعا کرنا لکھا اور یہ کہ ریاست میں بدمذہب گھس گئے ہیں اور وہ ایسے کام کرتے ہیں جو موجب قہر خدا ہوں۔ نجدی خبثاء نے اکابر ائمہ واہل بیت طہارت وحضور اکرم ﷺ اور ان کے ماثر ومشاہد وآثار کی جو گستاخیاں کیں اور



دین اور اہل دین پر جو مظالم توڑے ان کے دفع کے لئے غربائے اہل سنت نے ایک تدبیر التوائے حج کی تجویز کی تھی۔ مگر آپ کی ریاست کے محکمہ امور مذہبی سے بہت لچر اور بیہودہ استدلال پر مبنی فتوٰی حمایت نجدیہ میں نکلا اور ایسے ہی اور کثیر رقوم جو مصارف خیر کے نام سے ہدم دین واعانت مبتدعین (کہ خود بھی بحکم حدیث ہدم دین ہے) میں صرف ہوتی ہیں۔ ایسے امور موجب غضب خدا (حسب ارشاد خدا ومصطفیٰ جل وعلا وﷺ) ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ توفیق نیک دے آمین۔"

**مکتوب ۱۶۳**۔ انہیں کو ۲۷ر شعبان ۱۳۴۶ھ کو ارسال فرمایا۔

"رئیس وریاست کے واسطے دعا کرتا ہوں۔ مگر جب اللہ تعالی کی خلاف مرضی بے حد کام (دخل وقرب مبتدعین وغیرہ) ہوتے ہیں تو میری دعا کیا اثر کرے گی۔"

**مکتوب ۱۶۴**۔ اہل خانہ نواب بہادر دل خاں صاحب کے نام حیدر آباد دکن یازدہم شریف شوال ۱۳۴۶ھ کو ارسال فرمایا۔

"دعا کرنا میرا کام ہے۔ نتیجہ کی میں کچھ ذمہ داری نہیں کر سکتا"

**مکتوب ۱۶۵**۔ محمد ولایت حسین صاحب کے نام میرٹھ ۱۱ر شوال ۱۳۴۶ھ کو ارسال فرمایا۔

"نہ مجھ میں قوت نہ عمل ہمزاد کو اچھا سمجھوں دیگر اعمال جب قوت ہوگی بتاؤں گا۔"

**مکتوب ۱۶۶**۔ شاہ جی نصیرالدین صاحب کے نام علی پور ضلع سورت

یازدہم شریف ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ کو ارسال فرمایا۔

”محمد میاں نے شجرہ اور خلافت نامہ میری طرف سے لکھ کر اور میرے دستخط کرا کر اور مجھے سنا کر میری اجازت سے سید نصیرالدین صاحب کو علی پور ضلع سورت بھیجا اور خط میں لکھ دیا کہ مذہب اہل سنت وجماعت پر مضبوطی سے قائم رہ کر اور بدمذہبوں (تفضیلیہ وندویہ ووہابیہ ومتصوفۂ ملاحدہ وغیرہا) سے قطعاً دوری ونفرت اور بقدر علم بوقت ضرورت ان کے رد وطرد کو فرض واہم خدمت دیں جان کر اجراء سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کیجئے۔ ان شروط ضروریہ ودیگر شروط معلومہ عند اہل ہذہ الطریقہ کے ساتھ آپ کو اجازت ہے۔“

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

مرتضیٰ شیرِ حق اشجع الاشجعین
ساقیٔ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

اصلِ نسلِ صفا وجہِ وصلِ خدا
بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

وہ حسن مجتبیٰ سید الاسخیا
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

اُس شہیدِ بلا شاہِ گلگوں قبا
بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

شافعی مالک احمد امامِ حنیف
چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام

غوثِ اعظم امام التقیٰ والنقیٰ
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

سید آل محمد الرشد
گلِ رَوضِ ریاضت پہ لاکھوں سلام

حضرتِ حمزہ شیرِ خدا و رسول
زینتِ قادریت پہ لاکھوں سلام

نام کام و تن و جان و حال و مقال
سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام

نورِ جاں عطر مجموعۂ آلِ رسول
میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام

زیبِ سجادہ سجاد نوری نہاد
احمدِ نور طینت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام